مجاہدِ ملت

خطوط کے آئینے میں

مرتبہ

محمد صادق قصوری

5858

مجاہدِ ملت فاؤنڈیشن پاکستان

Marfat.com

Marfat.com

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

مجاہد ملّت خطوط کے آئینے میں

☆☆☆

محمد صادق قصوری

مجاہد ملّت فاؤنڈیشن پاکستان

Marfat.com

81228

بیاد

ضیغم اسلام مجاہد ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی رحمتہ اللہ علیہ

سلسلہ اشاعت نمبر ۳

نام کتاب ---------------------- "مجاہد ملت خطوط کے آئینے میں"

مرتب ---------------------- محمد صادق قصوری

صفحات ----------------------

تعداد ---------------------- ایک ہزار

سال طباعت ---------------------- اکتوبر 2003ء

ہدیہ ---------------------- دُعائے خیر بحق معاونینِ فاؤنڈیشن

نوٹ! بیرونی حضرات پندرہ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب کریں

☆

مُجاہد ملت فاؤنڈیشن، بُرج کلاں ضلع قصور (پنجاب)

پوسٹ کوڈ نمبر ۵۵۰۵۱

Marfat.com

فہرس

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱	عرضِ مرتب .... محمد صادق قصوری	۴
۲	تاثرات .... ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری	۶
۳	مقدمہ .... پروفیسر ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار	۷
۴	قائداعظم	۱۶
۵	نواب بہادر یار جنگ	۴۱
۶	خواجہ ناظم الدین	۴۴
۷	مولانا مودودی	۵۴
۸	راجہ صاحب محمود آباد	۵۹
۹	میاں محمود علی قصوری	۶۳
۱۰	سید محمد فاروق القادری	۶۶
۱۱	صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر	۱۱۲
۱۲	جنرل محمد ضیاء الحق	۱۳۰
۱۳	بشریٰ رحمٰن	۱۴۰
۱۴	کتابیات	۱۴۵
۱۵	مجاہد ملت یادگاری ٹکٹ	۱۴۷
۱۶	اظہار تشکر	۱۵۰

Marfat.com

عرضِ مرتّب

''مجاہد ملت مشاہیر کی نظر میں''اور''ارمغانِ مجاہد ملت''کے بعد''مجاہد ملت خطوط کے آئینے میں''حاضر ہے۔اللہ کریم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے مجدّد دوراں عبقریٔ زماں ضیغمِ اسلام بطلِ حرّیت مجاہد ملّت حضرت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی نقشبندی مجدّدی قدس سرہ العزیز، کی حیات و خدمات پر کام کرنے کی مجھے سعادت، ہمت اور توفیق بخشی ہے الحمد اللہ

اس کتاب پر ملک کے نامور ماہرِ تعلیم ،معروف اہلِ قلم اور ممتاز دانشور جناب محترم ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار ڈائریکٹر بزم اقبالؒ لاہور نے گرانقدر"مقدمہ "تحریر فرما کر اس کی حیثیت و اہمیت کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔میں ان کا اس لطف و کرم پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکر گزار ہوں۔اللہ کریم ان کی عمر اور صحت میں برکت دے۔

اس کتاب کی تیاری میں استاذی حکیم ملت حضرت مولانا حکیم محمد موسیٰ امرتسری ثم لاہوریؒ کی رہنمائی و سرپرستی حاصل رہی ہے۔اللہ کریم ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ان کی قبر انور کو نورٌ علیٰ نور کرے۔اور ان کا فیض جاری و ساری رکھے۔

یہ کتاب حضرت مجاہد ملت قدس سرّہ،کی حیات مبارکہ میں ہی تیار ہو گئی تھی مگر چھپ نہ سکی۔شائد اس کی طباعت و اشاعت کا یہی وقت مقرر تھا۔بہر حال پیش خدمت ہے۔اور یہ فیصلہ کرنا آپ کا کام ہے کہ میں اپنے مقصد میں کہاں تک کامیاب و کامران ہو سکا ہوں۔اس کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ "مکاتیب مجاہد ملت"،"خطباتِ مجاہد ملت "و دیگر کتابیں بھی پیش کی جائیں گی۔بفضلِ خدا اور بطفیلِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

جن حضرات نے اس کتاب کی طباعت و اشاعت کے سلسلہ میں مالی تعاون فرمایا ہے ان سب کا شکر گزار ہوں۔اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر سے نوازے،دین و دنیا میں خوش و خرم رکھے اور ان کے مال و

Marfat.com

جان میں برکت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ۔

محمد صادق قصوری

"خادم" "مجاہد ملت فاؤنڈیشن"

برج کلاں ضلع قصور

پوسٹ کوڈ۔ ۵۵۰۵۱

۳۰۔اپریل ۲۰۰۳ء بروز بدھ

نوٹ: کتاب ہذا کی کمپوزنگ کے سلسلہ میں بھاگ دوڑ کا کام حکیم ذوالفقار احمد آزاد اور حکیم سجاد احمد نے بحسن وخوبی سرانجام دیا، کمپوزنگ کی نگرانی اور طباعت کے کٹھن مراحل مولانا محمد جاوید اقبال قصوری نے بڑے حوصلہ اور محبت سے طے کیئے۔ پروف ریڈنگ میرے اکلوتے بیٹے محمد خالد فاروق قصوری بی۔اے، بی ایڈ نے بڑی محنت سے کی۔ میں ان عزیزوں کا شکر گزار ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو سعادت دارین سے نوازے۔ آمین۔ (قصوری)

Marfat.com

تاثرات

(ضیأالامت حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب ایم اے (آنرز) بھیرہ شریف ضلع سرگودھا)

بھیرہ ضلع سرگودھا

۲۔ جون ۱۹۹۱ء

مکرم و محترم جناب قصوری صاحب السلام علیکم ورحمتہ اللہ

یادفرمائی کیلئے شکرگزار ہوں۔

آپ ایک عظیم خدمت انجام دے رہے ہیں۔ اہلسنت کے درِ شہسوار (مجاہد ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی مدظلہ) کا کردار اتنا روشن، بصیرت افروز اور سبق آموز ہے کہ ان کی کتابِ زیست کے ہر ورق کو قوم کے سامنے پیش کرنا بڑی اہم ذمہ داری ہے۔ اس کیلئے جو طریقہ آپ نے اختیار کیا ہے کہ ان کی قابل فخر زندگی کے شب و روز کو ان کے مکتوبات کی روشنی میں قوم کے سامنے پیش کیا جائے بہت موثر طرزِ نگارش ہے۔

افسوس کہ اس سلسلہ میں کوئی خدمت نہیں کرسکتا۔ حضرت مجاہد ملت سے خط و کتابت کی سعادت نصیب نہیں ہوئی ورنہ میں یہ یادگار خطوط اہلسنت کے مایۂ ناز مورخ کی خدمت میں ضرور پیش کرتا۔

والسلام

مخلص: محمد کرم شاہ

☆ افسوس کہ پیر صاحب کا ۷۔ اپریل ۱۹۹۸ء کو انتقال ہوگیا۔ (قصوری)

Marfat.com

مقدمہ

(از جناب پروفیسر ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار صاحب ڈائریکٹر بزمِ اقبالؔ۔ لاہور)

''مجاہدِ ملت خطوط کے آئینے میں'' سینئر مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی کے سیاسی اور دینی سیاست سے متعلق مکتوبات کا مجموعہ ہے جسے ان کے ایک عقیدت کیش جناب محمد صادق قصوری نے مختلف ذرائع سے اکٹھا کر کے ترتیب دیا ہے اور اس پر مقدمہ چلانے کی ذمے داری مجھ پر ڈال دی ہے جو ایک دشوار کام ہے۔ شاید تقریظ لکھنا آسان ہو، مگر میں اس سے بھی ناآشنا ہوں۔

غالبؔ، اکبرؔ، اقبالؔ اور کچھ دوسرے مشاہیرِ ادب کے مکاتیب پر تو میں خامہ فرسائی کر چکا ہوں اور مجھے اس کاوش کی داد اہلِ علم و فن سے بھی مل چکی ہے مگر وہ معاملہ تھا مشاہیرِ ادب کا، جن کے مکاتیب مختلف معاصر شخصیتوں کے نام مسائل زندگی و ادب کے گوناگوں پہلوؤں سے متعلق تھے اور ان میں ان کی شخصیت کے کئی نئے پرت بھی سامنے آتے تھے جو دل و نگاہ کو اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں۔ جبکہ مولانا محمد عبدالستار خان نیازی کے مکاتیب بیشتر سیاساتِ حاضرہ یا دینی سیاسی مناقشات کے بارے میں ہیں۔ جن میں مکتوب نگار کی شخصیت کا خارجی طور پر ایک ہی رخ سامنے آتا ہے جو اگرچہ اس لحاظ سے اہم ہے کہ ملی بقا و احیاء کی جدو جہد کا یہ ایک تاریخی دور تھا اور مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی کی پوری زندگی اسی دشتِ وفا میں بڑے ذوق و شوق سے گزری اور ایسے نازک مرحلے بھی آئے جہاں دار و رسن کی آزمائش شخصیت و کردار کو یا تو نکھار دیتی ہے یا فنا کر دیتی ہے۔ بقول شاعر:

قد و گیسو میں قیس و کوہکن کی آزمائش ہے
جہاں ہم ہیں، وہاں دار و رسن کی آزمائش ہے

Marfat.com

مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی سیاست کی وادی پُر خار میں عمر بھر آبلہ پا چلتے رہے۔ اس رخ سے ان کی شخصیت و کردار کے بارے میں کچھ کہنا میرے لیے نسبتاً کچھ سہل ہو جاتا ہے کہ میں نے اس عہد کے مولانا کو ان حالات سے گزرتے دیکھا بھی ہے اور سنا بھی ہے۔ مجھے پہلی بار مولانا کی تقریر سننے کا اتفاق اس وقت ہوا جب ان کا عہد شباب تھا اور وہ پنجاب مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے ایک سرگرم کارکن کی حیثیت سے منظر عام پر آئے تھے۔ یہ ۱۹۴۱ء کی بات ہے۔ تحریک پاکستان کے سلسلے میں پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کی ڈویژنل کانفرنس امرتسر کی انجمن اسلامیہ پارک زیر صدارت راجہ امیر احمد صاحب آف محمود آباد منعقد ہوئی اور اس کانفرنس میں مولانا نے اپنی پر جوش خطابت اور دلائل و براہین سے اپنی عظمت کا سکہ امرتسر جیسے سیاسی طور پر باشعور شہر میں جمایا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب احرار کے بڑے بڑے خطیب پنجاب کی فضا پر چھائے ہوئے تھے۔ میں اس زمانے میں ایم۔اے۔او کالج امرتسر میں فرسٹ ائیر کا طالب علم تھا اور تحریک پاکستان اور مسلم لیگ سے میری وابستگی کا آغاز تھا۔ مولانا کی اس تقریر نے مجھے بہت متاثر کیا۔ مگر اس زمانے میں میرا ان سے ذاتی سطح پر کوئی رابطہ نہ ہو سکا۔ میری دلچسپی کا محور مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کی بجائے مسلم لیگ کا عسکری ونگ مسلم نیشنل گارڈز تھا۔ تاہم ذہنی رابطہ تحریکِ پاکستان کے سب کارکنوں اور رہنماؤں سے رہتا تھا۔ مولانا سے ذاتی رابطہ اور دوستی کا سلسلہ ۱۹۵۳ء میں ختم نبوت کی تحریک کے دوران ہوا اور پھر مختلف علمی و ثقافتی معرکوں میں ساتھ رہا اور یہ سلسلہ تا حال قائم ہے، اگرچہ اس دوران عملی سیاست سے میں الگ تھلگ رہا۔ اس لحاظ سے مولانا محمد عبدالستار خان نیازی کے مکاتیب کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے ان کی شخصیت کو خطوط سے ہٹ کر اس ذاتی تعلق اور مشاہدے کے حوالے سے بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ مگر میری کوشش یہی ہوگی کہ مقدمے میں بات خطوط کے دائرے یا آئینے میں رہ کر ہی کی جائے۔ اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے زیر بحث مجموعہ مکاتیب پر ایک نظر ڈال لی جائے اور پھر انکے آئینے میں مولانا کی ''مجاہدانہ شخصیت'' کا جائزہ لیا جائے۔

زیر بحث مجموعے میں سب سے زیادہ تعداد اور اہمیت کے لحاظ سے قابل ذکر وہ خطوط اور تار ہیں جو مولانا محمد عبدالستار خان نیازی اور قائداعظم محمد علی جناح کے مابین ارسال ہوئے۔ اگرچہ یہ بات واضح نہیں کی گئی کہ اصل خطوط انگریزی میں لکھے گئے یا اردو میں۔ بظاہر یہی نظر آتا ہے کہ مجموعے کے خطوط

Marfat.com

انگریزی سے اردو میں ترجمہ شدہ ہیں، صرف ایک خط کے سوا، جو قائداعظم کے سیکرٹری سید مطلوب الحسن نے اردو میں لکھا ہے اور پڑھ کر اسے واپس کر دینے کے لئے کہا ہے۔ تار تو خیر ہوتے ہی انگریزی میں تھے۔ قائداعظم کے نام مولانا محمد عبدالستار نیازی کے خطوط کی تعداد گیارہ ہے۔ دس خطوط ۱۹۴۱ء میں لکھے گئے اور صرف ایک آخری خط ۲۰۔ مارچ ۱۹۴۷ء کو لکھا گیا۔ جواب میں قائداعظم کے خطوط کی تعداد چھ اور تار تین ہیں اور یہ سب ۱۹۴۱ء کے ارسال کردہ ہیں۔ اس اہم مراسلت کے بعد متفرق خطوط کی تفصیل یہ ہے:۔

(۱) نواب بہادر یار جنگ کے دو خطوط (محررہ ۱۹۴۳ء) نیازی صاحب کے نام (نیازی صاحب کا کوئی خط دستیاب نہیں ہوا)۔

(۲) خواجہ ناظم الدین کے نام نیازی صاحب کے چار خطوط (محررہ دسمبر ۱۹۶۲ء، ۱۹۶۳ء) اور جواب میں خواجہ ناظم الدین کے چار خطوط (محررہ ۱۹۶۳ء)

(۳) مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کے نام نیازی صاحب کے دو خطوط (محررہ ۱۹۶۳ء) اور جواب میں مولانا مودودی صاحب کے بھی دو خطوط (محررہ ۱۹۶۳ء)

(۴) راجہ صاحب محمود آباد امیر احمد خان کے نام نیازی صاحب کے دو خطوط مع رپورٹ (محررہ ۱۹۴۱ء) اور راجہ صاحب محمود آباد کا ایک خط (محررہ ۶، اکتوبر ۱۹۴۱ء) رپوٹ، پنجاب مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے جواب میں۔

(۵) میاں محمود علی قصوری کے نام نیازی صاحب کا ایک خط (محررہ ۳، جون ۱۹۶۳ء) اور جواب میں میاں محمود علی قصوری کا خط (محررہ ۸، جون ۱۹۶۳ء)۔

(۶) سید محمد فاروق القادری کا مکتوب نیازی صاحب کے نام (محررہ ۸، مارچ ۱۹۸۱ء) اور جواب میں نیازی صاحب کا مکتوب (محررہ ۱۹۸۱ء)۔

یہ مکتوب، خط کی حدود سے نکل کر ایک تحقیقی مقالے صورت اختیار کر جاتا ہے جو مولانا محمد عبدالستار خان نیازی کے جذبہء صادق اور انکی تحقیقی کاوش کا مظہر ہے اور ان کے دینی مسلک کا ترجمان بھی ہے۔

(۷) اسی طرح صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر کے نیازی صاحب کے نام دو خطوط (مورخہ ۶، دسمبر ۱۹۸۷ء

Marfat.com

اور ۶ ،نومبر ۱۹۸۹ء) جو ناپختگی اور جوشِ جوانی کی بدولت خاصے تند و تیز ہیں اور جواب میں مولانا محمد عبد الستار خان نیازی کا مکتوب (محررہ نومبر ۱۹۸۹ء) بزرگانہ تحمل، بردباری اور پند آموزی کا مرقع ہے۔ یہ خط بھی مقالے کی صورت اختیار کر جاتا ہے اور مولانا کی بزرگانہ شخصیت کا آئینہ دار اور ان کے دینی سیاسی طرزِ عمل کا ترجمان ہے۔ شروع میں ایک مراسلہ جمعیت علمائے پاکستان کے سیکرٹری جنرل کی حیثیت سے تنظیمی نوعیت کا رسمی مکتوب ہے۔

(۸) جنرل محمد ضیاء الحق کے نام ۲۷، مارچ ۱۹۸۲ء کا طویل مکتوب مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ کے ترجمہ قرآن (کنز الایمان) کے بارے میں تقابلی مطالعے کے نقطہ نظر سے ترجمہ و تفسیر کی اہمیت پر روشنی ڈالتا ہے۔

(۹) مجموعے کا آخری مختصر مکتوب بشریٰ رحمٰن کے نام ہے جو ۱۲، جولائی ۱۹۹۵ء کو لکھا گیا جس میں ان کے ''دیباچہ مکاتیب مجاہد ملت'' کے لیئے شکریہ ادا کیا گیا ہے۔

ان خطوط کے آئینے میں جہاں تک مجاہد ملت کی شخصیت کو پرکھنے کا تعلق ہے اس سلسلے میں جیسا کہ ہم نے پہلے کہا ''صرف وہ چند خطوط قابل ذکر ہیں جو مجاہد ملت'' نے قائداعظم کو لکھے، خصوصاً ۱۹۴۱ء میں جب آتش جوان تھا اور قائداعظم کی بزرگانہ شخصیت برعظیم میں اپنی عظمت کردار کا سکہ بٹھا چکی تھی اور حکیم الامت علامہ اقبالؒ سے اس شاندار انداز میں خراجِ تحسین حاصل کر چکی تھی۔

نگہ بلند، سخن دلنواز، جاں پرسوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کیلئے

یہ خطوط اس زمانے (۱۹۴۱ء) کے ہیں جب ایک سال قبل مسلم لیگ قرارداد لاہور (جسے ایک سال بعد اجلاسِ مدراس میں ''پاکستان'' کا نام دیا گیا،) منظور کر چکی تھی، مگر پنجاب میں مسلم لیگ کی عجیب حالت تھی کہ یہاں کے وزیر اعظم سر سکندر حیات خاں چند سال قبل نام نہاد ''سکندر جناح پیکٹ'' کر کے صوبہ پنجاب مسلم لیگ پر قبضہ جما کر اسے یونینسٹ پارٹی کے تابع کر چکے تھے اور پنجاب میں مسلم لیگ 'ہر چند کہیں کہ ہے، نہیں ہے'۔ کے مصداق بن چکی تھی۔ تحریک پاکستان کے ضمن یہ ایک المناک باب ہے جس کی تفصیل میں ہم یہاں نہیں جا سکتے۔ حال ہی میں ہماری ایک تالیف ''جدو جہد آزادی میں پنجاب

Marfat.com

کا کردار'' شائع ہوئی ہے جس میں ہم اس المیئے پر تفصیل سے بحث کر چکے ہیں، جو آخر میں پنجاب کی بد نصیبی کا باعث بنا۔ یہاں ہم اس تالیف سے ایک اقتباس پیش کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

''سکندر جناح پیکٹ کا مسودہ خاصا مبہم تھا اور اس ابہام میں یہ امر پوشیدہ تھا کہ پنجاب اسمبلی کی یونینسٹ پارٹی کے مسلمان ممبر مسلم لیگ کے بھی رکن بن جائیں گے اور یونینسٹ پارٹی بھی برقرار رہے گی۔ یعنی یونینسٹ پارٹی کے مسلمان ارکان کی دوہری وفاداریاں ہوں گی۔ ایک وفاداری آل انڈیا مسائل میں مسلم لیگ کے ساتھ اور دوسری وفاداری پنجاب کے مسائل یونینسٹ پارٹی کے ساتھ۔ اس طرح سر سکندر اور ان کے ساتھی دو کشتیوں میں سوار تو ہو گئے مگر حقیقت ہیں وہ اول تا آخر یونینسٹ پارٹی ہی میں رہے اور سر سکندر کی زندگی میں پنجاب اسمبلی میں کوئی مسلم لیگ پارٹی قائم نہ ہو سکی۔ سر سکندر کا اپنا کردار یہ رہا کہ جب وہ پنجاب سے باہر دوسرے صوبوں میں جا کر تقریریں کرتے تھے تو کٹر مسلم لیگی بن جاتے تھے اور جب پنجاب میں آتے تھے تو وہ یہ سبز چولا اتار کر یونینسٹ چتکبرا چغہ پہن لیتے تھے۔ اور کچھ اور کے اور ہی بن جاتے تھے۔ درحقیقت پنجاب میں انہوں نے مسلم لیگ کو اپنے مضبوط شکنجے میں جکڑ لیا تھا اور اپنی دانست میں اس کے فروغ و ترقی کی تمام راہیں مسدود کر دیں تھیں۔ حتیٰ کہ جو مخلص مسلم لیگی کارکن (ملک برکت علی، میاں عبدالعزیز وغیرہ) علامہ اقبال کی قیادت و سرپرستی میں ۱۹۳۶ء میں مسلم لیگ کا پرچم اٹھا کر نکلے تھے، مسلم لیگ پر قبضہ کرتے ہی سکندر نے انہیں مسلم لیگ سے خارج کر دیا۔ مخلص مسلم لیگی کارکنوں سے اس آنکھ مچولی میں مسلم لیگ کا مرکزی سیکرٹریٹ بھی سر سکندر کے ساتھ تعاون کر رہا تھا۔ قائد اعظم اس صورت حال سے بے خبر نہیں تھے مگر ان کی مجبوری یہ تھی کہ وہ مسلم لیگ کی تنظیم کے ان ابتدائی ایام میں درگزر سے کام لے رہے تھے اور توقع کرتے تھے کہ مسلم عوام کی بیداری از خود اس کا علاج کرے گی۔ اس امر کا ثبوت آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس لاہور سے بھی مل جاتا ہے۔ جسے ملتوی کرانے کی درپردہ کوششیں کی گئیں مگر قائد اعظم نے پروگرام کے مطابق اجلاس کے انعقاد سے ادھر اُدھر ہٹنے سے قطعی انکار کر دیا۔ اس تاریخی اجلاس کی کامیابی نے یونینسٹ پارٹی کے منفی حربوں کو ناکام بنا کر مسلم لیگ اور اس کے پیغام کو پنجاب کے مسلم عوام میں مقبول بنا کر علامہ اقبال مرحوم کی آخری خواہش کو ان کی وفات کے دو سال بعد پورا کر دیا۔ مگر افسوس ناک صورت حال یہ بھی تھی کہ صوبہ پنجاب مسلم لیگ کی باگ ڈور مکمل طور

Marfat.com

پر سر سکندر اور انکے حاشیہ نشینوں کے ہاتھ میں تھی اور وہ بڑی دیدہ دلیری کے ساتھ مسلم لیگ کی سرگرمیوں کو پنجاب میں دبا رہے تھے اور یہ منفی کام سرکاری اور غیر سرکاری ہر سطح پر ہو رہا تھا۔ صوبہ مسلم لیگ کا صدر نواب سر شاہنواز آف ممدوٹ بے حجابانہ اخباروں کو یہ بیان دے رہا تھا کہ ''یونینسٹ پارٹی بہت اچھا کام کر رہی ہے اس لیئے پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی میں مسلم لیگ پارٹی بنانے کی کوئی ضرورت نہیں''۔ اس طرح سکندر جناح پیکٹ، اگر کوئی تھا، تو پنجاب میں مذاق بن کر رہ گیا تھا۔ اور پھر قدم قدم پر آل انڈیا مسلم لیگ کے فیصلوں کی خلاف ورزی کر کے پنجاب کیلیئے استثنیٰ کا جواز تلاش کر کے ملی اتحاد اور یکجہتی کے پرخچے وہ لوگ اڑائیں جو پنجاب مسلم لیگ کی تنظیم کے ذمے دار بھی ہوں تو حیرت ہوتی ہے کہ ان ناموافق حالات میں بھی پنجاب کے مسلمان کیسے اور کیونکہ مسلم لیگ کے پرچم تلے جوق در جوق آ رہے تھے''۔

(''جدوجہد آزادی میں پنجاب کا کردار'' مطبوعہ سنگ میل پبلی کیشنز لاہور ۱۹۹۶ء ص ۴۵۵، ۴۵۶) ان ناموافق حالات میں پنجاب کے مسلم طلبہ، مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے پرچم تلے میدان عمل میں نکل رہے تھے اور ''مجاہد ملت'' مولانا محمد عبدالستار خان نیازی انکی قیادت کر رہے تھے۔ قائداعظم محمد علی جناح اور مولانا محمد عبدالستار خان نیازی کی خط و کتابت کو اس پس منظر میں دیکھا جائے تو قائداعظم کی ضابطہ پسند اور میدانِ سیاست کی سرد و گرم چشیدہ شخصیت اور نیازی صاحب کی سادہ، مخلص اور پرجوش شخصیت سامنے آتی ہے۔ ایک جرنیل ہے جو اپنی پراگندہ فوج کو یکجا اور منظم کر کے طاقت ور حریفوں (انگریزوں اور ہندو) سے نبرد آزما ہونے کی تیاری کر رہا ہے اور دوسرا ایک جانباز سپاہی جو کچھ کر گزرنے کیلیئے بیتاب ہو رہا ہے۔ قائد کو اس جانباز سپاہی کی قدر و قیمت کا احساس ہے مگر وہ ایسا محتاط جرنیل ہے جو اپنے سپاہی کو موقع محل کے مطابق رزمگاہ میں آگے بڑھنے کا اشارہ دے سکتا ہے لیکن اسے ضائع نہیں کر سکتا۔ وہ ایسے سپاہیوں کے جوش و جذبے کی تحسین کے ساتھ ساتھ انہیں صبر و تحمل سے پیشقدمی کا اشارہ دے دیگا۔ جیسے:

''مجھے یقین ہے آپ کو کامیابی ہوگی اور اس طرح آپ مشکلات پر بہت جلد فتح پا لیں گے، جتنا کہ آپ سوچ رہے ہیں بشرطیکہ آپ اپنا کام پرسکون طور پر تندہی کے ساتھ اور انکسار کے ساتھ جاری رکھیں''۔ (مکتوب مورخہ ۲۹ مئی ۱۹۴۱ء)

Marfat.com

پنجاب کے حالات قائداعظم کیلئے تشویشناک تھے مگر انھوں نے ان حالات کو اپنے اعصاب پر سوار نہیں ہونے دیا اور اپنے نوجوان سپاہیوں (طلبہ) میں بھی وہ صبر و حوصلہ پیدا کیا جس کے سہارے وہ خود ایک بہت بڑے معرکے کی تیاری میں مصروف تھے۔

نیازی صاحب کا یہ اعترافِ حقیقت قابلِ غور ہے:

''آپ کے کمالات ایک معجزہ ہیں اگر ہم انہیں اس مقام اور گہرائی سے دیکھیں جہاں ہم تین سال پہلے سو رہے تھے۔لیکن یہ کمالات کچھ نہیں ہیں اگر انہیں ان بلندیوں سے دیکھا جائے جو بلندیاں آپ نے ہماری نگاہ میں چمکا دی ہیں''۔(مکتوب مورخہ ۲۲، جولائی ۱۹۴۱ء)

اور اسی مکتوب کے آخر میں یہ جملے نیازی صاحب کی سپاہیانہ شخصیت اور کردار کے آئینہ دار ہیں:۔

''ایک عام آدمی کی یہ خاکسارانہ درخواست تھی جو ہر حالت میں اپنے قائد اور رہنما کے حکم پر عمل کرے گا۔ جب آپ کے ساتھ ہوگا تو اپنے شکوک و شبہات کا بھرپور طور پر اظہار کرے گا لیکن تیسرے آدمی کے سامنے آپ کی بھرپور اطاعت کرے گا بغیر چون و چرا کیے''۔

نیازی صاحب کا ۱۲، اگست ۱۹۴۱ء کا تفصیلی خط قائداعظم کے نام اور پھر اس کے بعد جانبین کی طرف سے خطوط اور تاروں کی آمدورفت میں اس زمانے کے دو اہم مسائل زیر بحث آئے ہیں، اور وہ یہ ہیں:

(۱) نیشنل ڈیفینس کونسل میں پنجاب کے وزیراعظم سر سکندر حیات خاں (اور بعض دوسرے حضرات) کی شمولیت، مسلم لیگ کی حکمت عملی کے خلاف اور اس پر قائداعظم کی طرف سے تادیبی کاروائی کا اعلان۔

(۲) لاہور شہر کے ضمنی انتخاب کا مسئلہ جہاں تک پہلے مسئلے کا تعلق ہے ملک بھر میں جلسوں اور قراردادوں کے ذریعے تادیبی کاروائی کے حق میں زور دیا جا رہا تھا اور پنجاب میں نیازی صاحب اور مسلم طلبہ نے یہ محاذ گرم کر رکھا تھا اور اس کے نتیجے میں سر سکندر کے ہاتھ پاؤں پھول رہے تھے اور حاشیہ برداروں کے وفود قائداعظم کے پاس بھیجے جا رہے تھے۔خود برطانوی حکومت بھی پینترے بدل رہی تھی اور آخر میں وزیر ہند مسٹر ایمرے نے یہ بیان دے دیا کہ وزیراعظم کو ان کی منصبی حیثیت سے کونسل کا ممبر بنایا گیا ہے۔

Marfat.com

قائداعظم بڑی خاموشی سے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ سر سکندر ۲۴ ،اگست کو جب مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کے اجلاس میں گئے تو پنجاب اسمبلی کے پچاسی مسلم ممبروں کے استعفے اُن کی جیب میں تھے جن کے پیش کرنے کی نوبت ہی نہ آئی ۔ کیونکہ قائداعظم نے وائسرائے کا وہ پیغام جو تحریری صورت میں مسٹر راجر لملے گورنر بمبئی کی طرف سے موصول ہوا تھا، سر سکندر کے سامنے رکھ دیا جس میں صاف لکھا تھا کہ سر سکندر (اور دوسرے لوگوں کو) ''عظیم مسلم قوم'' کے نمائندے کی حیثیت سے ڈیفینس کونسل کا رکن بنایا گیا ہے۔ اس انکشاف نے سر سکندر کے موقف کے غبارے سے ہوا بالکل نکال دی اور وہ مجبور ہو گئے کہ کونسل سے مستعفی ہو جائیں۔ (اس لحاظ سے مرتب کا یہ حاشیہ کہ جلسوں سے گبھرا کر سر سکندر نے ڈیفینس سے استعفی دے دیا اور قائداعظم سے معافی مانگ لی۔غور طلب ہے۔)

جہاں تک دوسرے معاملے کا تعلق ہے، یہ بات واضح ہے کہ قائداعظم ، نیازی صاحب کو میاں میر الدین پر ترجیح دیتے تھے جو محض ایک سب رجسٹرار اور یونینسٹ پارٹی کے پروردہ تھے، اور اپنے اس خیال کو انہوں نے سر شاہنواز اور ملک برکت علی پر واضح بھی کر دیا تھا مگر آئینی طور پر کوئی فیصلہ وہ نہیں دے سکتے تھے کیونکہ یہ معاملہ صوبائی پارلیمانی بورڈ کو کرنا تھا جس کے سربراہ صدر پنجاب مسلم لیگ نواب سر شاہنواز تھے، جو ہر حال میں سر سکندر حیات خاں کے تابع تھے۔ سر شاہنواز ممدوٹ نے جس انداز میں میاں امیر الدین کو مسلم لیگ کا امیدوار قرار دیا اس کا کوئی اخلاقی جواز نہیں تھا اور اسے قائداعظم نے یقیناً محسوس کیا ہوگا اور ملک برکت علی تو اس پر بڑے ٹپٹائے تھے مگر یہ وقت کچھ ایسا تھا کہ سر سکندر حیات خاں کی کنیز ک صوبہ مسلم لیگ پنجاب کی اس طرح کی حرکتوں کو مجبوراً نظر انداز کیا جا رہا تھا۔ پنجاب اور بنگال دو ایسے صوبے تھے جہاں جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کے مقدر کا فیصلہ ہونا تھا۔ اور یہی دو صوبے اُس زمانے میں قائداعظم کیلئے دردِ سر بنے ہوئے تھے اور وہ بڑی حکمت عملی سے ان دونوں صوبوں کے مسلم عوام کی بیداری کا انتظار کر رہے تھے اور بڑے صبر و حوصلے سے ان چرکوں کو سہہ رہے تھے جو بر سر اقتدار ملت کے غداروں کی طرف سے لگائے جا رہے تھے۔ پنجاب میں نیازی صاحب جیسے مجاہد اور ان کے جلو میں سیکڑوں ، ہزاروں نوجوان یہاں ملت کے مقدر کو بدلنے کیلئے میدان عمل میں نکل رہے تھے اور قائد اعظم کے یہی مخلص سپاہی ان کے دست و بازو تھے جن کے ساتھ وہ یہ اہم قلعے سر کر سکتے تھے۔ یہ ایک مسلسل

Marfat.com

جہاد تھا جس میں ایک طرف جرنیل اور قائد کا صبر و استقلال تھا اور دوسری طرف اس کے سپاہیوں، مجاہدوں کا جوش و جذبہ اور بیتابی و اضطراب تھا جسے قائد نے عسکری، سیاسی نظم و ضبط کا پابند کر رکھا تھا۔ اور دو تین سال بعد ۱۹۴۵ء۔۱۹۴۶ء کا خاموش انتخابی انقلاب اسی جدوجہد کا ثمر تھا۔ مولانا محمد عبدالستار خان نیازی کے مجاہدانہ کردار کو اسی حوالے سے دیکھا جا سکتا ہے۔ اس خاموش انقلاب میں ان کا بہت بڑا حصہ تھا۔

اگر ان خطوط کے آئینے میں مولانا محمد عبدالستار خان نیازی کی شخصیت کے حقیقی رخ کردار کو دیکھنا ہو تو واضح ہو گا کہ اس کردار کی تعمیر مسلم لیگ کے اس دور میں ہوئی جب اقبال کی فکر اور قائداعظم کے عمل نے جنوبی ایشیاء میں مسلمانوں کے منتشر قافلے کو یکجا کر کے اسے ایک خود دار اور غیرت مند قوم بنایا اور آزادی کی منزل کی طرف ان کی رہنمائی کی۔ مولانا نیازی اسی تحریک، اسی جدجہد کی منہ بولتی علامت ہیں۔ اور سید جمال الدین افغانیؒ کی طرح ان کی ساری زندگی اسی مقصد کی لگن میں گزری ہے جو قائداعظمؒ اور علامہ اقبالؒ نے نوجوانانِ ملت کے سامنے پیش کیا تھا۔

(پروفیسر) ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار

لاہور، ۱۱ اپریل ۱۹۹۷ء

Marfat.com

قائداعظمؒ

قائداعظم محمد علی جناح (۱۹۴۸ـ۱۸۷۶ء) کا شمار نہ صرف عالمِ اسلام بلکہ دنیا کے صفِ اول کے رہنماؤں میں ہوتا ہے۔انہوں نے ۱۹۳۵ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کی زمامِ اقتدار سنبھال کر مسلمانانِ برصغیر کو ایک ولولہء تازہ بخشا۔۱۹۴۰ء میں قرارداد لاہور منظور ہونے کے بعد جب ''پاکستان'' مسلمانوں کے دلوں کی دھڑکن بن گیا تو جن نوجوانوں نے نہائت تندہی کے ساتھ علیحدہ وطن کے مطالبے کو حرز جان بنا کر تن دھن کی قربانیاں دیں ان میں مولانا محمد عبدالستار خان نیازی کا نام سرِفہرست ہے۔

حضرت قائداعظمؒ کے ایک سپاہی کی حیثیت سے مولانا نیازی نے تحریک پاکستان میں عدیم النظیر قربانیاں دیں۔قائداعظمؒ نے مولانا نیازی کے قومی جذبات اور ولولہ کی بڑی قدر کی اور تحریک پاکستان کی کامیابی کیلئے پنجاب میں ان کی بے پناہ صلاحیتوں سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور ہر نازک مرحلے پر گرانقدر مشوروں سے نوازا۔

قائداعظمؒ سے مولانا نیازی کی خط وکتابت کا آغاز ۱۹۴۱ء میں ہوا۔یہ وہ حالات تھے جب پنجاب کا وزیراعظم سر سکندر حیات خان اپنے آپ کو قائداعظمؒ سے برتر سمجھ کر مسلم لیگ کی بیخ کنی کر رہا تھا۔مولانا نیازی نے ببانگِ دہل سر سکندر حیات خاں کو للکارا اور اس کو قائداعظمؒ کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا۔

قائداعظمؒ اور مولانا نیازی کے درمیان ہونیوالی خط وکتابت عمروں کے شدید تفاوت کے باوجود دونوں کے درمیان اتحاد و یگانگت اور فکری ہم آہنگی کی غماز ہے۔

Marfat.com

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی بنام قائداعظم

لاہور

۱۶ مئی ۱۹۴۱ء

جناب قائداعظم! السلام علیکم

ہمارے ''پاکستان سیشن'' اور ''دیہی نشر و اشاعت کمیٹی'' کے دستور کی منظوری کو تقریباً ڈھائی مہینے ہو رہے ہیں ہم نے جو پروگرام اپنے سامنے رکھا تھا یہ ابھی اس کا نقطہ آغاز ہے۔ ۱۹۳۹ء میں جب ہم نے لیگ کی دستوری کمیٹی کو ''پاکستان خلافت اسکیم'' پیش کی تھی، میں ''پنجاب مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن'' کا صدر تھا اور ہماری کوششوں کے باوجود جب ۱۹۴۰ء میں لیگ کا اجلاس لاہور میں منعقد ہوا تو آپ کو ہم سے دور رکھا گیا۔ ہمیں بڑی مسرت ہے کہ اب ۱۹۴۱ء میں ہم نے آپ کو اپنے درمیان پایا۔ اگر ہم نے پچھلے مارچ سے اب تک کے درمیانی عرصے میں آپ کو کوئی اطلاع نہیں دی تو اسکی اصل وجہ یہ تھی کہ ہم ایسے عناصر کے درمیان گھرے ہوئے تھے جو لیگ کی تنظیم کو اپنے لیئے موت کا پیغام سمجھتے تھے ایسی لیگ جوان کے ہاتھوں میں آلہ کار نہ بن سکے اور آپ کے سامنے جوابدہ ہو۔ ان لوگوں نے ہمیں بہلانے پھسلانے کی بہت کوشش کی، روکنا چاہا، دھمکیاں دیں اور ہر قسم کا لالچ دیکر اور ہر قسم کا خوف پیدا کر کے دیکھ لیا۔ اب جب وہ ناکام ہو چکے ہیں تو بلیک میل کرنیکی کوشش کر رہے ہیں۔ اس کا اندازہ آپ کو ''سول اینڈ ملٹری گزٹ'' کے اس تراشے سے بخوبی ہو جائیگا جو اس خط کے ساتھ منسلک ہے۔ جن صاحب نے ہمیں نیم تعلیم یافتہ کہا ہے یہی صاحب کچھ دنوں پہلے ہمارے بچاؤ کیلئے مضطرب تھے۔ دس بارہ مرتبہ انہوں نے مختلف لوگوں کے ساتھ چائے پر بلایا۔ بہت عمدہ چائے پر اس وقت ہم ان کیلئے اپنی ملت کے پھول تھے۔ ہمارے کاندھوں پر بہت بڑی ذمہ داری تھی (انکے بیان کے مطابق) سر سکندر حیات خان وزیر اعلیٰ پنجاب نے خود انہیں مقرر کیا تھا کہ وہ ہمیں یہ بتائیں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب بے چین ہیں کہ کہیں یہ زہر آلود فرقہ وارانہ پروپیگنڈہ پانچ دریاؤں کی خوبصورت سرزمین کو ناپاک نہ کر دے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہاں بھی ڈھاکہ اور بمبئی کی طرح فرقہ وارانہ فسادات پھوٹ پڑیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم کوئی نقصان پہنچا دیں۔ پہلے ہم بہت

Marfat.com

قابل تعریف نوجوان تھے ہماری زندگی قوم کیلئے بہت قیمتی تھی اور اب ہم ان کے خیال میں نیم تعلیم یافتہ اور سماج کے ٹھکرائے ہوئے لوگ ہیں۔

مگر سرمایہ کی کمی ہمارے لیئے ان سب باتوں سے زیادہ اہم ہے جیسا کہ آپ جانتے ہیں عوام سے چندہ جمع کرنے کیلئے ایک وسیع تنظیم چاہیئے اور نشر و اشاعت کو قائم رکھنے والے حالات۔ یہ کام اب ہم شروع کررہے ہیں لیکن تنظیم اور نشر و اشاعت دونوں کیلئے پہلے سرمایہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس صوبے میں پڑھے لکھے لوگ اتنے مالدار نہیں ہیں اور نہ وہ اس وقت تک اپنی شناخت پوری طرح لیگ کے ساتھ کرنے کیلئے تیار ہیں۔ جب تک کہ انہیں اس بات کا یقین نہ ہو جائے کہ یہ یونینسٹ لیگ نہیں ہے مسلم لیگ ہے۔ اس کیلئے ہمیں پہلے اپنی نشر و اشاعت کی مہم میں کامیابی حاصل کرنا ہے اور اس کیلئے بھی سرمایہ کی ضرورت ہے۔ پس ہمارے ساتھ وہی لوگ ہیں جن کے کچھ مفاد بھی ہیں۔ ہم زیادہ سے زیادہ ان پر توجہ دے رہے ہیں لیکن ہماری مشکلات واضح ہیں، انور احمد صدیقی صاحب نے جو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ مسلم لیگ کے سیکرٹری ہیں مجھ سے کہا کہ آپ نے ان سے فرمایا ہے کہ اگر پنجاب کے کسی ضلع میں لیگ کی ایک شاخ قائم ہو جائے تو آپ ہمیں مزید سرمایہ مہیا کر سکتے ہیں۔

ہم اس تجویز پر آپ سے ذاتی طور پر گفتگو کرنا چاہتے ہیں اور ایسی صورت حال پر بھی جو برسر اقتدار پارٹی کے مخالفانہ رویہ کے نتیجہ میں پیدا ہو سکتی ہے۔

موجودہ مالی صورتِ حال کے پیشِ نظر ہمارے لیئے یہ بات زیادہ آسان ہوتی اگر آپ سے ہم پنجاب کے قریب ہی کہیں ملاقات کر سکتے۔ بہر حال کسی صورت بھی ہم دیر نہیں چاہتے۔

کئی دنوں تک ہمیں آپ کی صحت کے بارے میں تشویش رہی۔ خدا آپ کو مقاصد میں کامیابی عطا کرنے کیلئے آپ کی جد جہد میں تقویت دے۔ آمین

فتح و نصرت اور مستقبل اسلام کیساتھ ہے۔

آپ کا مخلص

محمد عبدالستار خاں نیازی

Marfat.com

قائداعظم بنام مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی

اوٹاکمنڈ (جنوبی ہند)

۲۹ مئی ۱۹۴۱ء

ڈیئر سر

مجھے آپ کا ۱۶ مئی کا خط ملا۔ شکریہ۔ میں اپنی صحت کے بارے میں آپ کی تشویش کیلئے ممنون ہوں۔ اطلاع کیلئے تحریر کر رہا ہوں کہ اب خدا کے فضل سے میں بالکل ٹھیک ہوں۔

مجھے آپ سے اور آپ کے رفقائے کار سے مل کر بڑی خوشی ہوگی مگر میرا موجودہ پروگرام یہ ہے کہ جون کے پہلے ہفتے تک مجھے بمبئی واپس پہنچنا ہے اور کچھ عرصے کیلئے پنجاب کے قریب کسی مقام تک جانیکا موقع مجھے ملتا ہوا نظر نہیں آتا۔

میں نے آپ کا خط بڑی احتیاط سے پڑھا ہے۔ مجھے آپ کی مشکلات کا احساس بھی ہے لیکن ان سے آپکی ہمتیں پست نہیں ہونی چاہئیں۔ واقعی میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ مجھ سے آکر ملنے کے سلسلے میں غیر ضروری خرچ اور تکلیف کیوں اٹھانا چاہتے ہیں۔ آپ مجھے بہت آسانی سے لکھ سکتے ہیں اور اگر آپ کے پاس کوئی قطعی تجویز ہے تو میرے سامنے رکھ سکتے ہیں۔ اور اگر آپ چاہیں تو میرا مشورہ بھی لے سکتے ہیں اور اگر آپ کو تجویز کی ترتیب و تشکیل میں کوئی دقت ہو رہی ہے تو مجھے لکھ بھی سکتے ہیں۔ میرے خیال میں مجھے یہ بات صاف طور پر نظر آتی ہے کہ آپ کو مدد کیلئے چاہے وہ روپیہ پیسوں کے سلسلے میں ہو یا کسی اور سلسلے میں بنیادی طور پر اپنے صوبے پر انحصار کرنا چاہیے اور اپنا کام تندہی سے جاری رکھنا چاہیے عزم و ارادے کے ساتھ۔ مجھے یقین ہے آپ کو کامیابی ہوگی اور اس طرح آپ مشکلات پر بہت جلد فتح پالیں گے جتنا کہ آپ سوچ رہے ہیں بشرطیکہ آپ اپنا کام پرسکون طور پر تندہی کے ساتھ اور انکسار کے ساتھ جاری رکھیں۔

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

Marfat.com

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی بنام قائداعظم

لاہور ۶، جون ۱۹۴۱ء

جناب قائداعظم۔ السلام علیکم

میں ۱۶ مئی کو پہلے ہی ایک خط آپ کی خدمت میں روانہ کر چکا ہوں لیکن اب تک آپ کا جواب نہیں ملا۔ ہم بڑی شدت سے آپ کے جواب کا انتظار کر رہے ہیں لیکن اس دوران ہم خاموش نہیں بیٹھے کچھ کرتے رہے ہیں اور ہم نے کچھ ابتدائی کام کر لیا ہے۔

(۱) سب سے پہلے تو یہ کہ لائیل پور (اب فیصل آباد) میں پاکستان پروپیگنڈہ کمیٹی کی مقامی شاخ کی بنیاد رکھ دی ہے ہم نے ایک جلسہ عام بھی کیا تھا۔ ''ایسٹرن ٹائمز'' لاہور کا تراشہ آپ دیکھ سکتے ہیں جون کے تیسرے ہفتے میں ایک ''پاکستان کانفرنس'' منعقد کی جائیگی نواب بہادر یار جنگ نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اس کی صدارت کریں گے۔

(۲) ۳۰ مئی کو لاہور میں پاکستان دیہی نشرواشاعتی مہم کے سلسلے میں ایک بہت بڑا جلسہ ہوا۔ اسکی تفصیلات روزنامہ ''احسان'' اور ''سول اینڈ ملٹری گزٹ'' کے منسلکہ تراشوں میں درج ہیں۔

(۳) ۲۰، جون سے ہم لوگ خود نشرواشاعت کی ایک وسیع اور شدید مہم شروع کر رہے ہیں۔ شدید کا مطلب یہ ہے کہ موجودہ لیگ کی اصلاح ہو سکے اور وسیع سے مطلب یہ ہے کہ جہاں لیگ نہیں ہے وہاں لیگ کی شاخیں قائم کی جائیں۔

اخباروں کے تراشوں میں آپ ہر جگہ دیکھیں گے کہ ہماری کوشش یہی رہی ہے کہ ہم ''مذبذبین'' کو مطعون ٹھہرائیں اور آپ کے ہاتھ مضبوط کریں کیونکہ آپ ہی آل انڈیا مسلم لیگ کے امین اور سربراہ ہیں۔ ہمیں آپ کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔

مجھے امید ہے کہ آپ ہماری درخواست پر جو پچھلے خط میں ہم نے آپ سے ہمارے وفد کیلئے ذاتی انٹرویو کے سلسلے میں کی تھی جب بھی آپ کیلئے آسانی ہوگی غور فرمائیں گے۔

آپ کا مخلص

محمد عبدالستار خاں نیازی (ایم اے)

Marfat.com

قائداعظم بنام مولانا عبدالستار خان نیازی

بمبئی

۱۴، جون ۱۹۴۱ء

جنابِ من

مجھے آپ کا ۶، جون کا خط ملا اور مجھے یہ جان کر حیرت ہوئی کہ آپ کے ۱۶ مئی کے خط کے جواب میں میں نے جو ۲۹ مئی کو خط لکھا تھا وہ آپ کو اب تک نہیں ملا۔

بہرحال میں اس خط کی ایک نقل آپ کی اطلاع کیلئے بھیج رہا ہوں۔ اگر آپ میرے خط پر غور کرنے کے بعد بھی مجھ سے ملنے کے خواہشمند ہیں تو میں آپ کو خوش آمدید کہوں گا۔ براہ کرم مجھے مطلع کیجئے کہ آپ کے بمبئی پہنچنے کیلئے کونسی تاریخ زیادہ بہتر ہوگی۔

آپ کا ممنون

ایم اے جناح

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی بنام قائداعظم

عیسیٰ خیل

۲۲، جون ۱۹۴۱ء

جناب قائداعظم۔ السلام علیکم

مجھے آپ کے دونوں خط یعنی ۲۹ مئی اور ۱۴، جون ۱۹۴۱ء کے لکھے ہوئے ملے۔ مجھے بڑا افسوس ہے کہ میں چونکہ پندرہ دن سے لاہور سے باہر تھا اس لیے خط کا جواب جلد نہ دے سکا۔ میں اس درمیان عرصے اپنے ضلع (میانوالی) کے دورے میں مشغول رہا خاص طور پر ان علاقوں میں جہاں ابھی ابتدائی کام بھی نہیں ہوا ہے۔ مجھے امید ہے کہ تھوڑے ہی عرصے میں ضلع مسلم لیگ قائم ہو جائے گی۔

میں آج ہی اپنے گھر لوٹا ہوں اور مجھے آج ہی آپ کے خط ملے ہیں۔ میں نے آپ کا ۲۹ مئی کا

Marfat.com

خط بڑی احتیاط سے پڑھا ہے اور میں ذاتی طور پر مطمئن ہو گیا ہوں کہ مجھے خط لکھ کر آپ کے مشوروں سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ لیکن بعض معاملات میں خط و کتابت کافی نہیں ہوتی۔

میں جولائی کے پہلے ہفتہ میں لاہور واپس آؤں گا اور اپنے رفقائے کار سے مشورہ کرنے کے بعد اپنے آخری فیصلے سے مطلع کروں گا۔

آپ کا مخلص

محمد عبدالستار خان نیازی

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی بنام قائداعظم

لاہور

۱۴، جولائی ۱۹۴۱ء

جناب قائداعظم۔ اسلام علیکم

آپ کے عنائت نامہ مورخہ ۱۴، جون ۱۹۴۱ء کے جواب میں میں نے عرض کیا تھا کہ میں اپنے رفقائے کار سے مشورہ کر کے آپ سے ملاقات کی تاریخ سے مطلع کروں گا۔ اس وقت آپ اپنے گاؤں گیا ہوا تھا اور وہاں میرے چچا بہت بیمار تھے۔ اس لیے میں ۶، جولائی تک ہی لاہور واپس آ سکا۔

ہماری پروپگینڈہ کمیٹی نے اس دوران اپنے پروگرام پر عملدرآمد جاری رکھا۔ آپ کے مشورے کے مطابق سکون، استقامت اور منکسبر المزاجی کیساتھ۔ جہاں تک نتائج کا تعلق ہے جو حاصل ہوئے اور جہاں تک مزید تفصیلات کا تعلق ہے میں نے اس کا انتظام کر دیا ہے کہ اس کی رپورٹ باقاعدگی سے آپ کی خدمت میں بھیجی جاتی رہے۔ اس سلسلے میں ہمیں آپ کی جانب سے حوصلہ افزاء رسید بھی حاصل ہوگئی ہے۔ اب میں اخبارات کے مزید تراشے ارسال کر رہا ہوں۔

لاہور واپسی پر میری توجہ سب سے پہلے جس چیز نے اپنی طرف منعطف کروائی وہ وائل پور سے ایک بم تھا جو پھٹا۔ اقتدار، اثر و رسوخ اور غداری نے مل کر استقبالیہ کمیٹی کے چیئرمین کو اس بات پر آمادہ

81228

Marfat.com

کرلیا کہ وہ پنجاب کے ایک شر انگیز جو ہر قابل کو ضلع کی پاکستان کانفرنس کی صدارت کیلئے مدعو کرے۔ شملہ سے آئے ہوئے فرشتے نے اپنا کام بڑی خوبی سے انجام دیا جو ہمارے لیے ہزیمت اور شرم کا باعث ہوا۔ اس کے صدراتی خطبے کی رپورٹ ہم بہت جلد آپ کی خدمت میں روانہ کر دیں گے تا کہ آپ براہ راست خود فیصلہ کریں اور اس کے خلاف وہ اقدام کریں جو آپ مناسب سمجھیں۔

یہ ہماری صفوں کی کمزوری تھی جو نازک نوعیت کی ضرب ہمیں پہنچی تھی اس کے خلاف بھرپور توانائی کیساتھ ردعمل کا اظہار کئے بغیر آپ ہم کو منہ نہیں دکھا سکتے تھے۔ سول اینڈ ملٹری گزٹ کے تراشے سے آپ کو معلوم ہوگا کہ ہم نے ہر قسم کی دھمکی میں آنے سے انکار کر دیا۔ آپ سے ہماری ملاقات میں دیرکن اسباب کی بنا پر ہوئی میں نے آپ پر واضح کر دیا ہے۔

میں ابھی لائل پور جا رہا ہوں تا کہ وہاں کی جوابی کانفرنس [illegible] جا سکے۔ مجھے امید ہے کہ ہفتہ عشرہ میں اس قابل ہو جاؤں گا کہ اپنی اور اپنے رفقائے کار [illegible] آپ کو تار کے ذریعے مطلع کر سکوں۔

ہمارا قیام آپ کے پاس رہے گا۔

آپ کا مخلص

محمد عبدالستار خان نیازی

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی بنام قائداعظمؒ

لاہور

۲۲، جولائی ۱۹۴۱ء

جناب قائداعظم۔ السلام علیکم

(۱) میں نے پچھلا خط اس وقت لکھا تھا جب میں لائل پور کیلئے روانہ ہو رہا تھا وہاں جو کچھ ہوا میں اس کے بارے میں کچھ تفصیلات آپ کو بتانا چاہتا ہوں کیونکہ وہاں جو کچھ پیش آیا ہماری قومی تنظیم کی کمزوری یا قوت کی کمی وبیشی ایک علامت ہے۔ پنجاب مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کی ضلع لائل پور کی شاخ

Marfat.com

نے ''پاکستان کانفرنس'' منعقد کی تھی ۔ ابھی انہوں نے کانفرنس کیلئے صدر کا انتخاب بھی نہیں کیا تھا اور نہ کوئی تاریخ مقرر کی تھی ہمارا تعلق چونکہ صوبہ سے تھا ہم دہلی پروپیگنڈے میں لگے ہوئے تھے جب بلی دور ہوتی ہے تو چوہے خوب کھیلتے ہیں ۔ ''غدار'' نے اس سنہری موقع سے فائدہ اٹھایا اور مقامی اہلکاروں کے ذریعے لائیل پور ضلع کی پاکستان کانفرنس کی مجلس استقبالیہ کے صدر سے تعلق قائم کیا اور اپنے آپ کو کسی نہ کسی طرح پاکستان کانفرنس کے صدر کی حیثیت سے مدعو کروالیا۔ جب ہم نے اخباروں میں پاکستان کانفرنس کی کاروائی پڑھی تو ہم حیرت زدہ رہ گئے (میں الگ لفافے میں یہ تراشے آپ کو بھیج رہا ہوں)۔

ہمارے پاس صرف یہی ایک چارہ کار رہ گیا کہ بغیر کسی تاخیر کے ہم لائیل پور میں ایک اور پاکستان کانفرنس منعقد کریں اور اس چالبازی کی چالبازی سب کے سامنے کھول دیں اور ہم نے یہی کیا، ملک برکت علی کے بارے میں اعلان کر دیا گیا کہ وہ پاکستان کانفرنس کے صدر ہوں گے ۔لیکن غدار پارٹی بھی خاموش نہیں رہی جب کانفرنس کے انعقاد میں ایک دن باقی رہ گیا تھا۔ ڈپٹی کمشنر لائیلپور نے ہمارے مقامی کارکنوں کے والدین کو بلایا اور ہر ممکن دھمکی دیکر یہ کہا کہ وہ اپنے لڑکوں سے کہیں وہ اس کانفرنس کے سلسلے میں تعاون نہ کریں ۔ ہماری یہ صورت تھی کہ کانفرنس شام کو ہونیوالی ہے اور صبح ہمیں یہ اطلاع ہوتی ہے کہ ہمارے انتظامات درہم برہم کر دیئے گئے ہیں ۔

لیکن مشکلات نے ہمارے عزائم کو اور پختہ کر دیا۔ ہم اچانک لاہور سے اپنے کارکنوں اور مقرروں کا دستہ لیکر روانہ ہوئے ۔ جب ہم لائلپور پہنچے تو سی آئی ڈی نے اپنی تمام چالاکیوں کو استعمال کر کے ہمیں باز رکھنا چاہا۔ بعض اوقات میرے گاؤں کے آدمی بلائے گئے ۔ مجھے روکنے کے لئے بعض اوقات مقامی ممتاز شخصیتوں نے ہمیں اعتدال پسندی کی خوبیوں پر لیکچر دیئے بہر حال کانفرنس منعقد ہوئی ۔ پہلی نشست میں جتنے لوگ شریک ہوئے ان کی تعداد واجبی تھی ۔لیکن دوسری نشست بہت کامیاب تھی ۔ میں آپ کو اس کانفرنس کی قراردادوں کی نقلیں اور اخبارات کے تراشے بھیج رہا ہوں ۔

(۲) چونکہ ہمیں مقامی تعاون حاصل نہیں تھا کانفرنس کے سارے اخراجات ہمیں برداشت کرنے پڑے ۔ آپ سے جلد از جلد ملاقات کرنے اور آپ سے دل کھول کر گفتگو کرنے کی خواہش کے پورا ہونے میں اسی وجہ سے تاخیر ہوئی ۔ افسوس ہے کہ آج کے اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ ہمارے تمام

Marfat.com

خدشات سچے ثابت ہوئے۔ وائسرائے کی کونسل کی توسیع اور ڈیفنس کمیٹی کا افتتاح ایسے مسئلے نہیں ہیں جن پر توجہ نہ کی جائے غداروں نے ہمیں فروخت کر دیا ہے اور کتنی کم قیمت پر فروخت کیا ہے۔ اس سے انگریزوں سے دستوری معاہدے کی ساری امیدیں ختم ہو جاتی ہیں۔ کم سے کم اس جنگ کے دوران۔ اب آپ انگریزوں کے تعلق سے اسی پوزیشن میں ہیں، جس پوزیشن میں آپ نے مسٹر گاندھی کو دو سال قبل ڈال دیا تھا۔ (ان کا دم کتنا ہی گھٹا کیوں نہ ہو) بہر حال وہ اس آزمائش میں پورے اترے ہیں کیونکہ وہ ایک درویش کے بہروپ میں پناہ لے سکتے تھے۔ نعرے لگاتے رہنے کی مہم نے ان کی تنظیم کو زندہ رکھا ہی ہے۔ اب ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ عدم تعاون ایک مہمل چیز ہو جائے گی۔ کیونکہ ہمارے اکثریتی صوبے یا تو متوجہ نہیں ہوتے۔ یا مخالفانہ رویہ رکھتے ہیں۔ سول نافرمانی اس سے بھی زیادہ مشکل ہے کیونکہ سول نافرمانی کے خلاف بھی ایسی ہی بلکہ اس سے بھی زیادہ مضبوط دلیلیں موجود ہیں۔ ہمارے پاس آخر کون سا ہتھیار ہے؟ ہمیں اس طوفان سے کس طرح نبرد آزما ہونا چاہیے یہ طوفان جو ہمارے سامنے آ رہا ہے۔

(۳) اب تک آپ کے پیچھے آپ کے طاقتور بیانات ہیں۔ اقلیتی صوبوں کے انتخابات میں کامیابی ہے اور ایک مخلص اور غیر منظم رائے عامہ ہے، جنگ ہو رہی ہے، یہاں بھی جنگ ہے۔ اور افق پر بھی جنگ ہے آپ کو کوئی نیا ہتھیار ایجاد کرنا پڑے گا۔ اپنی پالیسی کو ایک نئی شکل دینا پڑے گی یا شکست کھانا پڑے گی۔ آپ کے کمالات ایک معجزہ ہیں اگر ہم انہیں اس مقام اور گہرائی سے دیکھیں جہاں ہم تین سال پہلے سو رہے تھے۔ لیکن یہ کمالات کچھ نہیں ہیں۔ اگر انہیں ان بلندیوں سے دیکھا جائے جو بلندیاں آپ نے ہماری نگاہ میں چمکا دی ہیں۔

وائسرائے کی کونسل میں شرکت کی غداری اور لائل پور کی غداری میں ایک کمزوری جو مشترک ہے وہ یہ ہے کہ ہماری تنظیم کے کارکن ہمہ وقتی رکن نہیں ہیں۔ یہ لوگ صرف جز وقتی ماننے والے ہیں۔ لیگ کی ممبر شپ اس وقت صرف گالف کلب کی ممبر شپ ہے جب آپ کلب میں ہوتے ہیں تو آپ کلب کے قاعدوں پر عمل کرتے ہیں۔ لیکن جب آپ کھیل چکے ہوتے ہیں تو پھر ان قوانین کی آپ زیادہ فکر نہیں کرتے۔ اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ پاکستان کا مطالبہ ایک ریاست کا مطالبہ ہے اور جدید ریاستیں صرف اجتماعی آمریت (Totalitarian) کی پالیسی پر قائم رہ سکتی ہیں یہاں تک کہ انگلستان بھی یہ

Marfat.com

بات محسوس کر رہا ہے۔

ہم کس طرح اپنے ماننے والوں کو عمر بھر کیلئے پارٹی کا مطیع بنا سکتے ہیں؟ ہم انہیں صرف اسی وقت کامیاب ہو سکتے ہیں جب ہماری پارٹی نہ صرف ہماری سیاسی وفاداریوں کا مرکز ہو بلکہ معاشی اور مذہبی وفاداریوں کا مرکز بھی ہو۔

صرف ایک اشارے میں یہ ساری باتیں حاصل نہیں کی جاسکتیں۔لیکن ہم اپنے اہم کارکنوں کو ان قوتوں پر معاشی انحصار کرنے سے بچا سکتے ہیں جو ہماری پارٹی کی دشمن ہیں۔اس طرح انہیں آزادی دلا کرایک اچھا آغاز کر سکتے ہیں اور اپنے سیاسی رہنماؤں کو اپنے مذہبی عقائداور روایات سے قریب لا کر بھی ہم یہ کام کر سکتے ہیں۔

میں نے قصداً تجریدی اور عمومی گفتگو کی ہے کیونکہ ٹھوس تجویزوں پر تو صرف بالمشافہ ہی گفتگو ہو سکتی ہے۔اس کے علاوہ یہ کہ ٹھوس تجاویز میں ذاتی عنصر بھی داخل ہو جاتا ہے اور تجریدی باتوں پر غیر جانبدارانہ طور پر بحث کی جاسکتی ہے۔ پہلے اصول طے ہو جائیں تب ٹھوس باتوں پر عمل درآمد کیا جاسکتا ہے۔ایک عام آدمی کی یہ خاکسارانہ درخواست تھی جو ہر حالت میں اپنے قائداور رہنما کے حکم پر عمل کرے گا۔ جب آپ کے ساتھ ہوگا تو اپنے شکوک وشبہات کا بھرپور طور پر اظہار کرے گا۔لیکن تیسرے آدمی کے سامنے آپ کی بھرپور اطاعت کرے گا بغیر چون وچرا کیے۔

آپ کا وفادار

محمد عبدالستار خان نیازی

قائداعظم بنام مولانا محمد عبدالستار خان نیازی

کیمپ اسٹیٹ گیسٹ ہاؤس

حیدرآباد دکن

۳۰، جولائی ۱۹۴۱ء

ڈیئر سر

مجھے آپ کا ۲۳، جولائی ۱۹۴۱ء کا خط ملا اور اخبارات کے وہ تراشے بھی جن میں لائیل پور

Marfat.com

کانفرنس کی تفصیلات لکھی ہیں۔ میں آپ کی عظیم کامیابی پر آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ میں آپ کے جذبات اور تجاویز کی قدر کرتا ہوں لیکن جیسا کہ آپ نے خود کہا ہے کہ ان تجاویز پر صرف دو یہ دو ہی بحث ہو سکتی ہے۔ آپ بڑا کام کر رہے ہیں خدا آپ کو کامیاب کرے۔

آپ کا صادق

ایم اے جناح

مولانا محمد عبدالستار نیازی بنام قائداعظم

لاہور

۴، اگست ۱۹۴۱

جناب قائداعظم۔ السلام علیکم

مجھے آپ کا ۳۰، جولائی ۱۹۴۱ء کا تحریر کردہ خط ملا۔ آپ نے ہمارے نکتہ نظر اور جدو جہد کی جو قدردانی کی ہے وہ ہمارے لیے حوصلہ افزائی کا باعث ہے۔ ہم بے چینی کے ساتھ اس دن کا انتظار کر رہے ہیں جب ہم آپ کے سامنے اپنے دل کی تمام باتیں کہہ دیں گے۔

دریں اثنا میں اپنی جدو جہد کی کہانی کا آغاز و ہیں سے کرتا ہوں جہاں میں نے اسے ۲۳، جولائی ۱۹۴۱ء کو چھوڑا تھا۔ میں عین اس دن روالپنڈی روانہ ہو گیا تھا۔ وہاں کے بعد دیگرے دو بڑے عوامی اجتماعات شہر اور کنٹونمنٹ میں ۲۴ اور ۲۵ جولائی کو ہمارے پہلے بیان کی حمایت میں جو ہم نے وائسرائے کی کونسل کی توسیع کے بعد دیا تھا منعقد ہوئے۔ آپ ان اجتماعات کی تفصیلات اور منظور کی جانے والی قراردادیں روزنامہ ''زمیندار'' کے منسلکہ تراشوں میں دیکھ سکتے ہیں۔

اس کے فوراً بعد میں لاہور لوٹ آیا جیسا کہ آپ کو ۳۰ جولائی ۱۹۴۱ء کے تراشے سے معلوم ہو جائیگا۔ جہاں تک پنجاب کے نام نہاد مسلم پریس کا تعلق ہے وہ آپ کی جانب سے سر سکندر کی مذمت کے فوراً بعد متعصب ہو گیا ہے۔ اس غداری پر ہمارا ردعمل بڑا بروقت اور موثر تھا۔ آپ روزنامہ

Marfat.com

''احسان''،''ایسٹرن ٹائمز''اور''سول اینڈ ملٹری گزٹ'' کے ۳۱ جولائی ۱۹۴۱ء کے منسلکہ تراشوں سے بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ ہماری تگ و دو بے نتیجہ ثابت نہیں ہوئی۔ خطا کار اخبارات میں ایک نے ہم تک رسائی حاصل کی اور یقین دہانی کرائی کہ وہ قائداعظم کے ہر اس اقدام کی حمایت کرے گا جو پنجاب کے شرانگیز جوہر قابل سرسکندر حیات خان) کیخلاف اٹھائیں گے۔

میں یکم اگست ۱۹۴۱ء کو امرتسر گیا۔ مسجد خیر الدین میں ایک پرہجوم اجتماع منعقد ہوا جس میں آپ کے دوسرے بیان کی جس میں آپ نے واضح طور پر غداروں کے نام لیے ہیں بھرپور حمایت کی گئی۔ تفصیلات اور قرار دادیں روزنامہ ''شہباز'' کے منسلکہ تراشوں میں موجود ہیں۔

جناب قائداعظم! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر آپ ملت کے جسم پر سے ان لاعلاج ناسوروں کو ایک مرتبہ دور کر دیں گے، جب (اور صرف جب) نیا خون سامنے آئے گا اور معاملات ایک نیا رخ اختیار کریں گے اور اسطرح ہمارے خواب پورے ہونگے۔ پرانی مشینوں سے نئے ماڈلز برآمد نہیں ہو سکتے اور نہ پرانی وضع کے اشخاص سے نئے رجحانات کو پورا کرنے کی امید رکھی جا سکتی ہے۔ نئے حالات نئی حکمت عملی کے متقاضی ہیں۔ بیشک ماضی سے اچانک رشتہ منقطع نہیں کیا جا سکتا لیکن ہر قیمت پر سفر آگے کی طرف ہونا چاہیئے نہ کہ پیچھے کی طرف۔ ہم بہت خوش ہیں کہ ہم نے آپ کی ذات میں ایک ایسا رہنما پا لیا ہے جو اس قوم کے نوجوانوں کی جبلی خواہشات کو نہ صرف بخوبی سمجھتا ہے بلکہ غداروں سے نپٹنے کی جرأت بھی رکھتا ہے۔

آپ کا صادق

محمد عبدالستار خان نیازی

قائداعظم بنام مولانا عبدالستار خان نیازی

کیمپ اسٹیٹ گیسٹ ہاؤس

حیدر آباد دکن:

۸۔ اگست ۱۹۴۱ء

ڈیئر مسٹر نیازی

Marfat.com

مجھے آپ کا ۴۔ اگست ۱۹۴۱ء کا خط ملا اور اخبارات کے تراشے بھی۔ آپ نے جتنی معلومات مجھے بہم پہنچائی ہیں اس کا شکریہ۔ میں آپ کی تجویزوں پر یقیناً بہت توجہ سے غور کروں گا اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میری راہنمائی صرف ایک ہی خیال کرے گا اور وہ یہ کہ ہمارا راستہ کیا ہونا چاہیے اور مسلمانوں کا فائدہ کس چیز میں ہے۔

مجھے مسرت ہے کہ آپ جیسے نوجوان اپنے دیہی پروپیگنڈے سے ایک بہتر خدمت انجام دے رہے ہیں اور واقعات وحالات کی ترقی کا بغور جائزہ تیز اور شدید سوجھ بوجھ کے ساتھ لے رہے ہیں۔

مجھے امید ہے کہ ساری مشکلات کے باوجود ہم کامیاب ہوں گے۔

محبت کے ساتھ

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی بنام قائداعظم

لاہور

۱۲۔ اگست ۱۹۴۱ء

جناب قائداعظم!

السلام علیکم: میں نے اپنے پچھلے خط میں اپنی جدوجہد کی روزمرہ کارروائیوں پر زیادہ زور دیا تھا۔ میں چاہتا تھا کہ زیادہ اہم اور سنجیدہ مسئلے اس دن کیلئے اٹھا کر رکھوں جب آپ سے دوبدو ملاقات ہو۔ لیکن حالات کی رفتار نے ہمیں مجبور کر دیا ہے۔ بعض معاملات میں مطالبات فوری نوعیت کے ہیں۔ ہمیں ان مسئلوں پر آپ کی ہدایات کی فوراً ضرورت ہے۔ چنانچہ میں اس خط میں صرف موجودہ ضروری سوالات تک اپنے آپ کو محدود رکھوں گا۔ آپ کا حکم جوابی خط سے ہمیں ملنا چاہیے یا تار کے ذریعے (اگر ممکن ہو)

Marfat.com

تفصیلات آپ کو مناسب وقت پر بھیج دی جائیں گی۔ بہر حال آپ یہ محسوس ضرور کریں گے کہ ہم بہت زیادہ دیر تاریکی میں رہ کر انتظار نہیں کر سکتے۔

آپ کے حالیہ بیان کی تائید میں ہم نے جو مظاہرے صوبے بھر میں کئے اور جو عام جلسے سارے صوبے میں منعقد کئے ان کے نتیجے کے طور پر یہ غدار کے گھر کی سنگین بنیادوں میں زلزلے آنے شروع ہو گئے ہیں۔ بہر حال یہ بنیادیں اتنی مضبوط ثابت نہیں ہوئیں جتنی نظر آ رہی تھیں۔ اس سلسلے میں پہلا قدم چائے کی وہ دعوت تھی جو ہمیں مولوی غلام محی الدین قصوری ایم ایل اے نے دی (میں نے اپنے ایک پچھلے خط میں ایک صاحب کی ذائقہ دار چائے کا ذکر کیا ہے۔ یہی وہ صاحب تھے جنہوں نے ہمارے دیہی پروپیگنڈے کو مطعون ٹھہراتے ہوئے ہمیں نیم تعلیم یافتہ کہا تھا) ہم لوگ یونینسٹ اخباروں کے مدیروں کے پہلو بہ پہلو بیٹھے ہوئے تھے۔ دھمکیاں، لالچ اور نصیحتیں سب کچھ جاری تھا، بڑی چالاکی اور ذہانت کے ساتھ۔ میں فالتو تفصیلات لکھ کر آپ کا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ مرکزی بات یہ تھی کہ غریب سکندر (سکندر حیات) نے کچھ نہیں کیا ہے۔ وہ جناح کے سامنے سر جھکانے کیلئے تیار ہے۔ لیکن اگر خدانخواستہ وہ لیگ کو چیلنج کر دے تو کیا آپ لوگ پیچیدہ نتائج کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ ہمارا ردعمل یہ تھا کہ ہم کسی چیز کا اقرار نہیں کر رہے تھے۔ اس بات پر زور دے رہے تھے کہ اگر وہ قائداعظم کو مطمئن کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو پھر ہم ان کے ساتھ ہیں شاید اس بات سے وہ یہ سمجھے کہ شکار آسانی سے ہاتھ آ جائے گا۔ دوسرے دن میر مقبول محمود (سر سکندر کے پارلیمانی سیکرٹری و برادر نسبتی) ہم سے ملے اب سکندر ہم سے کل ملنا چاہتا ہے۔

ان حالات میں آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہمیں آپ کی ہدایات کی کتنی شدید ضرورت ہے۔ قائداعظم! میں نے اپنے سابقہ خط میں آپ کو یقین دلایا تھا کہ ہم تو ہر حال میں سالار کی حیثیت سے آپ کی اطاعت کریں گے۔ بہر حال آپ کے کوئی فیصلہ کرنے سے قبل ہم کو اپنی مندرجہ ذیل معروضات پیش کرنے کی اجازت ہونی چاہیے۔

(۱) آپ نے پہلی بار یونینسٹ دھاندلی کو چیلنج کیا ہے۔ اب تک یہ مسئلہ ٹالا جا رہا تھا لیکن اس بار سارے ہندوستان میں عوام نے یہ محسوس کر لیا ہے کہ اب قائداعظم کا غداروں سے مقابلہ ہے اگر یہ غدار

Marfat.com

یہاں بھی بے وقوف بنانے میں کامیابی حاصل کر لیتے ہیں تو آپ کی عزت کو ناقابل تلافی دھکا لگے گا۔ ہم بہت ناگفتہ بہ حالات سے دوچار ہو جائیں گے۔ مختصر یہ کہ آپ کو وہ قدم اٹھانا چاہیے جس کا آپ نے اعلان کیا ہے یا تو یہ غدار اس عہدے سے استعفیٰ دے دیں جو عہدہ انہوں نے آپ سے پوچھے بغیر قبول کیا ہے۔ یا ان کو مسلم لیگ سے نکال دیا جائے۔

(۲) اگر آپ ہماری پہلی عرضداشت سے متفق ہیں تو یہ یقین ہے کہ آپ کشتی کو طوفان سے نکال لیں گے۔ اس ضمن میں یہ بات بھی آپ کے علم میں ہونی چاہیے کہ لاہور کا شہر ایک انتخابی حلقہ مسٹر کے ایل گابا کے دیوالیہ ہو جانے سے خالی قرار دے دیا گیا ہے۔ یہ کسی حد تک یقینی ہے کہ پنجاب مسلم لیگ الیکشن بورڈ، یونینسٹ امیدوار میاں امیر الدین کو منتخب کرے گا۔ وہ سرکاری ملازم (سب رجسٹرار) ہیں۔ لیکن آپ حتمی فیصلہ دینے کے مختار ہیں۔ اگر آپ لاہور تشریف لانے اور یونینسٹ پارٹی کا زور توڑنے کیلئے ہمارے ساتھ کام کرنے پر آمادہ ہیں تو ہم ایک نوجوان کو امیدوار نامزد کریں گے۔ اس کا آپ لیگ کا ٹکٹ دیں گے۔ اور اس کو منتخب دیکھنے کیلئے آپ کو لاہور میں قیام کرنا ہوگا۔ کامیابی یقینی ہے۔ قائد اعظم! اگر آپ نے اس زنجیر کو جو آپ کیلئے مزاحم ہے توڑنے کیلئے اپنے ذہن کو آمادہ کر لیا ہے تو اس وقت لوہا گرم ہے۔ آپ فوری طور پر چوٹ لگائیے۔ یہ معروضات اور تجاویز صرف آپ کا عندیہ لینے کیلئے پیش کی گئی ہیں۔ اگر آپ کا ردعمل خوشگوار اور حوصلہ افزاء ہو تو ہم نہائت جامع پروگرام مرتب کر لیں گے۔ یہ پروگرام آپ کو مناسب وقت پر پیش کر دیا جائے گا۔

نامزدگی کے کاغذات جمع کرانیکی آخری تاریخ ماہ رواں کی ۲۱ ہے۔ علاوہ ازیں سکندر ہم پر زور ڈال رہے ہیں کہ ہم یہ بات اعلانیہ کہیں کہ ان کے اخراج سے مسلم اتحاد کو صدمہ پہنچے گا۔ ان مسائل کے سلسلے میں آپ کی جانب سے جب تک کوئی واضح ہدایت موصول نہیں ہو جاتی ہم اپنے کسی ردعمل کا اظہار نہیں کریں گے۔ اس لئے آپ جلد جواب مرحمت فرمائیں۔

آپ کا صادق

محمد عبد الستار خاں نیازی

Marfat.com

مولانا عبدالستار خاں نیازی کا تار بنام قائداعظم

۱۲۔اگست ۱۹۴۱ء

بحران بڑھ گیا ہے ------۔ ۹ تاریخ کے خط کا تار کے ذریعے واضح جواب دیں یا فوراً ملاقات کی اجازت مرحمت فرمائیں۔

نیازی

مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی کا تار بنام قائداعظم

۱۴۔اگست ۱۹۴۱ء

آپ کا تار بہت خوب ہے۔ کیا میں اسے اشاعت کیلئے دیدوں ۔ میں اپنے خط کے دوسرے نکتے کے جواب میں حکم کا انتظار کر رہا ہوں۔

نیازی

قائداعظم کا تار بنام مولانا محمد عبدالستار خان نیازی

ابھی شائع نہ کرو، خط پہنچ رہا ہے، انتظار کرو۔

جناح

Marfat.com

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی کا تار بنام قائداعظم

جان ایمرے وزیر ہند کے بیان کے بعد ہمارا موقف کیا ہے۔ پس ہم نیشنل ڈیفنس کونسل میں شامل ہونے والے وزراءاعظم کے خلاف اپنی جدوجہد جاری رکھتے ہیں اور اسے جناب کی سیاسی پالیسی (حکمت عملی) کی کامیابی کی خاطر استعمال کریں گے۔

نیازی

قائداعظم کا تار بنام مولانا محمد عبدالستار خان نیازی

تمہارے تار کے جواب میں پہلے ہی خط پوسٹ کر دیا ہے جس سے صورت حال واضح ہو جائیگی۔

جناح

قائداعظم کا تار بنام مولانا محمد عبدالستار خان نیازی

آپ کا خط ملا۔ میں اپنے بیان پر سختی ـــ ہوں۔ یہ ہنگامی مسئلہ نہ صرف اسلامی ہند کے وقار اور شہرت اور اس کی تنظیم مسلم لیگ کو اپنی لپیٹ میں لیتا ہے بلکہ مسلم لیگی ارکان کی وائسرائے کی سکیم (نیشنل ڈیفنس کونسل) میں شمولیت جو مسلم لیگ کے فیصلے اور حکمت عملی کے خلاف ہے، نے ہمارے مقصد کو ایسی ضرب کاری لگائی ہے جسے کوئی بھی ایماندار شخص برداشت نہیں کرسکتا۔

جناح

Marfat.com

قائداعظم بنام مولانا محمد عبدالستار خان نیازی

۱۷،اگست ۱۹۴۱ء

ڈیئر مسٹر نیازی

آپ کا خط ملا جس پر تاریخ درج نہیں ہے اس خط کے جواب میں ۱۲،اگست ۱۹۴۱ء کو میں نے حسب ذیل تار آپ کو دیا تھا۔

''آپ کا خط ملا۔ میں اپنے بیان پر سختی سے قائم ہوں۔ مسلم ہندوستان اور اس کی تنظیم مسلم لیگ کی شہرت اور عزت اس اہم مسئلہ سے وابستہ ہے۔ وائسرائے کی اسکیم سے لیگ کے اراکین کا تعلق لیگ کے فیصلے اور اس کی پالیسی کے خلاف ہے۔ اس سے ہمارے مقصد کو شدید ضرب لگی ہے جسے کوئی ایماندار شخص برداشت نہیں کر سکتا''۔

آپ کا تار آیا تھا جس میں آپ نے پوچھا تھا کہ کیا آپ میرا تار اشاعت کے لیے دے سکتے ہیں تو میں نے تار سے جواب دیا تھا کہ آپ ابھی یہ اشاعت کیلئے نہ دیں، میرے خط کا انتظار کریں۔ میں نے اپنے تار میں کوئی نئی بات نہیں کہی تھی وہی باتیں لکھی تھیں جو پہلے ہی اخبارات میں چھپ چکی تھیں۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ لوگوں کو یہ غلط فہمی ہو کہ میں سر سکندر حیات خان کے خلاف رائے عامہ بیدار کرنے میں ایک فریق ہوں یا کسی اور غلطی کرنے والے رکن کے خلاف ایسی غلط فہمی ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ لوگ اپنا اظہار خود کریں اور مکمل آزادی سے عمل کریں۔

اب کچھ آپ کے خط کے متعلق اور آپ جسے وقت کا اہم سوال سمجھتے ہیں اس بارے میں میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ یہ کیوں کہہ رہے ہیں کہ ''ہم اندھیرے میں منتظر نہیں رہ سکتے''۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں نے پوزیشن قطعاً واضح کر دی ہے کہ ہم نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ ان لوگوں کے خلاف جو لیگ کے فیصلے کے خلاف اور اسکی عام پالیسی کے خلاف کوئی کام کریں گے! ہم ان کے خلاف تادیبی اقدام کریں گے۔ ۲۴،اگست کو مجلس عاملہ کا اجلاس منعقد ہونیوالا ہے ہم ان کے خلاف اپنے دستور کے مطابق کاروائی کریں

Marfat.com

گے۔ مجھے آپ کے اور مسلم لیگ کی مختلف تنظیموں کے نقطہ نظر کا پوری طرح احساس ہے اور ممتاز حضرات اور خواتین کے بھی۔ میں امید کرتا ہوں کہ مجلس عاملہ بغیر کسی کی حمایت کے اور بغیر کسی خوف کے مکمل طور پر اس مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے جس کیلئے ہم جدوجہد کر رہے ہیں۔ اور عمومی طور پر مسلم ہندوستان کے مفاد میں فیصلہ کریگی۔

لاہور شہر کے ضمنی انتخابات کے سلسلے میں جہاں تک آپ کی رائے کا سوال ہے وہ میرے زیر غور ہے میں نے نواب صاحب ممدوٹ (سر شاہ نواز خان ممدوٹ) اور مسٹر برکت علی (ملک برکت علی ایڈووکیٹ) سے اس سلسلے میں رابطہ قائم کر رکھا ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ دونوں حضرات ۲۳ تاریخ کو بمبئی آرہے ہیں ہم بڑی توجہ اور احتیاط سے اس مسئلہ پر غور کریں گے اور یہ سوچیں گے کہ اس مسئلے میں کیا کرنا چاہیئے۔ براہ کرم مجھے اس امیدوار کا نام بتائیے جسے آپ اس حلقے کیلئے مناسب سمجھتے ہیں۔

اس سلسلے میں براہ کرم اپنے خیالات سے مجھے آگاہ کیجئے۔

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

نوٹ: یہ خط لکھنے کے بعد آج ہی مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ امیدوار کا نام داخل کرنے کی تاریخ ۲۱ اگست ہے اور نام واپس لینے کی تاریخ ۲۲ اگست ہے۔ اس اطلاع کے پیش نظر مرے لیئے یہ شاید ممکن نہیں ہے کہ میں فائنل فیصلہ کروں کیونکہ مجھے وہ ساری معلومات حاصل نہیں جو میں چاہتا ہوں۔ وقت کم ہے میں اپنی حتمی رائے کا اظہار نہیں کرسکتا۔ اپنا نام داخل کرنیکی آپ کو یا کسی اور شخص کو مکمل آزادی ہے۔ جہاں تک میرا تعلق ہے میں اس سلسلے میں کسی طرح کے وعدے کا پابند نہیں ہوں۔

Marfat.com

قائداعظم کا تار مولانا محمد عبدالستار خان نیازی کے نام

۱۹، اگست ۱۹۴۱ء

آپ کا ۱۶، تاریخ کا تار آج صبح ملا۔ جبکہ خط پہلے ہی سپر دڈاک کیا جا چکا ہے۔ میرے لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ محدود وقت میں کوئی قطعی رائے دے سکوں۔ آپ کو اختیار ہے کہ جیسے مناسب اور بہتر سمجھیں فیصلہ کریں۔

جناح

ماؤنٹ پلیزنٹ روڈ

قائداعظم بنام مولانا محمد عبدالستار خان نیازی

۲۷، اگست ۱۹۴۱ء

ڈیئر مسٹر نیازی

آپ کا تار ملا اور آپ کے خطوط بھی۔ آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ میرے لئے یہ امر مشکل ہے کہ میں پنجاب کی صوبائی مسلم لیگ کے پارلیمانی بورڈ کو نظر انداز کر کے آپ کو لیگ کا ٹکٹ دوں۔ میں پنجاب پارلیمانی بورڈ کے فیصلے کو پس پشت نہیں ڈال سکتا بشرطیکہ ایسا کرنے کی کوئی بڑی اہم وجہ موجود ہو۔ چونکہ اس وقت دستور کے مطابق وہی مسلمہ طور پر صوبائی اختیارات رکھتے ہیں۔ بہر حال میرا یہ خیال ہے کہ صدر پنجاب مسلم لیگ، نواب صاحب ممدوٹ (نواب شاہنواز خان ممدوٹ) نے ابھی تک آخری فیصلہ نہیں کیا ہے اور اگر آپ ان کو اس بات پر آمادہ کرلیں کہ وہ آپ کا نام قبول کرلیں تو مجھے یہ سن کر خوشی ہوگی۔

براہِ کرم نتیجے سے مطلع کیجئے۔

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

Marfat.com

ا۔ حضرت قائداعظم کا خیال تھا کہ مولانا نیازی ضمنی انتخابات میں اپنی تجویز کے مطابق ضرور کھڑے ہوں گے مگر مولانا نیازی اس زبردست معرکہ میں قائداعظم کی واضح تائید چاہتے تھے۔ ایک دو دن توقف کیا۔ اس کے فوراً بعد قائداعظم کے پرائیوٹ سیکرٹری مسٹر مطلوب الحسن سید (ف ۱۹۸۴ء) کا خط موصول ہوا جس میں وہ رقمطراز تھے کہ ''میں یہ خط آپ کو اردو میں لکھ رہا ہوں ٹائپ نہیں کر رہا تاکہ کسی دوسرے کو پتہ نہ چل سکے۔ حضرت قائداعظم کی خواہش ہے کہ آپ خود میدان عمل میں آجائیں، مقابلہ کریں۔ آپ چپکے سے کاغذاتِ نامزدگی داخل کر دیجئے۔ قائداعظم کی تائید وحمایت یقیناً آپ کے ساتھ ہے۔ آخر میں یہ بھی لکھا کہ یہ خط بجنسہ واپس کر دیجئے۔ آپ کا مشکور وممنون ہونگا''۔

مولانا نیازی نے خط کی نقل اپنے پاس رکھ لی اور مطلوب الحسن سید کا خط انھیں بجنسہ واپس کر دیا۔ مولانا نے کاغذات نامزدگی داخل کر دیئے اور اپنی انتخابی مہم شروع کر دی اور ہر جلسے کی کاروائی قائداعظم کو پہنچنا شروع ہوگئی۔ سر سکندر گھبرا گیا اور ۲۴، اگست ۱۹۴۱ء کو آل انڈیا ورکنگ کمیٹی کے اجلاس منعقدہ بمبئی میں نیشنل ڈیفنس کونسل سے استعفیٰ دیدیا اور قائداعظمؒ سے معافی مانگ لی۔ اسپر مولانا نیازی نے اپنے کاغذاتِ نامزدگی واپس لے لیئے (قصوری)

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی بنام قائداعظم

''الطیب'' برکت علی اسلامیہ ہال

بیرون موچی دروازہ، لاہور

۲۰، مارچ ۱۹۴۷ء

جناب قائداعظم

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، اگرچہ وقتاً فوقتاً ہماری گفتگو ہوتی رہی مگر آپ کے ساتھ دوبارہ مراسلت کا موقع کافی طویل عرصے کے بعد نصیب ہو رہا ہے۔ آخری بار میں نے ایک دوست کے ساتھ اکتوبر ۱۹۴۱ء میں دہلی میں آپ سے شرفِ ملاقات حاصل کرنے سے کچھ پیشتر آپ کی خدمت میں عریضہ

Marfat.com

تحریر کیا تھا اور اس ملاقات میں پنجاب میں سیاسی جدوجہد کے سلسلہ میں مالی معاونت کی درخواست کی تھی اور ہم نے پارٹی کے اخبار اور اس قسم کی دوسری ضروریات کیلئے ایک تجویز آپ کو پیش کی تھی۔ اس وقت آپ نے سر سکندر اور اس کے ساتھی نوابوں کے ٹولے کی چھٹی کرنا مناسب خیال نہ فرمایا۔ آپ نے ہمیں کسی طرح کی مادی اور محسوس امداد دینے سے بھی صاف انکار کر دیا اور ہمیں اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی تلقین کی۔ جہاں تک ہم سے ہو سکا ہے ہم نے اس پر عمل کرنے کی اب تک کوشش کی ہے۔ لیکن میں اب جبکہ آپ سے مخاطب ہوں، نجانے میں ان حالات کے بارے میں کیوں سوچ رہا ہوں جن کے تحت میں نے آپ کی خدمت میں اپنا آخری خط لکھا تھا۔ شائد دونوں مواقع میں یکسانیت اور مشابہت اس کا سبب ہو۔

انجام کار سکندر جناح پیکٹ پر آپ کوئی پیش رفت نہ کر سکے۔ بالآخر آپ کو غداروں کے ٹولے سے براہ راست ٹکر لینی پڑی۔ آپ نے ۱۹۴۱ء میں جو اقدام کرنے سے انکار کر دیا تھا، ۱۹۴۴ء میں آپ کو وہی کچھ کرنا پڑا۔ غالباً اب یہ بحث بے کار ہوگی کہ اس تاخیر کا کوئی جواز تھا؟ مگر یہ عجیب بات ہے کہ درجہ اول کے نوابوں کو نکال دیا اور ان کی جگہ ان کی درجہ دوئم اولاد کو بٹھا دیا گیا۔ مجھے علم ہے کہ میں آپ سے اس بے تکلفانہ اور غیر رسمی لہجے میں مخاطب ہوں تو آپ میرے متعلق کسی غلط فہمی کا شکار نہیں ہوں گے کیونکہ آپ بخوبی واقف ہیں کہ آپ نے قوم کیلئے جو کچھ کیا ہے، میرے دل میں اس کیلئے کتنا احترام و امتنان ہے۔ اس لیئے میں اپنا نقطہ نظر سچائی کے ان میٹھے الفاظ کی شکر میں لپیٹے بغیر پیش کرتا ہوں جو اکثر حقیقت کو دھندلا دیتے ہیں۔

یوں لگتا ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کے ہاں آپ کے حوالے سے پاکستان کے دو تصورات پائے جاتے ہیں۔ ایک فکری یا تصوری پاکستان اور ایک عملی پاکستان۔ اول ذکر سے مراد ایک ایسی خود مختار اور خود کفیل ریاست کا حصول ہے، جس کیلئے ہم ہر اس شخص کا خون بہانے سے گریز نہیں کریں گے جو اس کے آڑے آنے یا سدّ راہ بننے کی کوشش و جرات کرے گا۔ موخر الذکر کا مطلب انگریزوں یا ہندوؤں سے سمجھوتہ ہے جس کے تحت ہم عارضی طور پر دفاع، مواصلات اور امور خارجہ کیلئے ایک محدود مرکز قبول کر لیں۔

یہ کہنا تحصیل حاصل ہے کہ ''عملی پاکستان'' دستوری ذرائع، رواداری اور مفاہمت کی ضرورت کو

Marfat.com

متقاضی ہے۔ اور یہ بات بھی عیاں ہے کہ انقلابی ضوابط، خود انحصاری اور خانہ جنگی ''عملی پاکستان'' کے منطق تصورات کے حسن و قبح پر اختلاف ہوسکتا ہے۔ کسی خاص موقع پر کون سا تصور قابل عمل ہے اس پر بھی اختلاف ممکن ہے مگر اس بارے میں دو آرا نہیں ہوسکتیں کہ بیک وقت ان دو نظریات میں سے صرف ایک نظریہ کو ہی اپنایا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی اور نقطہ نظر، کوئی اور پالیسی اندرونی تضاد کا شکار نظر آئے گی۔

ہمارے لیئے ان دو نظریات میں سے کسی ایک کا انتخاب کوئی اور نہیں کرے گا۔ ہندوستان کے مسلمان ہی آپ کے ذریعے فیصلہ کریں گے۔ اگر چہ یہ چناؤ تمام دیگر انسانی فیصلوں کی طرح غلط بھی ہوسکتا ہے۔ مگر خدارا ایک بار اپنا ذہن صاف کر لیجیئے کہ ہندوؤں اور انگریزوں کے ساتھ ہم امن رکھیں یا جنگ کو ترجیح دیں ورگرنہ ہمیں دونوں صورتوں کے نقصانات کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ جولائی میں ہم حکومت میں شمولیت سے انکار کر دیں گے یہاں تک کہ ہمیں (مسلم لیگ کو) واحد نمائندہ حیثیت دی جائے۔ اور ستمبر میں ہم شمولیت اختیار کر لیں گے خواہ ہمیں تین بڑے محکموں میں سے کسی کا بھی قلمدان نہ ملے اور خواہ قومی غدار بھی ہمارے ساتھ بیٹھنے کے لیئے وہاں موجود ہوں بلکہ ہم اپنی ٹیم میں کافر کو بھی اس امید پر شامل کر لیں گے کہ وہ غدار کی مخالفت کرے گا، تاہم یہ ایک الگ کہانی ہے۔

سو میں کہہ رہا تھا کہ ہمیں پہلے خود اپنا ذہن صاف کر لینا چاہیئے اور جناب فیروز خان نون کی طرح یہ تو نہیں ہوگا کہ ایک دن ہمیں چنگیز خان کا خیال آ رہا ہو اور اگلے دن جناب راجہ غضنفر علی خان کی مانند اپنے شہداء کے بارے میں مجرم ہونے کا اعلان کر رہے ہوں جیسا کہ انہوں نے جہلم میں فرمایا ہے۔ یا ہم پھر اس امر کے خواہش مند ہوں کہ تمام مسلمانوں کو اپنے ہندو پڑوسیوں کو بچانے کے لیئے قربان کر دیا جائے جیسا کہ گذشتہ روز نواب افتخار حسین ممدوٹ نے راولپنڈی میں فرمایا۔ اگر ہم پاکستان کیلئے خون بہانے کیلئے تیار ہیں تب کلکتہ، بہار، اٹک، راولپنڈی سب کا جواز پیدا ہو جائے گا۔ یا پھر ہمیں اتنا رقیق القلب بن جانا چاہیے کہ ہم فرقہ وارانہ فسادات کو دیکھتے ہوئے بھی انڈین یونین میں شامل رہیں۔ اگر ایسا ہے تو ہمیں کھلے لفظوں میں اس کا اعلان کر دینا چاہیئے۔ ذہنی اختلاط اور معلق رہنے کا کچھ فائدہ نہیں۔ خون بہانا بُری چیز ہے۔ مگر خون دیکھ کر خوف سے لرزتے رہنا اس سے بھی زیادہ بُرا ہے۔

ذاتی طور پر میرا خیال ہے کہ ہمیں فوری طور پر کسی طرح بھی خانہ جنگی میں ملوث نہ ہونا چاہیے۔ پس مسلمانوں کو تمام تر مضمرات اور حدود و قیود کا پورا پورا احساس کر لینا چاہیئے۔ اپنے زیر سایہ آپکو ایک اور تنظیم

Marfat.com

تشکیل دینی چاہیئے جو انگریز کے رخصت ہونے کے بعد ساری جدوجہد مسلم لیگ کے ہاتھوں سے اپنے ہاتھوں میں منتقل کرے۔ یہ کام کر کے آپ تاریخ میں اپنے کردار سے عہدہ برا ہو جائیں گے۔ یہ فیصلہ اس وقت کیا گیا تھا جب آپ نے انتخاب لڑا تھا اور دستور ساز اسمبلی کے لیئے منتخب ہوئے تھے۔ کسی بھی لیڈر نے کبھی ارتقائی، تدریجی اور انقلابی کردار ایک ہی وقت میں بخوبی کامیابی سے انجام نہیں دیا جیسا کہ آپ نے دیا ہے۔

اگر آپ اس اصول سے متفق ہیں تو میں آپ کے دہلی آنے پر اہم تفصیلات کے بارے میں آپ سے گفتگو کروں گا یا تحریری طور پر آگاہ کروں گا۔

پنجاب کی صورت حال آج کل انتہائی مخدوش ہے، صوبہ سرحد کا حال اس سے بھی بدتر ہے۔ یہ جان کر دکھ ہوتا ہے کہ ہماری تاریخ کے اس فیصلہ کن موڑ پر نا اہل لوگ ہماری تقدیر کا فیصلہ کر رہے ہیں، محض گناہوں کے اس سرمائے کے سبب جو انہوں نے اپنے غدار آباؤ اجداد سے ورثہ میں پایا ہے اور اس حمایت کے سبب جو وہ آپ کے بے داغ اور نیک نام کی بدولت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔

آپ کا مخلص

محمد عبدالستار خان نیازی

۲۰، مارچ ۱۹۴۷ء

Marfat.com

نواب بہادر یار جنگ

نواب بہادر یار جنگ (۱۹۰۵ء۔۔۔۱۹۴۴ء) بن نواب نصیب یاور جنگ ،حیدر آباد کن میں پیدا ہوئے۔مروجہ علوم اسلامیہ کی تحصیل کے بعد فنون سپہ گری میں مہارت تامہ حاصل کی۔۱۹۲۷ء میں ''انجمن تبلیغ الاسلام'' حیدر آباد کی بنیاد رکھی اور یوں اس پلیٹ فارم سے تبلیغ دین کا فریضہ بحسن خوبی سر انجام دیا۔۱۹۳۳ء میں ''مجلس اتحاد المسلمین حیدر آباد دکن'' کے روحِ رواں ممبر بنے اور ۱۹۳۹ء میں تاحیات صدر منتخب ہوئے۔

تحریک پاکستان میں نواب صاحب کا کردار عدیم النظیر ہے۔اپنی جادو بیانی سے پورے ہندوستان کو گرما کے رکھ دیا۔آپکی خدمات جلیلہ سے متاثر ہوکر قائداعظمؒ آپ پر جان چھڑکتے تھے۔آپ آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ'' کے صدر تھے۔اس حیثیت سے تمام ہندوستانی ریاستوں میں آزادی کی روح پھونکی۔سرحد میں سرحدی گاندھی عبدالغفار خان کا سحر توڑا اور جنوب میں راس کماری تک مسلم لیگ کا ڈنکا بجایا۔۲۳،مارچ ۱۹۴۰ء کو قرارداد پاکستان کے تاریخی اجتماع سے خطاب کر کے ایسا جادو پھونکا کہ قائداعظم نے کھڑے ہوکر فرمایا:۔

''بہادر یار جنگ کی تقریر کے بعد کسی اور شخص کا بولنا بہت بڑی غلطی ہے''۔

مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی کی خط وکتابت اور ملاقاتیں تحریک پاکستان اور علامہ اقبال کے حوالے سے نواب صاحب سے ہوئیں اور خوب ہوئیں کیونکہ دونوں ایک ہی منزل کے راہی تھے۔مجاہد ملت کے نام نواب صاحب کے صرف دو ہی خط دستیاب ہو سکے ہیں جو درج ذیل ہیں۔افسوس کہ مجاہد ملت کا کوئی خط نواب صاحب کے نام نہیں مل سکا۔بہر حال نواب صاحب کے خطوط سے مجاہد ملت کے مقصد ومدعا کی جھلک نمایاں ہے جس سے قاری اندازہ کر سکتا ہے کہ مجاہد ملت نے اپنے خطوط میں کیا لکھا ہوگا۔

Marfat.com

(۱)

نواب بہادر یار جنگ بنام مولانا محمد عبدالستار خان نیازی

حیدر آباد دکن

۱۱، مارچ ۱۹۴۳ء

محمد عبدالستار خان صاحب نیازی

سیکرٹری سنٹرل اقبال ڈے کمیٹی، مسجد شاہ چراغ بلڈنگز، لاہور

مکرمیٔ۔ یوم اقبال میں یاد فرمائی کا شکریہ۔ ایسے اجتماع میں شرکت جو حضرت اقبال اعلیٰ اللہ مقامہ، سے نسبت رکھتا ہو جس میں انکی تعلیمات و پیام سے استفادہ ہو سکے، میرے لیے باعثِ عزت و سعادت ہے لیکن افسوس کہ انہی تاریخوں میں، میں نے دہلی میں بعض ضروری وعدے کر لئے ہیں، اس لئے حاضر نہ ہو سکوں گا۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اقبال کے کلام کو سمجھنے، دوسروں کو سمجھانے اور اس کے پیام کو پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آپ کو سن کر مسرت ہو گی کی میرے یہاں ہر ہفتے بالالتزام ایک اجتماع ہوتا ہے اور اس میں اقبال کا کلام سبقاً سبقاً پڑھا جاتا ہے اور اس میں ڈاکٹر رضی الدین صدیقی اور ڈاکٹر یوسف حسین خاں جیسے علماء، اقبال کو سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اقبال نے خود اپنے الفاظ میں ''حجازی کے'' کو اپنے ''ہندی نغمہ'' میں ایسا دلکش بنایا کہ ''کتاب اللہ'' جس کو اس کے ماننے والوں نے پسِ پشت ڈال دیا تھا آج پھر ہماری آنکھوں کا نور بن رہی ہے۔ میری دلی تمنا ہے کہ آپ کے یہ اجتماع کامیاب ہوں اور انکے شرکاء گفتار کے اس غازی کے خواب کی تعبیر نہیں اور کردار کے غازی بن کر اس کی روح کو جنت الفردوس میں حقیقی سامان اطمینان مہیا کریں۔

آپ کا مخلص

محمد بہادر یار جنگ

Marfat.com

(۲)

حیدر آباد دکن

۲۴، جولائی ۱۹۴۳ء

مکرمی۔ السلام وعلیکم ورحمتہ اللہ

آپ کا خط پہنچا۔ ابھی کشمیر و سرحد کا پروگرام طے نہیں ہوا۔ قائد اعظم کے جواب کا منتظر ہوں۔ بعض حالات کے مدنظر ان کو مجھے تقریر کی اجازت دینے میں تامل ہے۔ جیسے ہی اس کا تصفیہ ہوا، آپ کو تاریخ سے مطلع کروں گا۔

امید کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ فقط

آپکا مخلص

محمد بہادر یار جنگ

Marfat.com

خواجہ ناظم الدین

خواجہ ناظم الدین (۱۹۶۴ء۔۱۸۹۴) ڈھاکہ (مشرقی پاکستان) میں پیدا ہوئے۔علی گڑھ اور کیمرج یونیورسٹی سے تعلیم حاصل کی۔لندن سے بیرسٹری پاس کرکے واپس آکر سیاست کی خاردار وادی میں قدم رکھا۔

خواجہ صاحب نے ۱۹۲۲ء سے سیاسی زندگی کا آغاز کیا۔۱۹۲۹ء میں بنگال کے وزیر تعلیم بنے،۱۹۳۵ء میں مسلم لیگ کے ٹکٹ پر صوبائی اسمبلی کے ممبر ہوئے۔۱۹۳۶ء میں مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کے ممبر چنے گئے۔۱۹۴۲ء میں بنگال اسمبلی میں مسلم لیگ اسمبلی پارٹی کے لیڈر منتخب ہوئے۔۱۹۴۳ء میں بنگال میں پہلی مسلم لیگی وزارت بنائی۔قائداعظمؒ آپکی خدمات کے معترف رہے۔

قیام پاکستان کے بعد مشرقی بنگال کے وزیراعلیٰ بنے۔قائداعظم کی رحلت کے بعد پاکستان کے گورنر جنرل چن لیے گے۔۱۹۵۱ء میں لیاقت علی خان کی شہادت کے بعد وزیراعظم پاکستان منتخب ہوئے۔ ۱۹۵۳ء میں مفلوج گورنر جنرل ملک غلام محمد نے آپکی حکومت کو برطرف کردیا۔

۱۹۶۲ء میں جب ایوب خان نے مسلم لیگ کو دو حصوں میں تقسیم کردیا تو خواجہ صاحب کو ڈھاکہ میں مسلم لیگ کی کونسل کا اجلاس طلب کرکے پارٹی کا صدر منتخب کرلیا گیا۔اور پھر خواجہ صاحب تاحیات صدر رہے۔ایوبی دور میں مجاہد ملت مولانا نیازی کے ساتھ ملکر خواجہ صاحب نے جبر واستبداد کے خلاف جہاد کیا۔ اس دور (۱۹۶۲ء) میں خواجہ صاحب مولانا نیازی کی ''پاکستانی ملت وشہریت کی رکنیت میں امتیاز کیلئے مسلمان کی تعریف کی ضرورت'' کے موضوع پر خط وکتابت ہوئی جو درج ذیل ہے۔

Marfat.com

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی بنام خواجہ ناظم الدین

لاہور

۲۳، دسمبر ۱۹۶۲ء

محبی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔السلام وعلیکم

اخبارات سے آپ کی حالیہ تقاریر میں پاکستان کے اندر اس اعتقادی اور سیاسی مکتب فکر اور مسلک عمل کی غیر مشروط مذمت دیکھ کر خوشی ہوئی ہے جو اسلام کی ابدی تعلیمات کو غیر مسلم اقوام سے مشابہت، اشتراک یا عارضی و دنیاوی منفعت (امداد) حاصل کرنیکی غرض سے مسخ، محرف یا ترمیم کرنا چاہتا ہے۔ قرآن مجید کی متعدد آیاتِ کریمہ اس قسم کی ''مرمتِ اسلام'' کو دنیا کی خاطر دین فروخت کرنے اور ''گھاٹے کا سودا'' کرنے سے تعبیر کرتی ہیں۔ آپ کو بخوبی یاد ہوگا کہ مسلم اور غیر مسلم کے مابین تمیز کا اصولی سوال قائداعظمؒ کی زندگی ہی میں ۱۹۴۶ء کے انتخابات سے قبل مسلم لیگ کے ٹکٹ دینے کی تقریب میں پیش ہوا تھا۔ قائداعظمؒ نے فرمایا تھا کہ میں ایک عامی مسلمان ہوں عالم دین نہیں لہذا خود فتوی نہیں دے سکتا۔ علماء کے اجماعی فیصلے کی اطاعت کرونگا۔ قیام پاکستان کے بعد حضرت پیر (امین الحسنات) صاحب مانکی شریف مرحوم و مغفور اور میری مساعی کو اس ضمن میں جس طرح برسر اقتدار طبقہ نے مسلم لیگ کے اندر ناکام بنایا آپکو اس کا بخوبی علم ہے، یہاں تفصیل کی حاجت نہیں۔

بالآخر آل مسلم پارٹیز کانفرنس (کراچی) کے موقع پر ملت پاکستان کے تمام اہل الرائے کا اتفاق ہو گیا کہ مسلم و غیر مسلم کی تعریف آئین مملکت میں شامل ہونی چاہیے اور اس کے تمام لاحقات پر عملدرآمد کا انتظام ہونا چاہیے۔ اسلام، پاکستان اور مسلم لیگ کے دشمنوں کی ریشہ دوانیوں سے یہ مطالبہ اس وقت پورا نہ ہو سکا۔ غالباً آپ مجھ سے متفق ہوں گے کہ ۱۹۵۳ء میں پاکستان کے اندر جمہوریت کو قتل کرنیکی کوشش کامیاب نہ ہوسکتی اگر تمام ملت پاکستان میں اسلام کو ختم کرنے کے خطرے کے مقابلے کیلئے ویسی ہی متحد ہوتی جیسے کہ ہم سب حصول پاکستان کی تحریک میں متفق و متحد تھے۔ اس وقت برسر اقتدار حضرات کو یہ کہکر ورغلایا کہ پاکستان کے آئین میں مسلم و غیر مسلم کی تفریق کی گئی تو تمام مہذب دنیا پاکستان کا حقہ پانی

Marfat.com

بند کر دے گی۔ یہ الفاظ ''منیر رپورٹ'' میں موجود ہیں۔ آج آپ نے سیاسی تصادم کے بجائے تعمیری جمہوری تنظیم سے پاکستان میں جمہوریت کی بحالی کی جو پسندیدہ مہم شروع کی ہے اسکی کامیابی کی شرط اول یہی ہے کہ اہل پاکستان کو صدق دل سے یہ یقین ہو جائے کہ مسلم لیگ، اسلام کے نام پر برسر اقتدار آ کر پھر مسلم و غیر مسلم کی تفریق میں مداہنت نہ دکھائے گی۔ اگر یہ نہ ہوا تو جمہوریت اور اسلام سے مسلم لیگ کی وفاداری کے متعلق شکوک باقی رہیں گے۔ پاکستان اور مسلم لیگ کے قدیم اور مخلص خادم آپس میں لڑتے ہی رہیں گے اور اہل غرض اسلام سے جمہوریت کو لڑا کر دونوں کو باری باری نقصان پہنچاتے رہیں گے۔ جہاں تک میں نے مسلم لیگ کے آئین کا مطالعہ کیا ہے اس میں یہ شرط روز اول سے موجود ہے کہ فقط مسلمان اس جماعت کے رکن بن سکتے ہیں۔ کسر صرف اتنی باقی ہے کہ آئین کے مفہوم اور منشاء پر عمل بھی کیا جائے۔ اس کی آسان صورت یہ ہے کہ پاکستان مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی اپنی شاخوں کو رکنیت سازی کی مہم کی ہدایات کرتے ہوئے وضاحت کر دے کہ رکنیت سازی کے نام پر آئین کی شرط اسلام سے متعلق اقرار نامہ بھی شامل ہوگا تاکہ جس طرح مسلم لیگ کی رقیب جماعتوں سے ہمدردی رکھنے والے مسلم لیگ کے ممبر نہیں بن سکتے اسی طرح اسلام کو مسخ اور محرف کرنے کی کوشش بھی مسلم لیگ کے اندر سے نہ ہو سکے۔

میں تجویز کرتا ہوں کہ قرطاسِ رکنیت پر عبارت یہ ہونی چاہئے:

''کہ میں فلاں ابنِ فلاں سکنہ فلاں صدق دل سے اقرار اور اعلان کرتا ہوں کہ میں زندگی اور آخرت کے ہر پہلو اور ہر قسم کے مسائل میں حضور خاتم النبیین والمرسلین ﷺ کی تعلیمات کو حتمی، قطعی آخری حجت تسلیم کرتا ہوں۔ آنحضرت ﷺ کی تعلیم کے متعلق ہر اختلاف میں سلف صالحین کے اجماع کو قبول کرتا ہوں اور سلف صالحین کے اعتقاد و مسلک کی بابت ہر مسئلہ میں اجماع امت اور فقہائے ملت کے اجماعی فیصلے کی غیر مشروط اطاعت کرتا ہوں''

اگر میری یہ تجویز قبول کر لی جائے تو میرے لئے اور میری مانند پاکستان کے ان تمام خیر خواہوں کیلئے جو پاکستان کا مطلب کیا ''لا الہ الا اللہ'' پر عمل کرنا اور کروانا چاہتے ہیں، مسلم لیگ کی رضا کارانہ خدمت کا راستہ کھل جائے گا۔ فقط

خاکسار محمد عبدالستار خان نیازی

Marfat.com

خواجہ ناظم الدین بنام مولانا محمد عبدالستار خان نیازی

۲۷۔اسکائن روڈ،ڈھاکہ

۵،فروری ۱۹۶۳ء

مکرمی و محبی! السلام وعلیکم۔آپ کا مکتوب مورخہ ۲۳،دسمبر مجھے ملا۔جواب میں تاخیر کیلئے معذرت طلب ہوں۔آپ کے خیالات کی میں قدر کرتا ہوں۔انشاء اللہ مسلم لیگ غیر مشروط پر صحیح اسلامی نظریات کی ہمیشہ حامی رہیگی اور ہرگز فریب کی پالیسی کو نہ اپنائیگی۔میں آپ کے جذبات اور نظریات سے متفق ہوں اور آپ کی تجاویز اپنے رفقائے کار کے سامنے پیش کر کے صحیح لائحہ عمل مرتب کرنے میں مدد لوں گا۔مسلم لیگ کو آپ جیسے مخلص افراد کی شدید ضرورت ہے جب تک اہل الرائے حضرات کو آپ اپنا ہمنوا نہ بنا سکیں گے مقاصد کا حصول ممکن نہ ہو سکے گا۔امید ہے کہ جناب قائداعظمؒ کی مسلم لیگ کو پھر صحیح معنوں میں ان کا جانشین بنانے میں آپ کی تمام تر مساعی میرے ساتھ ہوگی۔والسلام

آپ کا مخلص۔خواجہ ناظم الدین

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی بنام خواجہ ناظم الدین

لاہور

۱۳،مارچ ۱۹۶۳ء

محبی! وعلیکم السلام۔آپ کے مکتوب مورخہ ۵،فروری ۱۹۶۳ء کے جواب میں تاخیر کی وجہ یہ ہوئی کہ پہلے میں الیکشن پٹیشن کے سلسلے میں میانوالی گیا تھا۔اس کے بعد عید الفطر کی مشغولیت رہی۔آپ کا خط اسی چکر میں گھومتا ہوا حال ہی میں مجھ تک پہنچا ہے۔آپ کے مکتوب کے حسب ذیل الفاظ بے حد حوصلہ افزاء ہیں:۔

Marfat.com

''میں آپ کے جذبات اور نظریات سے متفق ہوں اور آپ کی تجاویز اپنے رفقائے کار کے سامنے پیش کر کے صحیح لائحہ عمل مرتب کرنے میں مدد لوں گا''

آپ نے میری ذات کے متعلق جن اچھے خیالات کا اظہار فرمایا ہے ان کیلئے تہہ دل سے ممنون ہوں۔ میں بڑے شوق سے انتظار کر رہا ہوں کہ آپ ورکنگ کمیٹی کے اولین اجلاس میں میرا سابقہ خط پیش کر کے نتائج سے مطلع فرمائیں گے۔ میرے فارمولے سے آپ کے مذکورہ بالا اتفاق کے بعد ورکنگ کمیٹی کی منظوری اور قرطاسِ رکنیت میں اس شرط کی شمولیت میں بظاہر کوئی دقت باقی نہیں لیکن جیسا کہ آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں جماعتی کاروبار میں رسمی منظوری اور اس پر عملدرآمد بڑا ضروری ہوتا ہے۔ آپ کی جانب سے یہ اطلاع موصول ہو جانے کے بعد میں فوراً ہمہ تن آپ کے ساتھ عملی تعاون پر آمادہ و تیار ہونگا۔

فقط والسلام

خاکسار محمد عبدالستار خان نیازی

خواجہ ناظم الدین بنام مولانا محمد عبدالستار خان نیازی

۲۹، مارچ ۱۹۶۳ء

۲۷۔ اسکائن روڈ، ڈھاکہ

محترمی مکرمی جناب عبدالستار نیازی صاحب

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا مورخہ ۱۳، مارچ کا خط ملا۔ مجھ کو بہت افسوس ہے کہ آپ کے مطالبات ایسی بنیادی باتوں سے تعلق رکھتے ہیں جو کہ میرے خیال میں کونسل کے سوا ورکنگ کمیٹی کے ذریعہ سے یہ تبدیل نہیں ہو سکتیں۔ انشاء اللہ اپریل کو ہم لاہور آئیں گے۔ اگر ملاقات ہوئی تو تفصیل سے بات ہوگی۔ والسلام۔ آپ کا مخلص

خواجہ ناظم الدین

Marfat.com

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی بنام خواجہ ناظم الدین

۱۴، اپریل ۱۹۶۳ء

لاہور

محبی !۔ وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ،۔

آپ کا گرامی نامہ مورخہ ۲۹، مارچ ۱۹۶۳ء ملا۔

(۲) اس خط میں آپ لکھتے ہیں :۔

"مجھ کو بہت افسوس ہے کہ آپکے مطالبات ایسی بنیادی باتوں سے تعلق رکھتے ہیں جو کہ میرے خیال میں کونسل کے سوا ورکنگ کمیٹی کے ذریعہ سے تبدیل نہیں ہوسکتیں"۔

(۳) اس سے قبل مورخہ ۵، فروری ۱۹۶۳ء کے خط میں آپ نے تحریر کیا تھا کہ :۔

"آپ کے خیالات کی میں قدر کرتا ہوں۔ میں آپکے جذبات اور نظریات سے متفق ہوں اور آپ کی تجاویز اپنے رفقاء کار کے سامنے پیش کر کے صحیح لائحہ عمل مرتب کرنے میں مدد لوں گا"

(۴) ۵ فروری کے خط میں آپ میرے جن خیالات کی تائید کررہے تھے وہ میرے ۲۳، دسمبر ۱۹۶۲ء کے اولین مکتوب میں بایں الفاظ درج تھے :

"جہاں تک میں نے مسلم لیگ کے آئین کا مطالعہ کیا ہے اسمیں یہ شرط روز اول سے موجود ہے کہ فقط مسلمان اس جماعت کے رکن بن سکتے ہیں کسر صرف اتنی ہے کہ آئین کے مفہوم اور منشاء پر عمل بھی کیا جائے۔ اسکی آسان صورت یہ ہے کہ پاکستان مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی اپنی شاخوں کو رکنیت سازی کی مہم کی ہدایات جاری کرتے وقت وضاحت کردے کہ رکنیت سازی کے فارم پر آئین کی شرط اسلام کے متعلق اقرار نامہ بھی شامل ہوگا"۔

(یہاں میں نے مسلمان کی تعریف اور اقرار نامے کا ایک مسودہ اضافہ کیا تھا۔)

(۵) اندریں حالات اگر آپ ۵، فروری کے اپنے مذکورہ بالا خط کے مطابق اب بھی شخصی اور منصبی لحاظ سے میرے خیالات سے متفق ہیں تو فقط ان خیالات کو عملی جامہ پہنانا باقی رہ جاتا ہے۔ آئین میں موجود

Marfat.com

شرط آئین کی وضاحت کرنا ورکنگ کمیٹی کا فریضہ ہے اور بالفرض کونسل سے تائید کروانی لازمی بھی سمجھی جائے تو اس کا مسودہ اور اقرار داد تیار کرنا بہرحال ورکنگ کمیٹی اور جماعت کے عہدیداران کا ہی فرض ہے۔ ورکنگ کمیٹی کی جانب سے قرارداد کا مسودہ منظرِ عام پر آجانے سے رائے عامہ تیار کرنے میں بھی سہولت ہوگی۔

(٦) میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کراتا ہوں کہ مسلمان کی مجوزہ تعریف قبول کرنے کے بعد مسلم لیگ کا اقتصادی پروگرام مساواتِ محمدیؐ کے اسلامی سوشلزم اور آئینی ترمیمات کا خاکہ حاکمیتِ قرآن وسنت کیساتھ فقہ کی وضاحت شامل کر لینے سے عوام کو سمجھانا بہت آسان ہوجائیگا۔ اور اس طرح یہ اعتراض بھی ختم ہوجائیگا کہ پاکستان بن جانے کے بعد مسلم لیگ کا کوئی خصوصی پروگرام باقی نہیں رہا۔ بہرحال اس کام میں تاخیر خلاف مصلحت ہے۔ اگرچہ میں آپ سے متفق ہوں کہ ہر اگلا قدم اٹھانے سے قبل پہلے قدم کا فیصلہ ضروری ہے۔ فقط والسلام مع الاکرام

خاکسار محمد عبدالستار خان نیازی

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی بنام خواجہ ناظم الدین

لاہور

۲۷، اپریل ۱۹۶۳ء

محبی! السلام علیکم

سابقہ خط وکتابت کے حوالے سے ۱۴، اپریل ۱۹۶۳ء کو جو خط میں نے لاہور میں آپ کی خدمت میں پیش کیا تھا اسکی مزید ایک نقل میں اس عریضے کے ساتھ بذریعہ جوابی رجسٹری ارسال خدمت کرتا ہوں۔

لاہور میں آپ کے قیام کے دوران ۱۵، اپریل ۱۹۶۳ء کو آپ سے جو زبانی تبادلہ خیالات ہوا تھا وہ بوجہ آپ کی غیر معمولی مصروفیت کے کسی قطعی نتیجے تک نہ پہنچ سکا۔ میرے اس عریضے کا مقصد یہ ہے کہ آپ ۱۴، اپریل ۱۹۶۳ء کے خط کا رسمی جواب لکھ سکیں۔ نیز آپ متعلقہ تنقیحات کے تمام پہلوؤں پر غور کر کے

Marfat.com

مجھے تحریری طور پر اپنے آخری فیصلے سے مطلع فرمائیں کہ اب اس ضمن میں کیا قدم اٹھا رہے ہیں۔ میں آپ کے آئندہ جواب کی روشنی میں فیصلہ کروں گا۔ کہ مجھے اس کے بعد اس ضمن میں کیا کرنا چاہیئے فقط۔

خاکسار محمد عبدالستار خان نیازی

مولانا عبدالستار خان نیازی بنام خواجہ ناظم الدین

لاہور

یکم، جون ۱۹۶۳ء

محبی! السلام علیکم۔

قبل ازیں میرے خطوط نمبر ایک مورخہ ۱۹۶۳-۴-۱۴، اور نمبر دو مورخہ ۱۹۶۳-۴-۲۷، کا جواب یا رسید تا حال آپ کی جانب سے موصول نہیں ہوا۔ آپ کے اولین مکتوب مورخہ ۱۹۶۳-۲-۵، میں آپ نے میری اس تجویز کو پسند کیا تھا کہ مسلم لیگ کی رکنیت کیلئے مسلمان ہونیکی شرط کی وضاحت مستند طور پر جماعت کی جانب سے ایسے الفاظ میں کر دی جائے جس سے لیگ کے مسلمان اراکین تک محدود ہونیکی متقاضیات جماعت کے آئین، جماعت کے سیاسی پروگرام اور جماعت کے اقتصادی پروگرام کی نسبت معین ہو جائیں۔ اور حریف جماعتوں یا خود جماعت کے اندر تخریبی ذہن کی جانب سے غلط فہمی یا انتشار پھیلانے کی گنجائش باقی نہ رہے۔ چنانچہ میں نے اسی سلسلے میں ایک مجوزہ تعریف کا مسودہ بھی آپکی خدمت میں بھیج دیا تھا اور آپ نے اس مسودہ کو اپنے جماعتی شرکاءکار سے منظور کروانے کی کوشش کا تحریری وعدہ بھی اپنے خط میں شامل کیا تھا۔ پھر آپ کے خط مورخہ ۱۹۶۳-۳-۲۹ میں آپ نے اپنے وعدے پر عملدرآمد میں کچھ مشکلات کا ذکر فرمایا۔ اس کے بعد لاہور میں مورخہ ۱۹۶۳ء-۴-۱۵ کو آپ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے سرے سے اس تجویز میں کوئی دلچسپی لینے سے ہی معذوری کا اظہار کیا تھا۔

اس کے بعد مذکورہ عنوان میں تین خطوط میری جانب سے آپ کی خدمت میں بذریعہ رجسٹرڈ

Marfat.com

پوسٹ روانہ کئے گئے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کی جانب سے پاکستان کونشن مسلم لیگ میں شمولیت کے جس قرطاس رکنیت کا عکس اخبارت میں شائع کیا گیا ہے اسمیں بھی مسلمان ہونے کی شرط بدستور شامل ہے۔ اندریں حالات وطن اور ملت کی مصلحت کا تقاضا ہے کہ ''مسلمان کی تعریف'' کی بنا پر آئندہ جماعتی تشکیل و تنظیم اور سیاسی واقتصادی پروگرام متعین کرتے سے متعلق آپ کی خدمت میں میری گزارشات اوران گزارشات کی بابت آپ کا آخری اور قطعی فیصلہ استفادہ عام کیلئے شائع کردیا جائے۔

میں یہ خط آپ کی خدمت میں اس غرض سے روانہ کررہا ہوں کہ اگر سابقہ خطوط میں آپکا زاویہ نگاہ بحیثیت صدر کونسل مسلم لیگ پورے طور پر واضح نہیں ہو چکا تو اب آپ مجھے ایک مفصل خط اس موضوع پر اپنے اور اپنی جماعت کے حتمی موقف سے آگاہ کرنے کیلئے لکھ دیں تاکہ میری اور آپکی اس مراسلت کو شائع کرتے وقت آپ کا یہ سوچا سمجھا آخری فیصلہ بھی ساتھ ہی شائع ہوسکے اور فریقین کی رائے کے متعلق کسی قسم کی غلط فہمی کا امکان نہ رہے۔

موضوع کی اہمیت کے پیش نظر میں سمجھتا ہوں کہ آپ یہ زحمت گوارا کرنے میں مزید تاخیر نہ کریں گے۔ بہر حال میں یہ خط بذریعہ جوابی رجسٹری ہوائی ڈاک آپ کی خدمت میں ارسال کررہا ہوں اور اگر جوابی رجسٹرڈ رسید موصول ہو جانے کے سات دن بعد تک مجھے آپ کا کوئی جواب موصول نہ ہوا یا آپ نے بذریعہ تار مجھے یہ اطلاع نہ دی کہ آپ جماعتی مشورے کے بعد کسی مدت معینہ کے اندر مجھے یہ جواب بھیج رہے ہیں تو میں اس خاموشی کو آپکی جانب سے مراسلت کی موجودہ شکل میں اشاعت کی اجازت سمجھنے میں حق بجانب تصور کرونگا۔ فقط

خاکسار محمد عبدالستار خان نیازی

Marfat.com

خواجہ ناظم الدین بنام مولانا محمد عبدالستار خان نیازی

از دفتر پاکستان مسلم لیگ، ۲۸۰ نیو اسکائن روڈ ڈھاکہ اے۔۲

۹، جون ۱۹۶۳ء

مکرمی ومحترمی نیازی صاحب

السلام وعلیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

آپ کا مورخہ یکم جون کا مراسلہ موصول ھوا۔ آپکی مذکورہ تجویز کے متعلق آپ سے لاھور میں بالتفصیل بات چیت ہوئی تھی۔اس سے مزید کوئی فیصلہ مجھ سے نہیں ہوسکتا۔ وہ صرف نئی کونسل ہی سے ہوسکتا ہے۔

آپ کا مخلص خواجہ ناظم الدین

Marfat.com

مولانا مودودی

مولانا مودودی (۱۹۷۹ء۔۱۹۰۳ء) حیدرآباد دکن (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔حصول تعلیم کے بعد کئی ایک پرچوں میں کام کرتے رہے۔۲۵، اگست ۱۹۴۱ کو جماعت اسلامی کی بنیاد رکھی اور پھر تادم واپسیں سوادِاعظم سے ہٹ کر اپنے مخصوص مذہبی اور سیاسی نظریات کا پرچار کیا۔

مولانا مودودی نے تحریک پاکستان اور مسلم لیگ کی مخالفت کی۔اُن کی نظر میں مسلم لیگ کے ایک ادنیٰ کارکن سے لیکر حضرت قائداعظمؒ تک کوئی بھی صحیح مسلمان نہ تھا۔چنانچہ انہوں نے اپنا سارا زور قائداعظم اور مسلم لیگ کے خلاف صرف کر کے کانگرس کو فائدہ پہنچایا اور پاکستان کو ''ناپاکستان'' کہہ کر یاد فرمایا۔

قیام پاکستان کے بعد بھی اُن کا طرزِعمل ایسا ہی رہا۔جہاد کشمیر کے خلاف فتویٰ دیا، ہر دور میں اپنی انفرادی رائے قائم کر رکھی۔۱۹۶۳ء میں مجاہد ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی نے ''پاکستانی ملت وشہریت کی رکنیت میں امتیاز کیلئے مسلمان کی تعریف کی ضرورت'' کے موضوع پر مختلف علماء کرام اور ماہرین قانون سے خط وکتابت کی تو مولانا مودودی سے بھی رابطہ قائم کیا۔ملاقاتیں کیں اور خط وکتابت کے ذریعے'' مسلمان کی تعریف'' کے سلسلہ میں ان کی رائے چاہی۔ذیل میں مجاہد ملت مولانا نیازی کے مدبرانہ اور مولانا مودودی کے ------خطوط ملاخطہ فرمائیں اور فیصلہ کریں کہ مجاہد ملت اپنے خطوط کے جواب میں مولانا مودودی سے کیا چاہتے تھے اور مولانا نے جواب میں کیا لکھا۔

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی بنام مولانا مودودی

لاہور

۲، جنوری ۱۹۶۳ء

محبی! السلام علیکم۔متحدہ قومی جمہوری محاذ کی تشکیل کے متعلق آپ کے اخباری بیانات سے اس مسئلہ میں آپ کی دلچسپی کا علم ہوا۔محاذ کے قیام کی بڑی وجہ بنیادی حقوق کی بحالی، آئین

Marfat.com

میں مطلوبہ ترامیم اوراحیاء جمہوریت بیان کی جاتی ہے۔موجودہ برسراقتدار افراد اور حامیانِ محاذ کے مابین اختلافات کو طے کرنے کیلئے بنیادی سوال یہ پیدا ہو چکا ہے کہ اگر تصفیہ باہم افہام وتفہیم اور صلح وآشتی سے بغیر کسی تصادم، بغیر نقص امن اور بغیر ملی انتشار کے ہونا ہے تو جانبین میں کون سی اقدار واصول مشترک ہیں۔

یہ فوق الاحزاب (سیاسی پارٹیوں سے بالاتر) فوق الآئین بلکہ فوقِ مملکت، اور فوق الوطنیت اقدار واصول، پاکستان میں اسلام ہی مہیا کرسکتا ہے۔مطالبہ پاکستان اور دوقومی نظریہ کی اساس بھی اسلام ہی تھا۔نیز آئندہ پاکستان میں املاک ودولت، اقتدار وعدل، حق وباطل، خوشحالی وکامیابی اور علم وتعلیم کے قومی تصورات بھی فقط اسلام سے ہی اخذ ہو سکتے ہیں۔پھر کیا وجہ ہے کہ اسلام آج تک پاکستان میں اساسی منشور اور آئین کی رسمی حیثیت حاصل نہیں کرسکا۔؟ ۱۹۴۹ء کی قرارداد مقاصد میں یہ اعلان قطعی الفاظ سے شامل نہ تھا۔۱۹۵۴ء کے مسودہ آئین سے بھی یہ مسئلہ تسلی بخش طور پر طے نہیں ہوا۔۱۹۵۶ء کا آئین بھی یہ منشاء پوری نہ کرسکا اور اب ۱۹۶۲ء کے آئین سے بھی یہ کمی پوری نہ ہوئی۔اس کوتاہی کی بڑی وجہ یہ تھی کہ قرآن وسنت کو پاکستان میں اساس حجت تسلیم کرلینے کے باوجود فقہ کو اساس حجت میں شامل نہ رکھا گیا۔اس طرح نص کو تفسیر بالرائے سے مسخ کرنے اور تحریف مطالب کے راستے کھل گئے۔جب کبھی پاکستان کی تاریخ لکھی گئی تو وہ تحریکات ہمیشہ اساسی حیثیت سے یاد کی جائیں گی۔پہلی تحریک، تحریک قیام پاکستان تھی جو فروری ۱۹۴۸ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کو منتشر اور منقسم کرکے ختم ہوگئی۔دوسری تحریک ''تحریک تحفظ ختم نبوت'' تھی جو ۱۹۵۳ء میں ''منیر رپورٹ'' پر منتج ہوئی۔دنیا کی تمام عظیم الشان تحریکات کی مانند ان دونوں تحریکات میں بھی افتراقی، اعتزالی، تحریفی اور انحرافی عناصر کی ریشہ دوانیاں مقصد حقیقی کو نقصان پہنچانے کا باعث ہوئیں۔لیکن ہر منصف مزاج محقق یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ دونوں تحریکات کا مقصد عصر حاضر میں اسلام اور کفر کے مابین اجتماعی تمیز تھا۔اسلامی معاشرہ کے کلیدی مراکز نفوذ سے منافئ اسلام اثرات کو ناپید کرنا تھا۔

اب آپ متحدہ قومی جمہوری محاذ کے ذریعے بحالیء جمہوریت، تردیج بنیادی حقوق اور ترمیم آئین کی جو کوشش کرنا چاہتے ہیں اسکی غایت مقصود بھی ان اصولوں کو متعین کئے بغیر ممکن ہی نہیں جن سے

Marfat.com

اختلاف کرنے والے دشمنِ پاکستان کی سزا کے مستحق ہیں۔ اور جن اسلامی اصولوں کے اقرار کا ارباب اقتدار اور تمام سیاسی قائدین اور جماعتیں یکساں دعوٰی کرتی ہیں۔

میں اس ضمن میں تجویز کرتا ہوں کہ متحدہ جمہوری محاذ کے ہر رکن کیلئے مندرجہ ذیل اعلان کا اقرار شرط لازم قرار دیا جائے۔ مجوزہ اعلان یہ ہے:۔

''میں فلاں بن فلاں سکنہ فلاں صدق دل سے اقرار و اعلان کرتا ہوں کہ میں زندگی اور آخرت کے ہر پہلو پر اور ہر قسم کے مسائل میں حضور خاتم الانبیاء والمرسلین ﷺ کی تعلیمات سے متعلق ہر اختلاف میں سلف صالحین کے اجماع کو قبول کرتا ہوں اور صلف صالحین کے اعتماد و مسلک کی بابت ہر مسئلہ میں اجماع امت اور فقہائے ملت کے اجماعی فیصلہ کی غیر مشروط اطاعت کرتا ہوں۔''

اگر آپ اس مجوزہ عبارت کے الفاظ یا مفہوم میں کوئی ترمیم ضروری سمجھیں تو مجھے مطلع فرمائیں ورنہ اتفاق رائے سے ممنون کریں۔

خاکسار محمد عبدالستار خان نیازی

مولانا مودودی بنام مولانا محمد عبدالستار خان نیازی

ذیلدار پارک اچھرہ۔ لاہور

۲۱، جنوری ۱۹۶۳ء، ۲۴، شعبان ۱۳۸۶ ہجری

مکرمی و محترمی۔۔۔۔ السلام وعلیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

میرے نزدیک اسلام کے نام سے جو غلط مبحث اس ملک میں برپا ہے وہ تعمیر پاکستان کیلئے کوئی کارآمد اور نتیجہ خیز پروگرام کبھی نہ بننے دیگا۔ مختلف لوگوں نے اپنا ایک تصور اسلام بنا لیا ہے اور اسلام کو پاکستان کا بنیادی نظریہ حیات تسلیم کرنے کے بعد وہ اپنے اس مخصوص تصور کو روبعمل لانیکی کوشش کرتے ہیں۔ اس طرح ذہنی اختلافات جو پہلے دینی یا لادینی نظریئے کو ریاست کی بنیاد قرار دینے کی شکل میں رونما تھا اس نے اب دوسری شکل اختیار کر لی ہے اور اس اختلاف کی موجودگی میں کوئی تعمیری پروگرام بنانا

Marfat.com

اور چلانا سخت دشوار ہے۔ اب ضرورت ہے کہ اس غلط بحث کو ختم کیا جائے اور ملک میں واضح نظریات کی بنیاد پر تحریکیں اور جماعتیں منظم ہوں۔ وہ جماعتیں جو خلط ملط نظریات کے حامل لوگوں پر مشتمل ہونگی اس ملک میں اب کوئی تعمیری خدمت انجام نہیں دے سکتیں۔ جو لوگ لادینی (سیکولرزم) کے حامی ہیں انہیں صاف صاف اس نظریہ کا اظہار کرنا چاہیے اور اسلام کے نام سے دھوکا دینا چھوڑ دینا چاہیے۔ وہ لادینی کے نام پر لوگوں کو پکاریں اور جو اس نام پر انکی طرف آئیں انہیں اپنے گرد جمع کرلیں۔

نیز اسی طرح جو لوگ جمہور مسلمین کے اسلام سے مختلف اپنے کسی الگ اسلام کے قائل ہیں وہ صاف صاف بتائیں کہ ان کا اسلام کیا ہے اور جو اس اسلام کے قائل ہوں وہ ان کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں۔ ان دونوں گروہوں سے الگ جو جماعتیں جمہور مسلمین کے اسلام کی قائل ہیں انہیں یہ صاف کہنا چاہیئے کہ وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ علی صاحبہا السلام اور اجماع امت کو مانتی ہیں۔ اور محمد ﷺ کے سوا کسی دوسری ہستی کی تعلیمات کو مرجع ہدایت اور ماخذ شریعت تسلیم نہیں کرتیں اور یہ کہ ان کے دائرے میں کسی ایسے شخص کی گنجائش نہیں ہے جو اس عقیدے کا قائل نہ ہو۔ ان مؤخر الذکر جماعتوں کے درمیان اگر سردست وحدت نہ ہو تو کم از کم اتحاد ہونا چاہئیے اور انہیں ایک دوسرے سے تعاون کرنا چاہئیے ....

مزید برآں بعض مسائل ایسے بھی ہو سکتے ہیں جو مشترک مفاد سے تعلق رکھتے ہوں اور ان میں مقدم الذکر تینوں گروہوں کے درمیان کسی مفاہمت کی بنیاد پر ان مخصوص مسائل کی حد تک تعاون ہو۔ ایسی صورت میں جو مفاہمت بھی کی جائے وہ واضح بنیادوں پر ہونی چاہیے اور اس کی تصریح ہونی چاہئیے کہ اشتراک عمل کسی غرض کیلئے کس حد تک ہے۔

خاکسار ابوالاعلیٰ

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی بنام مولانا مودودی

لاہور

۲، جون ۱۹۶۳ء

محبی۔ السلام وعلیکم: قبل ازیں آپ ایک حالیہ ملاقات میں مجھے زبانی

Marfat.com

اجازت دے چکے ہیں کہ آپ نے میرے مکتوب مورخہ ۱۹۶۳-۱-۲ کے جواب میں ۱۹۶۳-۱-۲۱ کی موجودہ سیاسی حالت کی اصلاح کیلئے ''مسلمان کی تعریف'' متعین کرنیکی آئینی، قانونی، اقتصادی اور سیاسی اہمیت پر جو مراسلہ لکھا تھا اسے افادۂ عام کیلئے شائع کر دیا جائے۔ میں یہ عریضہ اسی زبانی اجازت کی رسمی تصدیق کیلئے ارسال کر رہا ہوں تاکہ آپ کا یہ اجازت نامہ بھی مراسلت کے ساتھ شائع کر دیا جائے۔ فقط

والسلام

خاکسار محمد عبدالستار خان نیازی

مولانا مودودی بنام مولانا محمد عبدالستار خان نیازی

ذیلدار پارک، اچھرہ۔ لاہور۔ پاکستان۔ حوالہ نمبر ۶۳-۶-۷-۱۸۵۲۔

مورخہ ۱۵، محرم الحرام ۱۳۸۲ھ۔ ۷، جون ۱۹۶۳ء

محترمی ومکرمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنائت نامہ ملا۔ آپ کے مکتوب مورخہ ۲، جنوری کے جواب میں ۲۱، جنوری کو جو خط میں نے بھیجا تھا۔ آپ اسے اپنے مکتوب کے ساتھ جب چاہیں شائع کر سکتے ہیں مجھے اسپر کوئی اعتراض نہیں۔ والسلام۔

خاکسار ابوالاعلیٰ

Marfat.com

راجہ صاحب محمود آباد

راجہ امیر احمد خان آف محمود آباد (۱۹۷۳ء-۱۹۱۴ء) ریاست محمود آباد (لکھنو، یوپی، انڈیا) میں پیدا ہوئے اور لندن میں وفات پائی۔

راجہ صاحب کو اردو، فارسی، عربی اور انگریزی زبان پر عبور حاصل تھا۔ تاریخ، فقہ اور حدیث سے بھی بے انتہا لگاؤ تھا۔

راجہ صاحب نے ۱۹۳۶ء میں قائداعظمؒ کے حکم پر مسلم لیگ میں شمولیت کی اور پھر سرگرمی سے حصہ لیا۔ ۱۹۳۷ء میں لکھنو کے تاریخ ساز اجلاس میں مسلم لیگ کے خازن منتخب ہو کر ۱۹۴۷ء تک اس عہدے پر فائز رہے۔ راجہ صاحب نے تحریک پاکستان میں اور مسلم امت کے اتحاد کیلئے گرانقدر خدمات انجام دیں۔ قیام پاکستان کے بعد ہر دور میں انہیں وزارت و سفارت کی پیشکش کی گئی مگر آپ نے قبول نہ کیا اور بے لوث خدمت انجام دیتے رہے۔ آخر وقت لندن کے اسلامک سینٹر کے ڈائریکٹر تھے۔

مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی سے راجہ صاحب کا تعارف مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے سلسلہ میں ہوا۔ ۱۹۴۱ء میں راجہ صاحب آل انڈیا مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے صدر تھے اور نیازی صاحب اس تنظیم کی جڑیں پنجاب میں مضبوط کر رہے تھے۔ اسی سلسلہ میں ہر دو قائدین کی خط و کتابت ہوتی رہی اور ملاقاتیں بھی ہوئیں۔ دونوں کے تعلقات بہت گہرے اور اخلاص پر مبنی تھے۔

ہمیں طرفین کا صرف ایک ایک خط ہی مل سکا ہے جو تاریخی اعتبار سے خاصے کی چیز ہے۔ پڑھیے اور دونوں حضرات کی سوچ، فکر اور گہری نظر کی داد دیجیے۔

Marfat.com

راجہ صاحب محمود آباد بنام مولانا عبدالستار خان نیازی

قیصر باغ لکھنو

۶، اکتوبر ۱۹۴۱ء

نیازی صاحب۔ تسلیم

مسلم سٹوڈنٹس کے متعلق جو رپورٹ آپ نے مجھے ارسال کی، موصول ہوئی۔ شکریہ۔

میں انشاءاللہ ۲۵، اکتوبر کو دلی پہنچونگا اور وہاں اگر آپ بھی تشریف لائے تو اس مسئلہ پر خود قائداعظم کے سامنے گفتگو ہوگی۔

فی الحال اگر آپ اجازت دیں تو اس خط کی ایک نقل نعمان صاحب (علی گڑھ یونیورسٹی) کو بھی بھیج دی جائے

ہمارا پاکستان ڈیپوٹیشن بھی نومبر کے اگلے ہفتہ میں پنجاب آئیگا۔

(اگر اور ممبروں کو فرصت ہوئی)

مخلص

امیر احمد خان

مولانا عبدالستار خان نیازی بنام راجہ صاحب محمود آباد

سیلمان بلڈنگز، دل محمد روڈ لاہور

۱۱، اکتوبر ۱۹۴۱ء

مکرمی ومحترمی راجہ صاحب دام فیوضکم

السلام علیکم۔ آپ کا ۶، اکتوبر کا محررہ نوازش نامہ آج موصول ھوا۔ میں نے آپکی خدمت میں جو کوائف تحریر کیے تھے اس کا مفہوم نعمان صاحب کو بھی لکھ دیا تھا، لیکن اس خیال سے کہ نعمان صاحب سیشن کی تیاری میں علی گڑھ تشریف نہیں رکھتے صرف آپکے جواب کی توقع تھی۔ سوالحمد وللہ! آپ کی جانب سے

Marfat.com

جواب موصول ہو گیا۔ یاددہانی کے طور پر نعمان صاحب کو بہ معرفت صدر مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن ناگپور ایک خط تحریر کر دیا ہے۔ امید ہے وہ بھی عنقریب اس رپورٹ کے بارے میں اپنی رائے سے مطلع کریں گے۔ محمد ذوالنورین صاحب کو بھی کمیٹی سے متعلقہ مسئولات کی بابت ایک خط تحریر کیا ہے۔

تعمیری پروگرام کے سلسلہ میں بے شمار امور پر آپ سے تبادلۂ خیالات کرنا ضروری ہے۔ یہاں پر ہمیں جس قدر تعویقات پیش آ رہی ہیں وہ ختم ہونے میں نہیں آتیں۔ لیکن میں اس امتحان میں بھی خاص اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہی دیکھتا ہوں کہ بڑھتا ہے ''ذوق گناہ'' یاں ہر سزا کے بعد: کے مصداق ہماری سرگرمیاں جو ''اسلامی سیاست کے اجارہ دار'' طائفہ کے نزدیک بمنزلہ ''اثم مبین'' کے ہیں۔ دن بدن طوفانی تموج پر آ رہی ہیں۔ پنجاب کی ''روح خبیث'' (سر سکندر حیات) نے حتی الوسع کوشش کی ہماری تنظیم میں انحلال و انتشار کے سامان پیدا کر دے لیکن اس آزمائش میں بھی ''جو صابرین'' کا گروہ ہے وہ پوری شدت و استقامت کے ساتھ اپنے نصب العین پر جما ہوا ہے۔ میں آپ سے ''پاکستان رورل پروپیگنڈا کمیٹی'' کا زاویہ نگاہ بیان کر رہا ہوں۔ فیڈریشن کا معاملہ ابھی تک کشمکش حیات کے ہچکولے لے رہا ہے۔

یہاں کی طاغوتی طاقت کے پاس ایک حربہ تھا جو ہماری بدقسمتی سے میاں بشیر احمد صاحب جیسے مرنجان مرنج اور عافیت کوش بزرگ کی صورت میں ہر وقت ان کے ''بے پناہ اقتدار'' کے سامنے سجدہ ریز ہو سکتا تھا۔ میری جانب سے ''ناقابل تسخیر محاذ'' دیکھ کر انہوں نے ''چور دروازے'' سے نقب زنی کی سعی جاری کر دی۔ میاں صاحب ہماری ''ہنگامہ پروری'' کی تمازت سے برگشتہ ہو کر کراچی تشریف لے گئے تھے۔ یکم کو واپس تشریف لائے ہیں۔ انہوں نے خدا جانے ''ڈیفنس کونسل''، ضمنی انتخابات اور دورہ دیہات میں ہمارے انتہا پسندانہ رویہ کو ناقابل عفو جرم گردانتے ہوئے یا ان ''دیوانوں'' کو جنہوں نے خاص اس سیاسی بحران میں انجام و عواقب سے بے پرواہ ہو کر وزارت پنجاب کو ''دعوت مبارزت'' دی تھی مسلم طلبہ کیلئے ''مفسدہ پرداز عنصر'' خیال کرتے ہوئے میرے سامنے اپنا حتمی ارادہ ظاہر کیا کہ ''میں پاکستان کمیٹی کو توڑتا ہوں۔ آپ لوگوں کو دیہات کے دورے منسوخ کر کے تعلیم بالغاں پر اپنی تمام تر توجہات کو مرکوز کر دینا چاہیے۔ نیز اردو ہندی کی جنگ میں ''اردو'' کو اغیار کی دستبرد سے بچانا چاہیے،، میں نے جواب دیا: مکرمی! ان ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ ''پاکستان'' کی نشر و اشاعت کی مفوضہ

Marfat.com

داری تو سرخیل کی حیثیت رکھتی ہے، کمیٹی کو آپ نہیں توڑ سکتے۔ نیز جب قائداعظم ہمارے عملی پروگرام سے بیحد مسرور ہیں تو آپ کو قائداعظم کے انقیاد قیادت کا خیال رکھتے ہوئے ان کے لگائے ہوئے پودے کا استیصال نہیں کرنا چاہئے۔

چونکہ میاں صاحب اور مجلس عاملہ کا قیام تمام کا تمام بغیر انتخاب کے وجود میں آیا ہے۔ اور پرجوش نوجوانوں کی جماعت ان کو یونینسٹ کا ایجنٹ سمجھتی ہے۔ اس لئے انہوں نے ماہ رمضان کے ایک ہفتہ بعد اپنی قائم کردہ ایک برانچ اور لاہور کے ڈیڑھ سو ممبران کی مدد سے جن میں اکثر و بیشتر عہدہ دار اور کئی مجالس ماتحت کے عہدہ دار و اراکین ہیں، الیکشن کا ڈھونگ کھڑا کیا ہے تاکہ ''اخباری'' اعلان انتخاب کے بعد اس کمیٹی کو لعدم ٹھہرایا جائے۔ خیر یہ تو محض خیالی تصورات ہیں۔ میرا تو ایمان ہے کہ

ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند۔

خطرہ یہ ہے کہ فیڈریشن پھر رجعت پسندوں کے ہاتھ میں نہ چلی جائے اور پھر کانگرسی عنصر کی مخالفت کے ساتھ ساتھ یونینسٹ عنصر کا مقابلہ بھی کرنا پڑے۔ دوسرا گروہ اس طرز انتخاب کو تسلیم نہیں کرتا۔ اس کی تجویز یہ ہے کہ پہلے برانچز قائم کی جائیں، عام ممبر بھرتی کئے جائیں اور ڈیڑھ دو ماہ کے وقفہ کے بعد انتخاب کیا جائے لیکن عملاً میاں صاحب اس کے خلاف کر رہے ہیں۔ مجھے میاں صاحب نے خاص اس سلسلہ میں اپنے طریق انتخاب کے ساتھ موافقت کے لئے کہا ہے لیکن میں ابھی تک غیر جانبدار ہوں بہر حال میاں صاحب کو تمام اعتراضات بتا دئے ہیں۔ میں اپنی رائے آپ کے مشورہ تک محفوظ رکھتا ہوں۔
۲۵۔ اکتوبر کو انشاء اللہ آپ سے ملاقات ہوگی۔ ''پاکستان ڈیپوٹیشن'' کے سلسلہ میں بھی بعض اہم امور پر اپنی کمیٹی کی جانب سے سفارشات پیش کرونگا۔ ماہ رمضان کے بعد کمیٹی کا پروگرام از سرنو شروع ہو جائیگا۔ آپ نعمان صاحب کو میرے خط کی نقل روانہ کر سکتے ہیں۔

والسلام

محمد عبدالستار خاں نیازی

Marfat.com

میاں محمود علی قصوری

میاں محمود علی قصوری (۱۹۱۰ء ۱۹۸۷ء) پاکستان کے نامور قانون دان، سیاستدان اور بائیں بازو کے نظریات کے مبلغ تھے۔ تمام زندگی اپوزیشن میں رہے اور جمہوریت کی بحالی کے لئے جدو جہد کرتے رہے۔ ۱۹۷۰ء میں پیپلز پارٹی میں شامل ہو گئے اور لاہور سے ذوالفقار علی بھٹو کی خالی کردہ نشست سے قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ بھٹو حکومت میں مرکزی وزیر قانون بنے مگر جلد ہی اختلافات کی بناء پر مستعفی ہو گئے۔ اور بعد میں پیپلز پارٹی چھوڑ کر تحریک استقلال میں شامل ہو گئے۔ اور پھر تازیست اسی کے ہی ہو رہے۔

جمہوریت کی بحالی کیلئے جو بھی تحریک چلی میاں صاحب اس میں پیش پیش رہے۔ مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی نے جب بھی اسلام دشمن اور جمہوریت دشمن حکومت کو دعوت مبازرت دی اور قید و بند کی صعوبتوں سے نبرد آزما ہوئے تو میاں صاحب نے انہیں قانونی امداد مہیا کی۔ مجاہد ملت نے پاکستان میں مقام مصطفےٰ ﷺ کے تحفظ اور نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کیلئے ہر کسی کو اپنے ساتھ لیکر چلنے کی سعی کی۔ ۱۹۶۳ء میں اسی سلسلہ میں میاں محمود علی قصوری کی کوٹھی پر اجلاس ہوئے اور ان میں دیگر لیڈروں کے علاوہ مجاہد ملت خصوصی طور پر شریک ہوتے رہے۔

اسی سلسلہ میں مجاہد ملت اور میاں صاحب کے درمیان خط و کتابت بھی ہوتی رہی۔ ہمیں طرفین کا صرف ایک ایک خط ہی مل سکا ہے جو نذر قارئین ہے۔ میاں صاحب اور مجاہد ملت کے خطوط پڑھیے اور اندازہ لگایئے کہ مجاہد ملت کے دل میں اسلام کا کتنا درد پنہاں ہے اور وہ اس درد کے درمان کیلئے کس قدر تگ و دو فرماتے رہے ہیں۔

مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی بنام میاں محمود علی قصوری

۹۷۔ سرکلر روڈ، لاہور

۳۔ جون ۱۹۶۳

محبی! السلام علیکم

Marfat.com

مورخہ یکم جون کو نیشنل ڈیموکریٹک فرنٹ کے اجلاس منعقدہ کوٹھی میاں محمود علی قصوری بیرسٹرایٹ لاء فین روڈ لاہور۔ ۵ بجے شام۔ ابتدا اجلاس مندرجہ ذیل قرارداد برائے غوروخوض پیش ہوئی۔

''جمہوریت کی بحالی کا نصب العین ان اسلامی اصطلاحات میں پیش کیا جائے جو فوق ملت، فوق مملکت، اور فوق آئین و حاکمیت ہیں۔ موجودہ حکمران بھی جمہوریت یا اسکی پارلیمنٹری شکل کا انکار کرتے ہیں۔ اسلام کے رسمی انکار کی جرات ان کو بھی ابھی تک نہیں۔ اسلئے جمہوریت کی بحالی کے نصب العین کو مسلمان کی تعریف کی اصطلاح میں پیش کرنا چاہیے۔ پاکستان اسلام کے نام پر قائم ہوا ہے اور مسلمان کی تعریف یہ کہ وہ اقرار کرے کہ:

''میں فلاں ابن فلاں سکنہ فلاں صدق دل سے اقرار واعلان کرتا ہوں کہ میں زندگی اور آخرت کے ہر پہلو اور ہر قسم کے مسائل میں حضور خاتم الانبیاء والمرسلین ﷺ کی تعلیمات کو حتمی و قطعی اور آخری حُجت تسلیم کرتا ہوں۔ حضور ﷺ کی تعلیمات سے متعلق ہر اختلاف میں سلف صالحین کے اجماع کو قبول کرتا ہوں اور سلف صالحین کے اعتقاد و مسلک کی بابت ہر مسئلہ میں اجماع امت اور فقہائے ملت کے اجماعی فیصلے کی غیر مشروط اطاعت کرتا ہوں''۔

اس لئے پاکستان کے آئین کی ہر شق مسلمان کی اس تعریف کے ماتحت مرتب ہونی چاہیے لہذا اجماع امت کا جو مفہوم اس تعریف سے اخذ ہوتا ہے اسے ملک کے تمام متنازعہ فیہ مسائل حل کرنے کا آخری اختیار ہے۔

اس کی عملی شکل یہ ہے کہ ملک کے تمام سیاسی مکاتیب فکر ایک مدت معینہ کے اندر اپنے موقف کو اسلامی فقہ کے ماتحت ملک کی رائے عامہ کے سامنے واضح کریں اور پھر استصواب رائے عامہ سے آخری فیصلہ کرلیا جائے۔ اس حل کے نفاذ کیلئے نہ کسی سیاسی منشور کی حاجت ہے کہ کسی سیاسی تنظیم اور نہ کسی سیاسی لیڈر کی۔ اسلام کے فقہی اصول اجماع کے ماتحت ہر مکتب فکر اپنے دینی فرض کفایہ کو ادا کرتے ہوئے اپنے مذہبی اعتقادات مساجد کے اجتماع اور جلسہ عام میں مذہبی فریضے کے طور پر بیان کرسکتا ہے۔

میں نے اس تجویز کی وضاحت میں ایک مفصل و مشرح تحریری خطاب بھی پڑھا۔ قرار پایا کہ اس تجویز پر دوسرے روز یعنی مؤرخہ 2 جون 1963ء کے اجلاس منعقدہ برمکان میاں محمود علی قصوری

Marfat.com

بیرسٹرایٹ لاء فین روڈ لاہور، ساڑھے سات بجے صبح مزید غور وخوض ہوگا۔ چنانچہ کل کے اجلاس میں مذکورہ بالا تجویز پر تفصیلی بحث ہوئی جسمیں تقریباً تمام حاضرین نے حصہ لیا۔ کافی دیر غور وخوض کے بعد طے ہوا کہ اس قرارداد کی اہمیت کے پیش نظر اسے نیشنل ڈیموکریٹک فرنٹ کی تشکیل کے بعد اولین اجلاس میں زیر بحث لانا ہے۔ اس لئے میری درخواست ہے کہ آپ بحیثیت صدر جلسہ میں میری اس تجویز کو باضابطہ آئیندہ ایجنڈا میں شامل کرلیں۔ اسی مقصد کے پیش نظر عریضہ ہذا میں پوری تجویز درج کردی گئی ہے۔ علاوہ ازیں اس فیصلے کی آپ باضابطہ تصدیق فرماتے ہوئے مجھے مطلع فرمائیں کہ میری اس قرارداد کو نہ تو رد کیا گیا ہے اور نہ قبول۔ بلکہ اس کی اہمیت اور وسعت کے پیش نظر نیشنل ڈیموکریٹک فرنٹ کی تشکیل کے بعد اولین اجلاس میں پیش کرنیکی کی سفارش کی گئی ہے تاکہ میں اپنی تجویز کی بابت احباب و متعلقین اور دیگر متاثرین کو بذریعہ اخباری بیان اپنے موقف سے آگاہ کرسکوں۔

فقط والسلام

مخلص محمد عبدالستار خاں نیازی

میاں محمود علی قصوری بنام مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی

۴۔ فین روڈ لاہور

۸۔ جون ۱۹۶۳ء

محبی مولانا نیازی صاحب!

السلام علیکم! مجھے آپ کا خط ملا۔ اور میں اس بات کی تصدیق کرتا ہوں کہ آپ نے جو چیزیں کراچی کنونشن منعقدہ جنوری ۱۹۶۳ء میں پیش کی تھیں اور جن کا حوالہ آپ نے یکم جون ۱۹۶۳ء کو ایک بار پھر دیا ہے ابھی تک پینڈنگ ہیں۔

مخلص محمود علی قصوری

Marfat.com

سیّد محمد فاروق القادری

سیّد محمد فاروق القادری کی ولادت باسعادت ۱۹۴۶ء میں آستانہ عالیہ شاہ آباد شریف گڑھی اختیار خاں ضلع رحیم یارخاں میں حضرت سیّد محمد مغفور القادریؒ کے ہاں ہوئی۔ آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے عربی (گولڈ میڈلسٹ) ایم اے اسلامیات (گولڈ میڈلسٹ) فاضل فارسی کے امتحانات پاس کیے۔ فاضل درس نظامی کی سند مدرسہ انوار العلوم ملتان اور متخصص عربی ادب، اسلامی یونیورسٹی بہاولپور سے کیا۔

اپنے والد گرامی سے بیعت ہو کر خلافت حاصل کی اور ۱۹۷۰ء میں والد گرامی کی رحلت کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ علم و ادب سے خصوصی دلچسپی ہے ملک کے دینی اور علمی جرائد میں سینکڑوں علمی تحقیقی مضامین چھپ چکے ہیں۔ فاضل بریلوی اور امور بدعت، اردو ترجمہ کشف المحجوب، اردو ترجمہ انفاس العارفین، اردو ترجمہ الطاف القدس شاہ ولی اللہ دہلوی، اردو ترجمہ فتوح الغیب، اردو ترجمہ جامع العلوم امام رازیؒ اردو ترجمہ خلاصۃ المفاخر (جام عرفان) وغیرہ کتابیں زیور طبع سے آراستہ ہو کر شہرت عامہ حاصل کر چکی ہیں۔

لاہور میں زمانۂ طالبعلمی میں قادری صاحب کو مجاہد ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اکثر و بیشتر حاضر ہونے کا موقع ملتا رہا۔ اس دوران انہوں نے مجاہد ملت سے خوب استفادہ کیا۔ اور اب بھی جب کبھی کوئی مسئلہ درپیش ہو مجاہد ملت سے راہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ جیسا کہ اگلے صفحات پر قادری کے خط اور مجاہد ملت کے بزرگانہ، محققانہ، عارفانہ جواب سے ظاہر ہے۔ پڑھیے اور ہر دو حضرات کی علمی گہرائی اور تحقیق کی داد دیجئے۔

سید محمد فاروق القادری بنام مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی

شاہ آباد شریف گڑھی اختیار خاں
ضلع رحیم یارخاں

۸۔ مارچ ۱۹۸۱ء

بخدمت گرامی مجاہد ملت حضرت مولانا عبدالستار خاں نیازی مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی!

Marfat.com

مجھے آپ کی ذات سے جو دیرینہ نیاز مندانہ تعلق حاصل ہے، آپ اس سے بخوبی آگاہ ہیں۔ اور یہ امر بھی جناب والا سے مخفی نہیں کہ شروع سے میرا کسی سیاسی جماعت یا تنظیم سے کبھی کوئی واسطہ نہیں رہا۔ اس لئے توقع ہے کہ جناب والا میری گزارشات کو کسی سیاسی پس منظر میں دیکھنے کی بجائے ملک کے ایک ایسے باشعور شہری کے دل کی آواز سمجھیں گے جو موجودہ صورت حال سے بیحد پریشان اور فکرمند ہے، نیز اسے ملک میں اٹھنے والے طوفانی نظریات اور ایک عام آدمی کی فکروسوچ کے زاویوں سے پوری آگاہی حاصل ہے۔

میرا تجزیہ یہ ہے کہ قیام پاکستان کے بعد سے آج تک قائم ہونیوالی حکومتیں اور جماعتیں قوم کے ساتھ مسلسل مذاق کر رہی ہیں اور افسوس ناک بات یہ ہے کہ اس مذاق میں اب وہ لوگ بھی شریک ہو گئے ہیں جو زندگی بھر معاشی انصاف پر مبنی اسلامی معاشرے کی تشکیل کیلئے جدوجہد کرتے رہے ہیں۔ اب صورت حال یہ ہے کہ لوگ مایوس ہیں اور اگر فوری طور پر انقلابی اصلاحات کے ذریعے زندہ معاشرے کی تشکیل کا عمل شروع نہ کیا گیا تو اندیشہ ہے کہ صدیوں کے فاصلے مہینوں اور دنوں میں طے ہو جائیں گے اور تباہی کا وہ عمل شروع ہو جائے گا جس سے بچنا ممکن نہیں ہوگا۔

یہ انقلابی اصلاحات کب اور کیسے شروع ہوں، اس کے بارے میں سوچنا اور منصوبہ بندی کرنا اصلاً ان جماعتوں اور افراد کی ذمہ داری ہے جو اپنے آپ کو عوامی قیادت کے منصب پر فائز سمجھتے ہیں لیکن میرے خیال میں خواہ اس کا تعلق دائیں بازو سے ہو خواہ بائیں بازو سے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے محروم ہو چکی ہے اور یہ توقع ہی فضول ہے کہ مفاد پرستوں کا یہ گروہ اس خلا کو پر کر سکے گا جو قیادت اور عوام کی سوچ میں واقع ہو چکا ہے اور جو اصل مسائل کی جڑ ہے۔ آخر یہ مذاق نہیں تو اور کیا ہے کہ خلافت پاکستان کا منشور پیش کرنیوالا مولانا عبد الستار خاں نیازی کالعدم جمعیت علما پاکستان میں شمولیت کے بعد نہ تو جاگیرداری اور سرمایہ داری کے خاتمے کی بات کرتا ہے، مزارعت کی حرمت کی بات کرتا ہے نہ فلاحی معاشرے کے قیام کے سلسلے میں بدمعاش صنعتکاروں، جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کی طرف سے ڈالی جانے والی رکاوٹوں کا ذکر کرتا ہے۔

میرے خیال میں یا تو بے عمل مولویوں کی صحبت اس شاہین کی پرواز میں کوتاہی کا سبب بنی ہے یا پھر بڑے بڑے جلسوں نے اس کی انقلابیت پر مضر اثرات ڈالے ہیں اور وہ اس طرح ان جلسوں کو ہی کامیابی کا راستہ سمجھ بیٹھا ہے، حالانکہ آپ ایسا جہاندیدہ اور گرم سرد چشیدہ انسان ''احرار'' کی تاریخی ناکامی اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا ہے۔

Marfat.com

آپ میری اس بات سے یقیناً اتفاق فرمائیں گے کہ اس وقت قوم نہ تو مذہب کی ایسی صورت قبول کرنے پر آمادہ نظر آتی ہے جس میں اس کے معاشی مسائل کا حل نہ ہو اور نہ اسے اس جمہوریت سے کوئی دلچسپی ہے جو اُسے معاشی انصاف مہیا نہ کر سکے۔ یہ درست ہے کہ مذہب کو ابھی حکومت کی کسوٹی پر جانچا نہیں گیا، لیکن تیس سال میں مذہبی جماعتوں اور اشخاص نے عام آدمی کے مسائل سے جس طرح اغماض برتا ہے اور ان کے معاشی مسائل کو کفر اور لادینیت کا نام دیا ہے اس کے بعد وہ کسی خوش فہمی میں مبتلا نہیں بلکہ میں اگر یہ کہوں تو بیجا نہ ہوگا کہ مسلسل محرومیوں نے اس کی سوچ میں انتقام کا زہر بھر دیا ہے اور اب وہ ہر اس نظام کو تہ و بالا کرنے کے درپے ہے جو اس کے پیٹ کے مسئلے کو اہمیت دینے کیلئے تیار نہیں۔

یہ ہے کہ شکم پروری ہی انسان کا مقصد حیات نہیں بلکہ کچھ اور بھی اخلاقی اور روحانی ضروریات ہیں جو انسان کیلئے اہمیت کی حامل ہیں، مگر یہ دلیل اس وقت کارگر ہوگی جب پورا معاشرہ مفلوک الحال یا وسائل کی کمی کا شکار ہو، لیکن اگر صورت یہ ہو کہ ایک انسان تو اپنے اکلوتے بیٹے کو موت کے منہ سے بچانے کیلئے طبیب سے دوائی لینے کی سکت نہ رکھتا ہو اور دوسرا انسان محض تفریح طبع کے طور پر دن میں لاکھوں روپے اڑا رہا ہو۔ آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ایسا معاشرہ کس قسم کی طبقاتی کشمکش کا شکار ہوگا۔

اب نہ تو دائیں اور بائیں بازو کی تقسیم پاکستان کیلئے نقصان دہ رہی ہے۔ اور نہ مجرد مذہب کا نعرہ، یا جمہوریت کا دلفریب راگ، لوگوں کی تسکین کا باعث بن سکتا ہے، اب تو ضرورت ہے کہ اس ملک کو بچانے اور اس ملک میں مذہب کے وجود کو برقرار رکھنے کیلئے دور ملوکیت کے فرسودہ نظام اخلاق و معاملات کے بجائے دور رسالت مآب ﷺ اور عہد خلافت راشدہ کے اسلام کا نقشہ لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے۔ آنحضور ﷺ کے فرمان "نحن معشر الانبیاء لا نورث و لا نورث" کو محض اخلاقی تعلیم یا مسئلہ باغ فدک کے حل کا ذریعہ نہ سمجھا جائے بلکہ اسے پاکستان میں معاشی نظام کے قیام کی بنیاد بنایا جائے اور جس طرح آپ آج سے کئی سال قبل ہمیں "خلافت پاکستان" کے منشور کی تشریح میں، ملکیت مطلقہ کو بطور قارونیت سمجھایا کرتے تھے۔ اب بھر میدان جنگ میں اتریں اور اسلام کی وہ تعبیر پیش کریں جو ملوکیت کی آمد سے پہلے مسلم معاشرہ کا طرہ امتیاز تھی۔ جہاں ایک شخص اس وقت تک مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں بنتا تھا، جب تک وہ اپنے ہمسائے کی ضروریات کو اپنی ضروریات پر نہ ترجیح دے اور جہاں حضرت عمر رضی

Marfat.com

اللہ تعالی عنہ، حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ سے آنحضور ﷺ کا عطا کردہ اراضی کا ٹکڑا صرف اسلئے واپس لیتے نظر آتے ہیں کہ اب حضرت بلالؓ کو اس کی ضرورت نہ رہی تھی۔

اس کی توقع ہمیں صرف آپ سے اس لئے ہے کہ دیگر جماعتوں اور جمعیت علمائے پاکستان کے بیشتر افراد کا حدود اربعہ ہمیں خوب معلوم ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ آپ کی زندگی لوگوں کے چندوں اور نذرانوں پر بسر نہیں ہوئی اور نہ آپ کسی جاگیردار، سرمایہ دار اور صنعتکار کے دستر خوان کو عزیز رکھنے والے انسان ہیں پھر آپ ایک مدت تک ان جاگیرداروں، سرمایہ داروں، عیاشوں اور بدمعاشوں، بدقماشوں، مترفین، ظالمین اور بے عمل مذہبی لوگوں کے خلاف جہاد بھی کرتے رہے ہیں اور آپ کو غریبوں کی مشکلات کا احساس بھی ہے، آپ جانتے ہیں کہ یہاں کا غریب انسان کس قدر مظلوم اور آفت زدہ ہے۔ وہ دیہاتوں میں زمینداروں اور پیروں، اور شہروں میں سرمایہ داروں اور مولویوں کے معاشی، مذہبی اور معاشرتی ظلم کا، نشانہ بنا ہوا ہے۔ تیس سال تک یہ ظلم برداشت کرتا رہا فقط اس لئے کہ روشن صبح کی امید تھی، وہ کبھی جمہوریت کی ٹھنڈی چھاؤں میں جینے کے خواب دیکھتا رہا اور کبھی مذہب کے پاکیزہ محلات میں زندگی بسر کرنے کی آرزوئیں، دل میں پالتا رہا، لیکن ۱۹۷۷ء کی تحریک کے بعد یہاں جمہوریت کے نام لیواؤں، اور مذہب کے علمبرداروں نے جس اخلاقی دیوالئے پن کا ثبوت دیا اور اپنے گھٹیا مفادات کیلئے قوم کی قربانیوں کو جس طرح پس پشت ڈالا، اس نے اسے مایوس کر دیا ہے، وہ سمجھتا ہے کہ جب یہ نظام اسے جینے کا حق دینے کیلئے تیار نہیں تو پھر یہ نظام ہی کیوں رہے۔

ہم تو ڈوبے ہیں صنم تجھ کو بھی لے ڈوبیں گے

حضرت والا! قبل اس کے کہ یہاں کا غریب انسان اپنے دکھوں سے عاجز آ کر خودکشی کرنے پر آمادہ ہو جائے، اور اس خودکشی کیلئے ہتھیار ان لوگوں کو بنائے جو مذہب، شرافت اور اخلاق الٰہی اقدار کے خاتمے کی دعائیں مانگ رہے ہیں۔ اور عملی طور پر سرگرم عمل ہیں۔ کیا ایسا ممکن نہیں کہ آپ مظلوم اسلام کو ناداں دوستوں کے خونی ہاتھوں سے چھین کر اور سیاہ دلوں کے گناہوں کی سیاہی سے اس کے تاریک چہرے کو حقیقت کی روشنی اور عصری تقاضوں کے زیورات سے آراستہ کر کے محروم طبقوں کو مادیت سے بچائیں۔

جیسا کہ آپ کو علم ہے اور مجھے سو فیصد یقین ہے کہ آپ کو اس کا علم ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ

Marfat.com

مذہب کا یہ تصور لے کر نہیں آئے تھے جو آج کے غبی اور بد خصلت انسان ہمارے سامنے پیش کر رہے ہیں بلکہ وہ انقلابی دین آج بھی انسانیت کو انقلاب آشنا کر سکتا ہے، تو پھر کیوں نہ ہم مصلحتوں کے خول سے نکلیں اور مفادات کی دیواروں کو گرا کر اسلام کا رخ تابناک انسانیت پر عیاں کریں۔

ہمیں معلوم ہے کہ اقتدار ہی وہ ذریعہ ہے جو خوبصورت پروگراموں اور انقلابی منصوبوں کو عملی صورت دیکر ان کے مفید نتائج کے سامنے لاتا ہے اور آپ کے پاس اقتدار کی یہ قوت موجود نہیں لیکن اقتدار بھی تو اس صورت میں حاصل ہو گا کہ عوام کی اکثریت آپ کو اقتدار کا اہل، اپنے دکھوں کا مداوا کرنے والا اور اپنا خیر خواہ سمجھے اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ آپ اور آپ کی جماعت عوامی مسائل کی بات کریں، ہم دیکھ رہے ہیں کہ کمیونزم سر پر آ گیا ہے، مگر ہمارے رہنما لوگوں کو وعظ و تلقین کے ذریعے مصروف یا ایک دوسرے کے خلاف الزام تراشی کر کے بیوقوف، بنانے کا کارنامہ سرانجام دے رہے ہیں۔

میری نظر میں جمیعت کی ابتک کوششیں اس لئے اکارت گئیں کہ ہم نے عوام کی ضروریات کا اندازہ لگانے میں غلطی کی اور ملک کے ۸۰ فیصد لوگوں کی سوچ سے آگاہی حاصل کرنے میں ناکام رہے۔

اب اگر ہم اسلام اور پاکستان کے ساتھ بلکہ میں کہوں گا کہ اپنے ساتھ مخلص ہیں، تو ہمیں چاہیے کہ فوری طور پر ان اقدامات کا اعلان کریں، جو برسر اقتدار آ کر جمیت فوری طور پر کرے گی۔ یہ اعلان اور وعدے مولویانہ طرز کے روایتی نعرے نہیں ہونے چاہئیں اور نہ ان کا لہجہ جاگیردارانہ اور سرمایہ دارانہ مفادات کے تحفظ کی غمازی کرتا ہو۔ ہمیں چاہیے کہ ہم خلوص دل کے ساتھ عوامی مسائل کا فہم و ادراک رکھتے ہوئے اسلام کے انقلابی اصولوں کی بالا دستی کا اعلان کریں اور لوگوں سے وعدہ کریں ہم برسر اقتدار آ کر یہ اقدامات پہلے قدم کے طور پر اٹھائیں۔

حضرت! زکواۃ آرڈیننس، قوانین شفعہ اور ایسے دوسرے اقدامات سرے سے اس قوم کے مسائل ہی نہیں، قوم جن مسائل سے دوچار ہے یا اسے جن پریشانیوں کا سامنا ہے پہلے انہیں سمجھنا تو چاہیے، کہ وہ کیا ہیں؟

اب مناسب ہو گا کہ میں اپنی دانست میں ان کم از کم اقدامات کی نشان دہی کروں، جو جمیعت کے منشور، آپ کی پالیسی، تقاریر اور بیانات کی بنیاد بننے چاہئیں، میں ایک عرصے کی سوچ بچار کے بعد اس

Marfat.com

نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اگر ایسا نہ ہوا تو پھر ہمیں کم از کم اس تباہی کا سامنا کرنے کیلئے تیار رہنا چاہیے جو ہم پر نازل ہونیوالی ہے۔ درج ذیل باتیں ایسی ہیں کہ جن کی اہمیت سے آپ کو انکار نہیں ہوگا لیکن میں گزارش کرونگا کہ یہ کسی مصلحت، غفلت اور بعض نا عاقبت اندیشوں کی چرب لسانی اور سیاہ کو سفید دکھانے کی عادت کی بھینٹ نہیں چڑھنی چاہئیں۔

(۱) پورے ملک میں ہر شخص کے پاس صرف اتنی زمین رہنے دی جائے جتنی وہ خود کاشت کر سکتا ہے، غیر حاضر زمینداروں کو ایک مرلہ بھی نہ دیا جائے، مزارعت ممنوع قرار دی جائے۔

اس کیلئے ہمارے پاس قرآن، احادیث، فقہ اور آثار سلف میں مضبوط بنیاد اور دلائل موجود ہیں۔

(۲) بڑی بڑی صنعتوں کے منافع میں مزدوروں کو باقاعدہ حصہ دار بنایا جائے اس کے لئے صرف مالکان پر اعتماد نہ کیا جائے۔

(۳) ہر شخص کی ملکیت میں صرف وہی مکان رہنے دیا جائے جس میں وہ رہائش پذیر ہے، باقی ضرورت مندوں میں تقسیم کئے جائیں۔

(۴) تمام رشوت خور، بدمعاش اور ظالم افسروں کو یکسر نکال دیا جائے ان کی جگہ عوام میں سے اچھی شہرت کے حامل لوگ چاہے وہ معمولی تعلیم یافتہ کیوں نہ ہوں تعینات کیئے جائیں۔

(۵) پولیس کے موجودہ محکمے کے اہلکاروں کی اصلاح ممکن نہیں ہے ان کے ذہن مسخ ہو چکے ہیں۔ یہ محکمہ بالکل متوازی انداز سے قائم کیا جائے جس کے اہلکاروں کو تعلیم، تربیت اور انداز تفتیش وغیرہ پولیس کے لوگ نہیں بلکہ معزز اور اسلامی ذہن رکھنے والے لوگ سکھائیں۔

(۶) ملک میں خوراک کی اشیاء کا راشننگ سسٹم فوراً ختم کر دیا جائے۔

(۷) علاج معالجہ، تعلیم، اور وسائل رزق میں درجہ بندی اور تفاوت ختم کیا جائے۔

Marfat.com

یہ ہیں وہ کم از کم اقدامات جن کے بغیر پاکستان میں ہر تجویز اور اسکیم صرف نقش بر آب ثابت ہوتی رہیگی۔

مجھے توقع ہے کہ جناب والا میری گزارشات پر ٹھنڈے دل اور ہمدردی سے غور فرمائیں گے، اگر میرے اس خط میں لفظی طور پر کہیں تلخی آ گئی ہو تو اسے گستاخی کی بجائے میرے دل کے کرب اور اضطراب پر محمول فرمائیں گے۔

مجھے امید ہے کہ جناب والا مجھے ضرور اس خط کا جواب عنائت فرمائیں گے، تاہم اس خط کے بعد میں اپنے آپ کو اس بارے کچھ ہلکا محسوس کر رہا ہوں جسے میں اپنے لئے ناقابل برداشت پا رہا تھا۔

والسلام

نیاز آگین

سیّد محمد فاروق القادری ایم اے
شاہ آباد شریف گڑھی اختیار خان
ضلع رحیم یار خاں حال لاہور

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی بنام سیّد محمد فاروق القادری

(مولانا نیازی کا یہ تحقیقی اور تاریخی خط بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ حضرت مجاہد ملت نے یہ علمی، ادبی اور فکری شہ پارا کس تاریخ کو سپردِ قلم کیا۔ مکتوب الیہ صاحبزادہ سید محمد فاروق القادری صاحب سے بھی تاریخ کا انکشاف نہیں ہو سکا۔ انکا خیال ہے کہ یہ خط وسط ۱۹۸۱ء میں لکھا گیا ہے۔ بہر حال ہم یہ نادر خط ''اسلام کا تصورِ ملکیت'' مرتبہ سید ارشاد احمد عارف مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء صفحہ ۱۶ تا ۶۳ سے نقل کر رہے ہیں (قصوری)

۱۱ جون ۱۹۸۱ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عزیز گرامی قدر جناب صاحبزادہ صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ آپکا تفصیلی خط ایک عرصہ پہلے ملا تھا۔ یہ خط جہاں سنجیدہ غور وفکر کا متقاضی تھا وہاں آپ کے حساس دل کی پوری ترجمانی کرر ہا تھا۔ میں قومی اور ذاتی مصروفیات کے باعث آپکے خط کا جواب جلدی نہ دے سکا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ میں آپکے سوالات کے بارے میں اپنا تفصیلی نقطہ نظر پیش کرنا چاہتا تھا۔

آپ نے میرے بارے میں جن خیالات کا اظہار کیا ہے اس پر شکریہ ادا کرنا ضروری یہ سمجھتا ہوں۔ آپ نے اپنی عملی بصیرت، فطری ذہانت اور ملکی وملی مسائل پر صحت مند سوچ کے باوصف جو نکات اٹھائے ہیں وہ واقعی سنجیدہ غور وفکر کا تقاضا کرتے ہیں لیکن آپ کے پرخلوص جذبات اور احساسات کے باوجود میں یہ عرض کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ملکی وملی مسائل کے بارے میں بہت زیادہ ذکی الحس ہونے کے بجائے وہ راہ اختیار کرنی چاہیے جو قابل عمل ہو۔

اصولی طور پر آپ نے جو نکات اٹھائے ہیں حرف بحرف ان سے متفق ہوں اور آپ جانتے ہیں کہ میری ساری زندگی اسی نصب العین کے حصول کی جدوجہد میں گزری ہے، آپ نے اپنے خط کے آغاز میں اس امر پر افسوس کا اظہار کیا ہے کہ ''قیام پاکستان کے بعد سے اب تک قائم ہونیوالی حکومتیں اور جماعتیں قوم کے ساتھ مسلسل مذاق کر رہی ہیں اور افسوسناک بات یہ ہے کہ اس مذاق میں اب وہ لوگ بھی شریک ہو گئے ہیں جو زندگی بھر معاشی انصاف پر مبنی اسلامی معاشرے کی تشکیل کیلئے جدوجہد کرتے رہے ہیں'' میں آپ کی اس بات کو بطور کلیہ تسلیم کرنے کو تیار نہیں کیونکہ نہ صرف یہاں محب وطن افراد کا ایک گروہ ہمیشہ عوامی امنگوں اور خواہشات کے مطابق کام کرتا رہا ہے بلکہ اب بھی معاشی انصاف پر مبنی ... کی تشکیل کیلئے سرگرم عمل ہے۔

آپ کی یہ رائے بالکل صحیح ہے کہ ''فوری طور پر انقلابی اصلاحات کے ذریعے زندہ معاشرے کی تشکیل کا عمل شروع نہ کیا گیا تو اندیشہ ہے کہ صدیوں کے فاصلے مہینوں اور دنوں میں طے ہو جائیں گے اور تباہی وہ عمل شروع ہو جائے گا جس سے بچنا ممکن نہیں ہوگا۔

Marfat.com

آپ کا خیال ہے کہ "موجودہ قیادت" خواہ اس کا تعلق دائیں بازو سے ہو یا بائیں بازو سے، سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے عاری ہو چکی ہے۔اور یہ توقع فضول ہے کہ مفاد پرستوں کا یہ گروہ اس خلا کو پر کر سکے گا جو قیادت اور عوام کی سوچ میں واقع ہو چکا ہے۔اور جو اصل مسائل کی جڑ ہے۔جب کوئی فرد اور جماعت سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے محروم ہے، سب لوگ مفاد پرست ہیں ان سے توقع فضول ہے تو پھر یہ مایوسی اور محرومی کیا کھلم کھلا شکست کو تسلیم کرنے کے مترادف نہیں؟ اور کیا حضرت علامہ اقبالؒ کے اس ارشاد۔

گریز کشمکش زندگی سے مردوں کی
شکست نہیں تو اور کیا ہے شکست

کے مصداق آپ اعتراف شکست نہیں کر رہے؟۔اور کیا یہ اصلاحی کام کیلئے تاسیس، تجدید اور تجدد میں سے ہر طریقہ کار کو مسترد کر کے اعتزال، انحراف اور خروج کے راستے پر گامزن ہونے کا اقرار نہیں ہے؟

آپ کا یہ ارشاد آخر یہ مذاق نہیں تو اور کیا ہے کہ خلافت پاکستان کا تصور پیش کرنے والا (مولانا) عبدالستار خاں نیازی بھی جمعیت علماء پاکستان میں شمولیت کے بعد نہ تو جاگیرداری، سرمایہ داری کے خاتمے اور مزارعت کی حرمت کی بات کرتا ہے اور نہ فلاحی معاشرے کے قیام کے سلسلے میں بد معاش صنعت کاروں، جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کی طرف سے ڈالی جانے والی رکاوٹوں کا ذکر کرتا ہے"

آپ کے جذبہ صادق اور عفت فکر کی بنیاد پر یہ بات اصولی طور پر شائد صحیح ہو مگر

چہ دانند حال ما سبکساران ساحل ہا

کے مصداق ایک جگر سوختہ، بے چین اور مضطرب روح کے کوائف سے پوری طرح واقف نہ ہونیکی دلیل ہے۔

کم نظر، بےتابیٔ جانم نہ دید
آشکارم دید و پنہانم نہ دید

جمعیت علماء پاکستان نے خلافت پاکستان کے منشور کو قبول کیا ہے تبھی ہم نے جمعیت میں شمولیت اختیار کی اور امتناع فرعونیت، امتناع قارونیت اور امتناع یزیدیت کے تصورات کو جمعیت کے منشور میں

Marfat.com

اص اہمیت دلائی ہے۔

بفضلہ تعالیٰ ''علامہ اقبالؒ کے شاہین'' کی صحبت نے بے عمل مولویوں میں بھی جذبہ جہاد پیدا کر یا اور یہی وجہ ہے کہ ''مولویوں کی جماعت'' اول درجے کی انقلابی جماعت بن گئی ہے جس نے نہ صرف اضی میں وزارتوں کی پیشکش کو مسترد کیا بلکہ اب بھی حکومت کی بار بار دعوت کے باوجود صوبائی اور مرکزی وزارتوں اور فیڈرل کونسل کی رکنیت کو پائے استحقار سے ٹھکرا دیا ہے بلکہ اس جماعت کے جن ابن الوقت طالع آزماؤں نے سرکار، دربار کے تقرب کا رخ کیا ان کو بھی جماعت سے خارج کر دیا ہے۔

تقریباً نصف صدی کی سیاسی زندگی میں ہم نے سب مدوجزر دیکھے ہیں، بڑے بڑے جلسوں سے خطاب کیا ہے اور کبھی یہ مغالطہ نہیں ہوا کہ ہم نے اپنا مطمع نظر پالیا ہے۔ ہم جلسوں، جلوسوں اور اخباری بیانات کو اپنے مقصد اعلیٰ کے حصول کا ذریعہ سمجھتے ہیں، انہیں مقصود بالذات نہیں سمجھتے۔ ہاں ہم پر یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہے کہ ہم نے انہیں ذرائع ابلاغ سے نظریۂ پاکستان کو ایک حقیقت بنایا، تحریک تحفظ ختم نبوت میں حکومت کو زچ کر کے اپنے مطالبات منوائے اور ماضی قریب میں نظام مصطفیٰ علیہ صلی اللہ کیلئے راہ ہموار کی۔ اگر پاکستان قومی اتحاد کے قائدین وزارتوں میں نہ جاتے اور جمیعت علماء پاکستان کے مشورے پر اپنی ۱۰۔ اکتوبر ۱۹۷۷ء کی قرارداد کو عملی جامہ پہنانے پر اصرار کرتے، اور عام انتخابات کیلئے حکومت کو مجبور کرتے تو موجودہ حبس اور مایوسی کی فضا پیدا نہ ہوتی۔

یہ امر بھی آپ پر واضح رہے کہ زمینداری اور جاگیرداری کے متعلق پاکستان قومی اتحاد کا منشور انقلابی تھا۔ اس منشور میں جاگیرداری کے کلیۃً خاتمے اور زمینداری کی تحدید (زیادہ سے زیادہ پچیس ایکٹر فی خاندان) کی گئی تھی۔ جس قدر اراضی بنجر اور بے آباد ہے اور جسے اصطلاح شرع میں ''اراضی موات'' قرار دیا گیا ہے۔ اسے بے زمین مزارعان میں تاسیم کرنے کا اعلان کیا گیا تھا۔ ہم نے پاکستان قومی اتحاد کو اپنے منشور کے مطابق عمل پیرا رکھنے کی بڑی کوشش کی مگر کیا کریں

زین ہمرہان سست عناصر دلم گرفت

شیر خدا و رستم دستانم آرزو است

Marfat.com

بندگان شکم نے بحالی جمہوریت کے سارے پروگرام کو نسیاً منسیاً کر دیا، بہر حال جمعیت علماء پاکستان نامساعد حالات میں بھی معاشی اور معاشرتی انصاف کے حصول کیلئے سرگرم عمل رہی اور اب بھی بمصداق

دست از طلب ندارم تا کام من برآید
یا تن رسد بجاناں یا جاں زتن برآید

مجلس احرار کے طریقہ کار اور ہمارے طریقہ کار میں بنیادی فرق یہ ہے کہ انہوں نے ہمیشہ ہنگامی سیاست کو اپنایا اور تحریک شہید گنج میں مستقل نصب العین اور مطمع نظر کے فقدان کے باعث وہ مسترد ہو گئے۔ رہی سہی عزت اور وقار تحریک پاکستان کی مخالفت میں ضائع کر بیٹھے، تلافی مافات پر آئے تو مسلم لیگ کو جو اس وقت خود لب گور تھی پشت پناہ بنا کر ممدوٹ (نواب افتخار حسین ممدوٹ) دولتانہ (میاں ممتاز محمد خاں دولتانہ) سیاست کے طفیلی بن گئے۔ بفضلہ تعالیٰ ہم نے برصغیر کے آئینی مسئلہ کے حل کے ساتھ مستقل ضابطہ حیات (نظام مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہر دم سامنے رکھا اور اب بھی اس منزلِ مقصود کی جانب گامزن ہیں۔

آپ کا یہ ارشاد بجا ہے کہ ''قوم مذہب کی ایسی صورت قبول کرنے پر آمادہ نہیں جس میں اس کے معاشی مسائل کا حل نہیں نہ اسے ایسی جمہوریت سے دلچسپی ہے جو معاشی انصاف مہیا نہ کر سکے'' اور یہ بھی درست ہے کہ ''مذہب کو ابھی تک حکومت کی کسوٹی پر نہیں جانچا گیا'' مگر سب جماعتوں کو ایک لاٹھی سے ہانکنا اور تمام خدام ملت سے بدظن ہونا نامناسب ہے۔

برسر اقتدار گروہ نے ہمیشہ مذہب کا استحصال کیا ہے بلکہ ہر اس شخص کو جو اس کی پالیسوں کا احتساب اور منصبی کردار پر تنقید کرتا رہا ہے پابند طوق وسلاسل رکھا ہے اور اس طرح غریبوں اور مسکینوں کے حقوق کو پامال کیا کہ مخبر صادق علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق تنگ دستی اور مفلوک الحالی کا ''دالفقران یکون کفرا'' سے خطرات ابھر کا سامنے آئے۔ حکیم الامت نے ایک فاقہ مست اور پریشان حال کی کراہ حقیقت نفس الامری کو بایں طور پر واضح کیا ہے

مریدے فاقہ مست گفت با شیخ
کہ یزداں راز حال ما خبر نیست

Marfat.com

بما نزدیک تر از شہ رگ ما ست

ولیکن از شکم نزدیک تر نیست

میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر آپ کے جذبات اور احساسات کی ترجمانی ممکن نہیں۔ ذوالفقار علی بھٹو نے سوشلزم اور مساوات محمدی کا نعرہ لگا کر عوام کا استحصال کیا اور اب چھوٹے اس کے انجام سے باخبر ہونے کے باوجود مظلوم اسلام کو اپنے اقتدار کو پائیدار کے لیے زینہ بنا رہے ہیں۔

آپ کو یہ سن کر تعجب ہوگا کہ جب تحریک خلافت پاکستان میں ہم نے قوت و اقتدار کے غلط استعمال کو فرعونیت، دولت کے غلط استعمال کو قارونیت اور شریعت کے غلط استعمال کو یزیدیت قرار دیا تو سرکاری درباری زلہ چینوں نے ہمیں مارکسزم کا حامی قرار دیا، العجب ثم العجب، آپ نے آگے چل کر جو کچھ لکھا ہے مجھے اس کے ایک ایک لفظ سے اتفاق ہے ان خیالات کا اظہار آج سے چونتیس سال پہلے ۱۹۴۷ء میں ہم نے ''مسلم لیگ خلافت پاکستان گروپ'' کی طرف سے شائع شدہ کتابچے میں ''آج پاکستان کے مسائل کیا ہیں اور انہیں کس طرح حل کیا جا سکتا ہے'' کے زیر عنوان یوں کیا تھا۔

''دوسرا مسئلہ خوراک کا ہے۔ پاکستان کی بنیادی خوراک گھی، دودھ، دہی، مکھن، گیہوں، چاول، گوشت، گڑ، سبزیوں، مصالحوں پر مبنی ہے۔ یہ سب اشیاء پاکستان اپنی ضرورت سے زیادہ پیدا کرتا ہے، پھر کیا وجہ ہے کہ ہزاروں رات کو بھوکے سوتے ہیں، ہزاروں نے تمام زندگی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا، اور ہزاروں کو گوشت، گھی اور مٹھاس میسر نہیں، ظاہر ہے کہ تقسیم میں کچھ خلل ہے۔ ناچنے والی ایکٹرس، سپرنٹنڈنٹ کی ہدایت کے مطابق دستخط کرنیوالا نالائق افسر، اور سٹہ بازی، بلیک مارکیٹ کرنے والا بینکر تو مرغ، پیسٹری، آئس کریم اور ساری میوہ منڈی کے پھل ہضم کر جاتے ہیں اور اس بدتمیزی اور کثرت سے کھا جاتے ہیں کہ بدہضمی اور ہیضہ کا شکار ہو جاتے ہیں، لیکن بھاڑ جھونکنے والی بڑھیا، بوجھ اٹھانیوالا قلی، خون پسینہ ایک کرنیوالا کاشت کار، محنتی کلرک اور سارا دن دکان پر بیٹھ کر کثیر کنبہ کی پرورش کرنیوالا دکاندار دال روٹی سے محروم ہے۔ ایسا کیوں ہوتا ہے، ایسا نہیں ہونا چاہیے''۔

ہم نے اس پمفلٹ میں صرف خوراک کے مسئلے پر اکتفا نہیں کیا تھا بلکہ تمام انفرادی مسائل روٹی، کپڑا، مکان، تعلیم اور طبی سہولتوں کو بھی فرداً فرداً لیا ہے۔ اب جس بے دینی اور بے حیائی کو دور

Marfat.com

لڑنے کے چرچے ہیں اس کی بابت ہم نے مذکورہ بالا کتابچے میں لکھا تھا۔

''لارڈ میکالے کی تعلیم عورتوں تک پہنچانے کا یہ نتیجہ ہوا کہ پاکستان کے شہری خاندان کی جڑ کھوکھلی ہو رہی ہے اور اس کی روح شکوک سے بے چین ہے۔ اس کی بیٹی آزادی اور روشن خیالی کے چرچے کرتی ہے، اس کی بہن سینما دیکھتی ہے۔ اس کی بیوی اب خاوند کو خداوندِ مجازی نہیں سمجھتی، قوم کی خدمت ماں بن کر نہیں ہسپتال کی نرس اور اپوا کی نیشنل گارڈ کی ممبر بن کرتی ہے۔ خود خاوند کو بھی شک پیدا ہو چکا ہے کہ مسجد میں سوائے چندہ مانگنے والے مولویوں کے اور کیا رکھا ہے، اسے اب اپنے خاندان کی خدمت کرنے کی نسبت دوسروں کے خاندان میں خیانت کر کے لطف آتا ہے۔

جب پیٹ میں بھوک کی آندھیاں چلیں، کانوں میں ریڈیو، ٹی وی کے فحش گیت سنائی دیں، آنکھوں کے سامنے ٹی وی اور سینما جنت کا منظر پیش کریں تو دماغ میں بھی شیطان گھونسلا بنا لیتا ہے، گداز دل کی بجائے جب گداز جسم ارزاں ہو جائیں تو کل کی فکر مشکل ہو جاتی ہے، ایسے میں سگریٹ کی خراش اور شراب کا خمار ابدی مسرتوں کی جگہ لے لیا کرتے ہیں، ہوٹل گھر سے زیادہ تسکین دیتا ہے، خاندان زنجیر پا بن جاتا ہے۔ صحیفہ کے بجائے ناول زیر مطالعہ رہتا ہے۔ المختصر قوم کی روح کو گھن لگ جاتا ہے۔ اخلاق کو دیمک چاٹ رہی ہے۔ مٹی کھانے والے بچے کا بہترین علاج یہ ہے کہ صحت مند غذاؤں سے اس کا پیٹ اتنا بھر دیا جائے کہ خاک پھانکنے کی گنجائش ہی باقی نہ رہے۔

آج پاکستان کے شہری کو بھی غلط عقائد اور عادات سے بچانے کی ایک ہی صورت ہے کہ اسے صحیح عقائد کی لذت، صالح عمل کی چاشنی اور نیکی کی لذت سے آگاہ کیا جائے، پردے کا رواج اسی صورت میں واپس ہو سکتا ہے جب برقع کو عیب پوشی کے بجائے ستر پوشی کا ذریعہ بنایا جائے، میکالے کا نظام تعلیم بھی ختم ہوگا جب شاہ ولی اللہ کا نظام تعلیم نافذ کر دیا جائے گا۔ گھر، ہوٹل کی اور خاندان محفل عیاشی کی جگہ تبھی لے سکتا ہے جب اس کی کشش زیادہ قوی ہو (دائیں اور بائیں بازو کی تقسیم ویسے بھی لغو ہے۔ عصر حاضر میں بائیں کو انقلابی اور دائیں کو آئینی کہا جاتا ہے حالانکہ قرآن کی رو سے اصحاب الیمین (دائیں بازو والے) انقلابی ہیں، اصحاب الشمال (بائیں بازو والے) جاہل و قدامت پرست اور ترقی و روشن خالی کے دشمنوں میں شمار کئے گئے ہیں۔

Marfat.com

مذہب اور جمہوریت بے شک اس وقت با معنی بن سکتے ہیں جبکہ ان کا مطمع نظر ایک عالمگیر اخوت بشری اور ہمہ گیر مساوات محمدی ہو، مایوس کن حالات میں بھی اب کسی شخص کو جرات اور ہمت نہیں کہ اسلام کو زندگی کا نجی مسئلہ قرار دے۔ پاکستان کا ہوش مند مسلمان اب اسلام کو مکمل ضابطہ حیات سمجھتا اور قرار دیتا ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ برسر اقتدار طبقہ نظام مصطفےٰ ﷺ کے نفاذ میں طوالت و تدریج کا چکر چلا دے مگر اس سے صرف نظر اب نہ قبیل ناممکنات بن چکا ہے۔ اس نصب العین کو آج سے کم و بیش اکاون سال قبل علامہ اقبالؒ نے ۲۹ دسمبر ۱۹۳۰ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس منعقدہ الہ آباد میں بدیں الفاظ واضح کیا:

''سوال یہ ہے کہ آج جو مسئلہ ہمارے پیش نظر ہے اسکی صحیح حیثیت کیا ہے۔ کیا مذہب واقعی ایک نجی معاملہ ہے اور آپ بھی یہی چاہتے ہیں کہ ایک اخلاقی اور سیاسی نصب العین کی حیثیت سے اسلام کا بھی وہی حشر ہو جو مغرب میں مسیحیت کا ہوا ہے؟ کیا یہ ممکن ہے کہ ہم اسلام کو بطور ایک اخلاقی تخیل تو برقرار رکھیں لیکن اسکے نظام سیاست کے بجائے ان قومی نظامات کو قبول کر لیں جن میں مذہب کی مداخلت کا امکان باقی نہیں رہتا۔ ہندوستان میں یہ سوال اور بھی اہمیت رکھتا ہے کیونکہ با اعتبار آبادی ہم اقلیت میں ہیں۔ یہ دعویٰ (آج پاکستان میں کوئی گم کردہ راہ شخص بھی نہیں کرے گا) مذہبی واردات محض انفرادی وارداتیں ہیں، اہل مغرب کی زبان سے تو تعجب خیز نہیں ہوتا کیونکہ یورپ کے نزدیک مذہب کا تصور یہی تھا کہ وہ ایک مشرب روحانیت ہے جس نے دنیائے مادیات سے منہ موڑ کر اپنی تمام تر توجہ عالم روحانیت پر جمالی ہے۔ اس قسم کے عقیدہ سے لازماً وہی نتیجہ مرتب ہو سکتا تھا جس کی طرف اوپر ہم نے اشارہ کیا ہے۔ لیکن حضرت محمد ﷺ کی واردات مذہب کی حیثیت جیسا قرآن پاک میں اس کا اظہار ہوا ہے اس سے قطعاً مختلف ہے۔ یہ محض حیاتی نوع کی واردات نہیں ہے جس کا تعلق صرف صاحب واردات کے اندرون ذات سے ہو لیکن اسکے باہر اسکی گردو پیش کی معاشرت پر ان کا اثر نہ پڑے۔ برعکس اس کے کہ وہ انفرادی واردات ہیں جن سے بڑے بڑے اجتماعی نظامات کی تخلیق ہوئی ہے اور جن کے اولین نتیجے سے ایک ایسے نظام سیاست کی تاسیس ہوئی ہے جس کے اندر قانونی تصورات مضمر تھے اور جن کی اہمیت کو محض اس وجہ سے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ ان کی بنیاد وحی الہام پر ہے لہٰذا اسلام کا مذہبی نصب العین اسکے معاشرتی نظام

Marfat.com

سے (جو خود اس کا پیدا کردہ ہے) الگ نہیں۔ دونوں ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم ہیں۔ اگر آپ نے ایک کو ترک کیا تو بالآخر دوسرے کا ترک بھی لازم آئے گا۔ میں نہیں سمجھتا کہ کوئی مسلمان ایک لمحے کے لئے بھی ایسے نظام سیاست، معاشرت اور معیشت پر غور کرنے پر آمادہ ہوگا جو کسی ایسے وطنی یا قومی اصول پر مبنی ہو جو اسلام کے ہمہ گیر ضابطہ حیات اور اصول اتحاد کے منافی ہو''۔

آپ نے صحیح فرمایا کہ ''اس ملک میں مذہب کے وجود کو برقرار رکھنے کیلئے دور ملوکیت کے فرسودہ نظام اخلاق و معاملات کے بجائے دور رسالت مآب ﷺ اور عہد خلافت راشدہ کے اسلام کا نقشہ لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے''۔ آنحضور ﷺ کے فرمان ''نحن معشر الانبیاء لانورث والانورث'' کو محض اخلاقی تعلیم یا مسئلہ باغ فدک کے حل کا ذریعہ نہ سمجھا جائے بلکہ اسے پاکستان میں نظام مصطفٰے کے قیام کی بنیاد بنایا جائے۔ ہمارا ایمان ہے کہ اس حل کے بغیر کوئی چارۂ کار ہی نہیں۔

آپ نے یہاں پر ہمارے منشور خلافت پاکستان کے حوالے سے ملکیت مطلقہ کو بطور قارونیت پیش کرنے کا تذکرہ کیا ہے اور مجھ سے مطالبہ کیا ہے کہ میں میدان میں اتر کر اسلام کی وہی تعبیر پیش کروں۔ آپ کی توقع انشاء اللہ تعالیٰ پوری ہوگی مگر اس میں آپ ایسے صحیح الفکر، دردمند نوجوانوں کو وہی کردار ادا کرنا ہوگا جو اس درویش بے نوا نے آپ کی عمر میں کیا تھا۔

آپ نے یہاں پر صرف رحمت کائنات فخر موجودات سید المرسلین ﷺ کی اپنی ذات کا حوالہ دیا ہے۔ ہم اس سے ایک قدم آگے سوچتے ہیں تو یہ عمل روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ کوئی شخص ملکیت مطلقہ کا حق نہیں رکھتا۔ جس کے پاس جو کچھ ہے، امانت اور متاعاً الی حین ہے۔

یہاں پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں آپ کی اس نہایت ہی پر مغز انقلابی تحریر کیساتھ مفصل طور پر ملکیت کی بابت اپنا نکتہ نگاہ پیش کروں۔ ہم نے ۱۹۷۰ء کے آئین خلافت پاکستان میں جہاں ۱۔ قطعیت فرامین کتاب ۲۔ حتمیت احکام رسالت ۳۔ توسل منہاج خلافت ۴۔ اتباع مسلک اجماع ۵۔ اطاعت فتویٰ و فیصلہ ۶۔ تمسک میثاق بیعت کے چھ مثبت اصول بیان کیے ہیں وہاں تین منفی اصولوں کا بھی تذکرہ مندرجہ ذیل الفاظ میں موجود ہے۔

Marfat.com

تین منفی اصول

۱۔امتناعِ فرعونیت (شرک و استبداد) سرکاری اختیارات یا سرکاری اختیار کے بہانے، یا انفرادی اقتدار سے کسی شخص یا گروہ کی آزادیٔ کردار پر کوئی پابندی سوائے آئین، قانون یا معاہدہ قانونی کی تکمیل کے عائد نہ کی جائیگی۔ عدالت متعلقہ ہر مقدمہ میں طے کریگی کہ جبری نوعیت، مقدار اور طریقہ کہاں تک جائز تھا۔

ہر شہری کو اختیار ہوگا اور اس کا فرض ہوگا کہ انفرادی اور اجتماعی کوشش سے ہر ایسی انسانی طاقت کا موزوں مقابلہ کرے جو اقتدار کو استبداد یا بیدادی غرض سے استعمال کرے، بشرطیکہ متعلقہ عدالت میں اقتدار کا ناجائز استعمال اور مقابلہ کے طریقہ کی موزونیت ثابت ہو جائے۔

قرآن مجید میں شرک کی مخالفت اور فرعون کی مثال، استبداد کا یہ مفہوم واضح کر دیتی ہے۔

۲۔امتناعِ قارونیت (ظلم و استحصال) سرکاری دولت، سرکاری دولت کا اثر، یا انفرادی دولت، کسی شخص کی دولت کی مقدار یا قیمت بڑھانے یا گھٹانے کیلئے استعمال نہ کی جائے گی۔ نہ ہی کسی شخص کے دولت کمانے کے امکانات پر کوئی پابندی حائل ہونے دی جائے گی، سوائے اس صورت کے کہ آئین، قانون یا معاہدہ قانونی کی تکمیل میں اس کی ضرورت محسوس ہو۔ عدالت متعلقہ ہر مقدمہ میں طے کرے گی کہ آیا کسی اقتصادی کاروائی کی نوعیت، حدود اور طریقے جائز ہیں یا نہیں۔

ہر شہری کو اختیار ہوگا اور اس کا فرض ہوگا کہ انفرادی اور اجتماعی کوشش سے ہر ایسی انسانی طاقت کا موزوں مقابلہ کرے جو دولت کے ناجائز استعمال یا ذخیرہ کی مرتکب ہو بشرطیکہ استعمال یا ذخیرہ کا عدم جواز اور مقابلہ کے طریقہ کی موزونیت متعلقہ عدالت میں ثابت ہو جائے۔

قرآن مجید میں ظلم، اکتناز اور سود کی ممانعت اور قارون کی مثال دولت کے ناجائز استعمال یا ذخیرہ کا مفہوم واضح کر دیتی ہے۔

۳۔امتناعِ یزیدیت (تلبیس دین و منافقت) اسلامی اصلاحات کسی شخص، گروہ، یا طبقہ کے غیر اسلامی اعتقادات، مفاد یا تجاویز کے تحفظ، تقویت یا فروغ کیلئے استعمال نہ کی جائیں گی۔ عدالتِ متعلقہ ہر مقدمہ میں

Marfat.com

فیصلہ کریگی کہ آیا کسی قول، فعل یا رویہ سے دین کی تلبیس کا ارتکاب ہوتا ہے یا نہیں۔

ہر شہری کو اختیار ہوگا اور اس کا فرض ہوگا کہ انفرادی اور اجتماعی کوشش سے ہر ایسی انسانی طاقت کا مقابلہ کرے جو اسلامی مصطلحات کو ناجائز مقاصد کیلئے آڑ بنا کر استعمال کر رہی ہو بشرطیکہ متعلقہ عدالت میں اسلام کا ناجائز استعمال اور مقابلہ کی نوعیت کی موزونیت ثابت ہو جائے۔

قرآن مجید میں منافقت اور تلبیس کی ممانعت اور اسلامی تاریخ میں یزید کی مثال واضح کر دیتی ہے کہ اسلامی اصطلاحات کے اصل مفہوم سے ہٹ کر ان کے ناجائز استعمال کا مفہوم کیا ہے۔

جبر و استبداد کا خاتمہ کیسے ہو؟

ہم انسان پر انسان کے استبداد اور بیداد کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ ماضی میں ملوکیت اور استبداد کا مظہر ''فرعون'' کہتا تھا کہ اپنی رعایا کا میں رب ہوں اس لیئے میرا حکم مانو۔ خدا کی عطا کردہ شریعت مت تسلیم کرو۔ تمہاری زندگی اور موت میرے ہاتھ میں ہے۔

سرمایہ دارانہ استحصال و استبداد کا مجسمہ ''قارون'' کہتا تھا، میرا مال صرف میرا ہے۔ میں نے اپنے علم سے حاصل کیا۔ موسیٰ علیہ السلام کو خدا کے نام پر میرے مال پر پابندی عائد کرنے اور حاجتمندوں کیلئے خرچ کرنے کیلئے کوئی حق نہیں۔

ریاکار مدعیء اسلام ''یزید'' امیر المومنین کا مقدس لقب اختیار کر کے کہتا تھا کہ میرے برے اعمال پر اعتراض کرنے سے مسلمانوں کی سالمیت خطرے میں پڑ جائے گی۔ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تقوے کا نام لیکر انتشار اور بغاوت پھیلانا چاہتا ہے۔

آج ان برائیوں کا مظہر اتم اشتراکیت کا دجال'' کارل مارکس'' کہتا ہے، میں تمھاری شکم کی شہوتوں کی تسکین کا سامان فراہم کرونگا۔ حلال و حرام کی بحثیں ترک کر دو، دولت کے مزے اڑاؤ اور صرف مجھ کو اپنا حاکم، مالک اور رازق تسلیم کرو۔

دین آں پیغمبر حق ناشناس　　　بر مساواتِ شکم دارد اساس

(جاوید نامہ، علامہ اقبالؒ)

Marfat.com

فرعونیت، قارونیت، یزیدیت اور دجالیت کے جبر واستبداد نے جمہوریت، قومیت، اشتراکیت، فسطائیت، پارلیمانیت اور علاقائیت کے جو نقاب اوڑھ رکھے ہیں اور ان نقابوں کے نیچے قدر حریت اور شرف انسانیت کی جو مٹی پلید ہو رہی ہے ہم اس کے دجل و تلبیس کا پردہ چاک کر دیں گے اور دنیا کو بتا دیں گے کہ ان تہ بہ تہ گمراہیوں اور متعفن خباثتوں سے نجات حاصل کرنے کیلئے اسلام کے دامن سے وابستگی لازم و ناگزیر ہے۔ اسلام وہ طاقت ہے جو ان تمام لعنتوں نحوستوں اور بیماریوں کے شر و فساد سے محفوظ رکھتا ہے اور ایمان، عرفان، تقویٰ، طہارت اور اخوت، حریت اور مساوات کا سبق دیکر آخرت کی بھلائی کا راستہ ہموار کرتا ہے۔

مساوات محمدی ﷺ: اسلام کی لائی ہوئی مساوات محمدی ﷺ وہ قانونی دستاویز ہے جس کی رو سے ایک عام پاکستانی شہری صدر مملکت کی قمیض کا دامن پکڑ کر اسی طرح جواب طلبی کر سکتا ہے جس طرح حضرت فاروق اعظمؓ کا کرتہ حصے کی چادر سے زیادہ طویل ہونے پر ہر شہری جواب طلب کر سکتا ہے۔ مساوات محمدیؐ کے ذریعے ایک عام پاکستانی شہری کو یہ اختیار اور ضمانت مل جاتی ہے کہ جب کوئی بڑے سے بڑا حاکم اسکی حق تلفی کرے تو اس سے قصاص لینا اس سے زیادہ مشکل نہیں ہو سکتا جتنا کہ مسلمان لشکری کیلئے خود پیغمبر اسلام ﷺ سے صفیں سیدھی کرتے وقت تیر کے کچوکے کا قصاص طلب کرنا آسان تھا۔ نیز ایک عام پاکستانی شہری کو اس نظام سے یہ اطمینان حاصل ہو جاتا ہے کہ جمہوری فلاحی ریاست کے بیت المال سے کوئی بڑے سے بڑا آدمی اس سے زیادہ سہولتیں حاصل نہیں کر سکتا جو پیغمبر اسلام ﷺ کی صاحبزادی خاتونِ جنت حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا، آپ کے داماد حیدر کردار حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ یا خود حضور ﷺ کو عام مسلمانوں کے مقابلہ میں حاصل تھیں۔

اس وقت ہر چہار جانب سے اخوت، حریت اور مساوات کے نعرے بلند ہو رہے ہیں۔ خاص طور پر اشتراکیت کے علمبردار غریبوں اور بیکسوں کی ہمدردی کا نعرہ بلند کر کے ہمرنگ زمین دام فریب بچھانا چاہتے ہیں۔ اسی طرح ملوکیت، حریت اور جمہوریت کی آڑ میں گرتی ہوئی سامراجیت کو سہارا دینا چاہتی ہے۔ انسان پریشان ہے کہ اس ہاؤ ہو میں کدھر جائے اور کیا فیصلہ کرے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ہر دو نظام انسانیت کیلئے عذاب الیم ہیں اور انسان بقول حضرت علامہ اقبالؒ چکی کے دو پاٹوں میں پس رہا ہے۔

زندگی ایں راخروج، آں راخراج　　　　درمیان ایں دو سنگ آدم زجاج

Marfat.com

اشتراکیت اور ملوکیت کی بابت اسلام کا نقطہ نگاہ مختصراً یوں ہے کہ:۔

(۱) اشتراکیت پرستی اور سرمایہ پرستی دونوں اس لحاظ سے اسلام کی نگاہ میں مردود ہیں کہ انسان کی اقتصادی ضروریات کو دیگر انسانی ضروریات سے اعلیٰ درجہ دیتی ہیں۔ اسلام کی رو سے انسان کی ساری ضروریات اس کے اخلاقی معتقدات کے ماتحت ہوتی ہیں۔

(۲) سرمایہ پرستی (CAPITALISM) اور اشتراکیت (COMMUNISM) دونوں انتہا پسندی اور مبالغہ آمیزی کا شکار ہیں۔ ایک انسان کی معاشی سرگرمیوں پر کسی پابندی کی روادار نہیں۔ دوسری سرے سے انسان کی ہر معاشی سرگرمی کو پابند کر دینا چاہتی ہے۔ اسلام فرد ہو یا اقتصادی طبقہ یا خود حکومت سب کی ناجائز سرگرمیوں پر پابندی لگا کر خاندان، معاشرہ اور اخلاق کی حفاظت کرتا ہے۔

(۳) جہاں تک اشتراکیت، معاشی انصاف اور کسبِ حلال کے یکساں مواقع مہیا کرنیکی داعی ہے، اسلام اس کا مخالف نہیں۔

(۴) جہاں تک سرمایہ داری، حقوقِ وراثت کو تسلیم کر کے صلہ رحمی کے حقوق کا تحفظ کرتی اور انفرادی اختراع و کنایت کی حوصلہ افزائی کرتی ہے، اسلام اس کا بھی مخالف نہیں بشرطیکہ دوسروں کے حقوق پر تجاوز نہ کیا جائے۔

(۵) اسلام، اقتصادی طبقات کے وجود کا مخالف نہیں، بشرطیکہ امیر اور غریب کی تمیز طبعی ذہانت، ہنرمندی، محنت، تعلیم اور موقع کی مساوات پر مبنی ہو۔ اسکے ساتھ اسلام صاحب استطاعت افراد کو مساکین وفقراء کے نان ونفقہ اور پرورش کا ذمہ دار گردانتا ہے۔

بنا بریں عصرِ حاضر کے فتنہ اشتراک وملوکیت سے نبرد آزما ہونے کیلئے اخوت، حریت اور مساوات کی وہ تفسیر، تعبیر اور عمل قبول کیا جائیگا جو خلافت محمدیؐ کے تابع ہے۔ اس صورت میں اسلامی اصول کفالتِ عامہ اور ''الخلق عیال اللہ'' کی اساس پر اتحاد واخوت انسانیت کا پروگرام پیش کیا جائے گا۔ یہاں پر اس امر کا خاص خیال رکھنا ہوگا کہ تردید اشتراکیت کے غلو میں ملوکیت اور سرمایہ پرستی کی نادانستہ تائید کا احمقانہ پہلو نہ نکل آئے۔

روس میں عیسائیت کے مذہبی طبقات نے بھوک اور افلاس کا حل پیش کرنے کی بجائے زاریت و جاگیرداری کی مدد کی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ مذہب کو دنیا بھر میں بدنام کر دیا گیا۔ ملت کے تمام طبقات علماء، وکلاء،

Marfat.com

اساتذہ، طلبہ اور دیندار محبان وطن و حامیان شرافت طبقات کا فرض ہے کہ حضور خاتم النبین والمرسلین ﷺ کے اسوہ حسنہ کو اپنے لئے مینار نور بنا کر غریبوں، مسکینوں، بیکاروں، بیروزگاروں، بیماروں اور خانماں برباد حاجت مندوں کی دستگیری کریں اور ظالم سرمایہ داروں، جاگیرداروں، کارخانہ داروں بلکہ مخصوص مفادات کے حامل تمام طبقات کو سیدھا کر کے انھیں معشیت محمدی ﷺ (MUHAMMEDEN ECONOMY) نعمتوں سے مالا مال کریں۔ اجتماعی عدل و مساوات کا جھنڈا بلند کر کے استحصال، اکتناز، احتکار اور منافع خوری کا استیصال کر دیں۔ یہ تمام قباحتیں اس لیے پیدا ہوئیں ہیں کہ ایک سو دو سال سے اسلامی شریعت کا نظام معطل ہے (۱۸۶۸ء تک بر اعظم ہندو پاکستان میں قاضی کورٹس (یعنی شرعی عدالتیں موجود تھیں) اور اس کی بجائے غیر شرعی نظام رائج ہے۔ اجتماعی طور پر زکوۃ کا نظام نافذ ہوا اور نہ عشر صدقات کا۔ اسی طرح ۱۹۴۸ء تک شرعی نظام وراثت بھی جاری نہ ہو سکا۔ اگر قانونِ مناسخہ کر رو سے اس کو مؤثر بہ ماضی کیا جائے تو قومی دولت اڑھائی بار اور زرعی پیداوار دس بار حاجتمندوں میں تقسیم ہو جاتی ہے۔ علیٰ ہذالقیاس سارے ملک کی زمین تیسری پشت میں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر تقسیم ہو جاتی ہے اور بالآخر تمام زمینداروں اور جاگیرداریاں ختم ہو جاتی ہیں۔ اسلامی شریعت کی روشنی میں اگر جلب و صرف دولت کے جائز وسائل قانونی طور پر متعین کر دیئے جائیں اور بلا لحاظ جائیداد اور دولت کے ہر شخص کو اس امر کا پابند بنا دیا جائے کہ وہ ایک خاص عدالت کے سامنے ثابت کرے کہ جس جائیداد اور مال پر قابض ہے وہ اس نے جائز ذرائع سے حاصل کی ہے اور جو جائیداد ناجائز ذرائع سے حاصل کی ہے وہ بحقِ ملت ضبط کر کے مستحقین میں تقسیم کر دی جائے تو یہ تمام معاشی ناہمواریاں قلیل مدت میں ختم ہو سکتی ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ اعزاز صرف اسلام کو حاصل ہے کہ دنیا میں فرعونیت کے جبر واستبداد، قارونیت کے ظلم و استحصال اور بزیدیت کی تلبیس و منافقت کو ختم کر کے رضا کارانہ طور پر ایک خوشحال، باوقار اور خدا ترس معاشرہ قائم کر دیتا ہے اور اقتصادی اختلافات پر ایک دوسرے کا گلا کاٹنے کے بجائے روحانی، اخلاقی اور لسانی بنیادوں پر انسان اور انسان کے مابین امیر اور غریب کی تقسیم کے مقابلہ میں ''مومن'' اور ''کافر''، ''نیکوکار'' اور ''سیاہ کار'' اور ''ظالم'' اور ''مظلوم'' کی تقسیم گوارا کرتا ہے۔ اس اصول کی رو سے ہر خطا کار کا اس کے قصور کے مطابق مواخذہ ہوگا۔ نہ تو ظالم سرمایہ دار کو اسکی دولت بچا سکتی ہے اور نہ ہی ایک غریب بدکار کو اس کی غربت

Marfat.com

چھڑا سکتی ہے۔

ہم حکومت میں نیابت (Agency and Viceray in SOVERIGNTY) اور دولت میں امانت (TRUSTASHIP IN WEALTH) قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اس میں کوئی فرد، طبقہ، جماعت، یا خود حکومت نہ تو مالک مطلق بن سکتی ہے اور نہ حاکم مطلق (ABSOLUTE PROPHET AND ABSOLUTE RULER)

تمام انسان اللہ کی مخلوق ہیں اور کسی کو دوسرے پر کوئی برتری حاصل نہیں بجز دین وتقویٰ کے جو اس نظام کو کائناتِ ارضی میں برپا کرنیکی ذمہ داری قبول کرتے ہیں۔ ان کے فرائض اور ذمہ داریاں دوسروں کے مقابلے میں بڑھ جاتی ہیں۔ اس نظام الہیٰ پر ایمان لانے والوں کو ہر وقت رضائے الہی کی طلب رہتی ہے۔ انہیں ایک لحظہ غفلت اور تساہل کی اجازت نہیں۔ ان کا مرنا، انکا جینا، ان کی نماز اور ان کی قربانی تمام مالک الملک کیلئے ہوتی ہے۔ وہ اپنی تمامتر توانائیاں اس کرۂ ارض پر خادمِ خلق وانسانیت معاشرہ قائم کرنے پر صرف کر دیتے ہیں۔

افسوس ہے اسلام کا مقدمہ محض صحیح وکالت نہ ہونے کے باعث حقیقی قوت کے ساتھ نوع انسانی کے سامنے نہیں آسکا ورنہ سرخ اور سفید سامراج کے ہر دو طاغوتانِ کہن مردِ مومن کی ضربِ غازیانہ سے پاش پاش ہو جاتے اور روئے زمین پر خلافتِ محمدی ﷺ کے سوا کوئی دوسرا نظام جڑ نہ پکڑ سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے امت وسطیٰ کو آمر بالمعروف وناہی عن المنکر قرار دیا ہے۔ اس امت کو صرف اخوتِ بشری، مساوات محمدی ﷺ اور خلافت شرعی کے قیام کیلئے کام کرنا چاہئے اور مثبت انداز میں اس فریضہ سے عہدہ برآمد ہونا چاہیے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر تبلیغ واشاعت دین کا کام حکمتِ ربانی اور موعظتِ حسنہ سے کیا گیا تو مشرق ومغرب کی تمام قومیں اور شمال وجنوب کے تمام سیاسی ادارے آپ کے قدموں میں ہونگے۔ آپ نے مشورہ دیا ہے "دور خلافت راشدہ کے اسلام کا نقشہ لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے۔ آنحضور ﷺ کے فرمان "**نحن معشر الانبیاء لانورث ولا نورث**" کو محض اخلاقی تعلیم یا مسئلہ باغِ فدک کے حل کا ذریعہ نہ سمجھا جائے بلکہ اسے پاکستان میں معاشی نظام کے نفاذ کی بنیاد بنایا جائے"۔ ہم نے ہمیشہ انہی خطوط پہ کام کیا ہے اور آپ اسکی خود تصدیق فرما رہے ہیں کہ "اور جس طرح آج سے کئی سال قبل آپ ہمیں خلافت پاکستان کے منشور کی تشریح میں

Marfat.com

ملکیت مطلقہ بطور قارونیت سمجھایا کرتے تھے اب پھر میدان میں اتریں اور اسلام کی وہی تعبیر پیش کریں جو ملوکیت کی آمد سے قبل مسلم معاشرہ کا طرہ امتیاز تھی جہاں ایک شخص اس وقت تک مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں بنتا تھا جب تک وہ اپنے ہمسائے کی ضرورت کو اپنی ضروریات پر ترجیح نہ دے اور جہاں حضرت عمرؓ حضرت بلالؓ (ایک صحابی) سے آنحضور ﷺ کا عطا کردہ قطعہ اراضی صرف اس لیے واپس لیتے نظر آتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کی ضرورت نہ تھی"۔ البتہ اس موقعہ پر میں اپنی طویل سیاسی جدوجہد میں تسلسل ثابت کرنے کیلئے ملکیت اور حاکمیت کے متعلق بالوضاحت اور نقطہ نگاہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جس کی طرف آپ نے مندرجہ بالا سطور میں اشارہ کیا ہے۔

حاکمیت:۔ آج سے تقریباً تیس سال قبل میں نے "مسودہ آئین خلافت پاکستان" میں نظریہ حق کے ماتحت حاکمیت، اقتدار اور ملکیت کی وضاحت بدیں الفاظ میں کی تھی۔ حاکمیت کا مروجہ تصور متقاضی ہے کہ کوئی ہیئت حاکمہ کس حد تک اخلاقی حق اور مادی قوت سے اپنے احکام نافذ کرسکتی ہے۔ اسلام کسی قسم کے انسانی ادارے کو ان معنوں میں حاکم مطلق نہیں مانتا۔ **ان الحکم الا للہ** سے واضح ہوتا ہے کہ کسی انسانی ہیئت حاکمہ کو اپنے احکام نافذ کرنے کیلئے کوئی اخلاقی حق حاصل نہیں بشرطیکہ رائے دہندگان کی اکثریت اس بات پر متفق ہو جائے کہ وہ احکامات تعلیمات، کتاب وسنت سے ضروری مطابقت رکھتے ہیں اور کسی بااختیار شرعی عدالت سے انہیں سند جواز بھی مل چکی ہے۔ اسلام میں غیر معقول اور لامحدود ملکیت کا کوئی تصور نہیں حتیٰ کہ کسی شخص کو اپنی ذات اور جسم پر اختیار مطلق حاصل نہیں ہے۔ (کوئی شخص اپنا جسم ناجائز مقصد کیلئے فروخت نہیں کرسکتا اور نہ ہی اسے خودکشی کی اجازت ہے)

مالک مطلق اللہ ہے تمام منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد اصولی طور پر اللہ کی ملکیت ہے۔ اللہ کے نائب اور خلیفہ ہونیکی حیثیت میں شرعی قوانین حضور خاتم النبین ﷺ نے صادر فرمائے اور تمام جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نیابتاً آنحضور ﷺ کے سپرد کر دی، امت محمدیہ ﷺ اجتماعی طور پر آنحضور ﷺ کی جانب سے امین ہے۔ بنابریں جائیداد کا ہر استعمال جو خاتم النبین ﷺ کی شریعت کے منافی ہے ناجائز ہے۔ اسلام نے جس حق ملکیت کو جائز قرار دیا ہے وہ صرف حق تبادلہ، حق اکتساب، حق استعمال اور حق صرف ہے اور وہ بھی بردے متاعاً الی حین تا حین حیات ہے۔

Marfat.com

حق استعمال کیلئے بھی مقدار، مدت اور نوعیت کے مدارج واضح قوانین کے ذریعے متعین کردیئے گئے ہیں، تمام پابندیاں دولت میں اضافہ کی شکلوں میں لگائی گئی ہیں جن میں استحصال اور جلب منفعت کے علاوہ سود، احتکار ، اکتناز، منافع خوری، قمار بازی، سٹہ بازی، جاگیرداری، سرمایہ داری، کارخانہ داری اور کمیونزم (سرکاری جاگیرداری، سرمایہ داری اور کارخانہ داری وغیرہ) جیسی لعنتیں اور قباحتیں جرم قرار دی گئیں۔

۱۹۵۱ء میں پنجاب اسمبلی میں زرعی اصطلاحات کے بل پر تقریر کرتے ہوئے میں نے اسلامی قانون اور لاطینی قانون کے فرق کو واضح کرتے ہوئے یہ بتایا تھا کہ ملکیت مطلقہ اور حاکمیت مطلقہ کا تصور اس لئے غیر اسلامی ہے کہ رومن لاء میں مالک کو حق حاصل تھا کہ وہ اپنے غلام کو قتل کر سکے یا اپنی جائیداد اسراف میں ضائع کر سکے۔ رومنز کہتے تھے کہ ہر شخص اپنے گھر میں خود بادشاہ ہے اور اس کی ملکیت مطلقہ یا حاکمیت مطلقہ DOMINIUM کی اصطلاح میں پیش کرتے تھے اور پھر اس DOMINIUM کی دو صورتیں DIRECTUM DOMINIUM (حق نگرانی) اور DIRECTIUM UTILE (حقِ تمتع) بیان کر کے ملکیت واقتدار کا بابت **علٰی کل شئی قدیر** اور فعال لما یرید کا خود ساختہ منصب حاصل کر کے فرعونیت اور قارونیت پر مبنی نظام حکومت قائم کر لیتے تھے۔ انسانیت اس ابلیسی نظام کے ماتحت تعبذ و مسکنت کا زندگی بسر کرنے پر مجبور تھی۔

آپ نے خلافتِ راشدہ اور اسوہء حسنہ سید الانبیاء رحمۃ اللعالمین ﷺ کو انسانی زندگی کیلئے مکمل ضابطہ حیات بیان کر کے لادینی و لاطینی نظریات کا راستہ مکمل طور پر مسدود کر دیا ہے، اس لیئے اب ساری بحث کا نقطہء ماسکہ یہ ہے کہ بحالاتِ موجودہ اس کو کس طرح نافذ العمل کیا جائے۔ اگرچہ آپ کا سارا زور معاشی ناہمواریوں کے خاتمے پر ہے تاہم ان کیلئے نظام حکومت کے اندر بھی مکمل طور پر اسلامی انقلاب لانیکی ضرورت ہے۔ آپ نے معاشی انصاف کو اولیت کا درجہ دیا ہے، اس لیئے اس پہلو سے اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ زمینداری اور جاگیرداری کی موجودہ ظالمانہ شکل کو کیسے بدلا جائے، مزارعت کے بارے میں بھی کچھ عرض کرونگا مگر سردست اس ضمن میں اصولی نقطہ نگاہ پیش کرتا ہوں۔

مارچ ۱۹۵۰ء میں آل پاکستان مسلم لیگ ورکرز کنونشن میں ہم نے جاگیرداری اور سرمایہ داری کے متعلق ایک قرارداد پاس کی تھی جس کا تذکرہ اس موقع پر بیحد اہمیت رکھتا ہے۔ قرارداد یوں تھی:-

Marfat.com

(ا) کنونشن کا یہ اجلاس قرار دیتا ہے کہ پاکستان میں جاگیرداری اور سرمایہ داری کی موجودہ خلافِ اسلام شکل انگریزوں کے رائج کردہ ملکیت مطلقہ اور سودی کاروبار کے کافرانہ اصولوں سے پیدا ہوئی ہے۔

قیام پاکستان ایک سیاسی انقلاب تھا جس کی تکمیل ایک معاشی اور معاشرتی انقلاب کے بغیر ناممکن ہے۔ جاگیرداری اور سرمایہ داری دو الگ الگ مسائل نہیں بلکہ ایک ہی مسئلہ کے دو پہلو ہیں۔ مزارعین اور ہاریوں کی ظالمانہ بے دخلی اور کمیونسٹوں کی تخریبی سرگرمیوں کے باعث اس مسئلہ کے حل میں کوئی تاخیر مضر ثابت ہوگی۔ ''حل یہ ہے کہ شریعت اسلامی کی روشنی میں جلب وصرف دولت کے جائز وسائل متعین کر دیئے جائیں پھر بلا لحاظ جائیداد یا دولت کی نوعیت کے ایسی عدالتیں مقرر کی جائیں جن کے سامنے ہر پاکستانی یہ ثابت کرے کہ جس جائیداد یا مال پر وہ اسلامی ریاست کے قیام کے وقت سے قابض ہے وہ اس نے واقعی جائز ذرائع سے حاصل کی ہے۔

''اسی طرح آئندہ کیلئے کسب مال اور بذل حلال کی راہیں واضح کر دی جائیں''

''جس مال یا جائیداد کی بابت انفرادی استحقاق شرعاً ثابت نہ ہو اسے بحق سرکار ضبط کر لیا جائے''۔

''ان عدالتوں کے منصف ایک اخلاقی شرعی اور علمی امتحان مقابلہ کے بعد ایسی شرائط ملازمت پر مقرر کئے جائیں کہ ان کے ذاتی مفاد مقدماتِ زیرِ سماعت سے مخلوط نہ ہوں نیز مشرقی پاکستان کے باشندے مغربی پاکستان میں مقرر ہوں۔ علی ہذا القیاس مغربی پاکستان کے مشرقی پاکستان میں (اب ایک صوبے کے دوسرے صوبے میں مقرر کئے جاسکتے ہیں)

''اس طرح سرکاری خزانہ میں جو زمین اور اسباب جمع ہوں اس سے ہر شہری کو خوراک، پوشاک، رہائش، تعلیم، علاج، روزگار اور دیگر فطری حاجات کیلئے حسب استحقاق امداد دی جائے''۔

(ب) یہ اجلاس مزید قرار دیتا ہے کہ جاگیرداری اور سرمایہ داری کا خاتمہ صرف ملکیت کے حدود تعین کرنے سے ممکن نہیں۔ سابق حقوق مالکانہ کی تعین کے بعد یہ بھی ضروری ہے کہ مزارع و مزدور اور مالک کارخانہ یا مالک زمین کے باہمی معاہدات کی حدود بھی شرعی قوانین کے مطابق مقرر کی جائیں۔ پاکستان میں مساوات محمدی کا زریں عہد اس طرح قائم کیا جاسکتا ہے!

(ج) قوانین کی نظر ثانی میں حسب ذیل بنیادی اصول مدنظر رکھے جائیں۔

Marfat.com

1۔ اسلامی اخوت کے اصول کے ماتحت مزارع یا مزدور اور مالک اراضی و کارخانہ کی انسانی حیثیت میں کوئی فرق نہیں۔آج مزدور یا مزارع جن نفسیاتی اور معاشرتی تصورات کی بنا پر خود اپنے آپ کو پست ماننے پر مجبور ہیں۔ایسے تصورات پیدا کرنے والے اسباب ان کا معیار زندگی بلند کر کے اور عامتہ المسلمین میں عام تعلیم سے دور کئے جائیں۔

II- مزارعین کی غیر منصفانہ بے دخلی کی ممانعت۔ان کے اور انکی اولاد کے باہمی معاہدات میں مزدور یا مزارع کو مالک کے ساتھ مساوی آزادی سے شرائط ملازمت طے کرنیکا موقع ملے۔ان کے خلاف جبر واستبداد اور مظالم کا تدارک کیا جائے۔

III- یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ مزارعین کی نا منصفانہ بے دخلی فوراً روک دی جائے۔اسی کنونشن میں قرارداد ''کفالت عامہ'' بھی بدیں الفاظ منظور کی گئی۔

''یہ اجلاس حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ مملکت کے ہر شہری کیلئے روزگار، رہائش، خوراک پوشاک، تعلیم وتربیت اور طبی امداد کا اہتمام کر کے اسلامی نظریہ ربوبیت وربانیت اور اخوت ومساوات کی فی الفور تکمیل کرے اور اس طرح پاکستان کو غیر اسلامی فلسفوں کی جانب سے غریب وامیر کی برابری کے جھوٹے نعروں سے رواج پانے والی تخریبی تحریکوں سے محفوظ رکھے''۔

مزید برآں ۱۹۵۱ء میں پنجاب اسمبلی میں زرعی اصطلاحات کے بل پر تقریر کرتے ہوئے میں نے ''مختار الکونین'' اور ''بدائع الصنائع'' کے مندرجہ ذیل حوالوں سے کفالتِ عامہ کی اہمیت کو واضح کیا تھا۔

''اس میں (ا) ترجمہ، یہ بات جان لینی چاہیے کہ انسان کی ضروریات زندگی میں تین چیزیں لازمی ہیں (مرد ہو یا عورت، سب اس میں برابر ہیں) اس لیئے کہ زندگی کی بقا عبادت الٰہی کیلئے توانائی اور بقائے نسل، ان تینوں امور سے ہی وابستہ ہیں۔اس لیے امام یا خلیفہ کے ذمے واجب ہے کہ وہ ہر انسان کیلئے خواہ وہ دولت مند ہو یا غریب، امیر ہو یا فقیر مرد ہو یا عورت، اس کے حالات وضروریات کے پیش نظر ان تینوں چیزوں کے حصول کیلئے ہر قسم کی آسانیاں بہم پہنچائی جائیں (تا کہ ہر شخص اپنا معاشرتی ومعاشی حق پالے) اور وہ تین چیزیں یہ ہیں۔

اوّل:۔کھانے پینے کی سہولت۔دوم: لباس کی سہولت: خواہ وہ صوف کا ہو یا کتان اور سوت کا یا کسی بھی چیز کا

Marfat.com

ہو۔ اسلیئے کہ یہ دونوں چیزیں انسانی حیات کیلئے ضروری ہیں۔ سوم ازدواجی زندگی کی سہولت اسلیئے کہ یہ بقائے نسل کیلئے ضروری چیز ہے۔ ؎ (مختار الکونین قلمی ۴۴)

(مصنف نے یہ کتاب اپنے دور کے بادشاہوں کے مظالم سے متاثر ہو کر لکھی ہے اور امور ملت کے بارے میں یہ کتاب بے نظیر ہے۔)

(۲) اور بدائع الصنائع میں نفقات کی بحث میں یہ تصریح موجود ہے کہ جس شخص کے ذمے کسی غریب اور صاحب حاجت کی معاشی کفالت کو ضروری قرار دیا جائیگا تو اس کفالت میں یہ چند چیزیں لازمی اور ضروری ہوں گی۔

(ترجمہ) "اور اس کفیل پر واجب ہے کہ وہ صاحب حاجت کے کھانے پینے، لباس اور مکان کی کفالت کرے اور حاجت مند اگر شیر خوار بچہ ہے تو اس کے دودھ پلانے کی۔ اس لئے کہ اس معاشی کفالت کا وجوب، صاحب حاجت کی حاجت براری کیلئے ہے اور حاجت روائی میں یہ چیزیں ضروری اور لازمی ہیں اور اگر صاحب حاجت اپنی اہم ضروریات کی بنا پر کسی خادم کا محتاج ہے تو اس خادم کا نفقہ بھی کفیل کے ذمے واجب ہے۔ ؎

آپ نے اس مفصل مراسلہ میں کفالت عامہ پر جو زور دیا ہے اس کیلئے کتاب وسنت سے کئی حوالے دیئے جاسکتے ہیں۔ درج ذیل آیات میں واضح ہوتا ہے کہ رزاق مطلق نے جو کچھ دیا ہے اسمیں ہر پہلو سے اسی کا قانون جاری وساری ہے۔

(۱) و مما رزقنهم ينفقون۔ ترجمہ "اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے ہمای راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ ؎

(۲) وجعلنا لكم فيها معايش و من لستم له برازقين۔ ترجمہ "اور تمہارے لیئے اس میں روزیاں کر دیں اور وہ کر دیئے جن میں تم رزق نہیں دیتے (اللہ دیتا ہے) ؎

(۳) هو الذی خلق لكم ما فی الارض جميعا۔ ترجمہ "وہی ہے جس نے تمہارے لیئے بنایا جو کچھ زمین مین ہے۔ ؎

حق زمیں را جز متاع ما نگفت   ایں متاع بے بہا مفت است و مفت

Marfat.com

(۴) وجعل فیھا رواسی فوتھا و بارک فیھا و قدر فیھا اقواتھا فی اربعة ایام سواء للسائلین ۔ترجمہ ''اور اس میں یعنی زمین میں اوپر سے لنگر (یعنی پہاڑ) ڈالے اور اسمیں برکت رکھی اور اس میں بسنے والوں کی روزیاں مقرر کیں۔ یہ سب ملا کر چار دن میں ------ برابر ہیں حاجت مندوں کیلئے'' ۔ ۲

(۵) واللہ فضل بعضکم علی بعضکم فی الرزق فما الزین فضلو ابرادی رزقھم علی ما ملکت ایمانھم فھم فیه سواء. افبنعمت الله یجعدون ۔ترجمہ ''اور اللہ تعالی نے تم میں سے بعض کو بعض پر رزق میں برتری دی ہے۔ پھر ایسا نہیں ہوتا کہ جن کو زیادہ روزی دی گئی ہے وہ اپنی روزی کو اپنے زیر دستوں پر لوٹا دیں حالانکہ اس روزی میں وہ سب کے سب برابر کے حق دار ہیں۔ پھر کیا اللہ تعالی کی نعمتوں کے صریح منکر نہیں ہو رہے''۔ ۷

II (۱) حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''جس شخص کے پاس قوت، طاقت کے سامان اپنی حاجت سے زائد ہوں اس کو چاہیئے کہ یہ فاضل سامان کمزور کو دے دے اور جس شخص کے پاس سامان خورد و نوش حاجت سے زائد ہو اس کو چاہیے کہ یہ فاضل سامان نادار اور حاجت مندوں کو دے دے اور حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ اس طرح مختلف انواع مال کا ذکر فرماتے رہے حتی کہ ہم نے یقین کر لیا کہ ہم میں سے کسی شخص کو زائد پر کوئی حق نہیں۔ ۸

(۲) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، جس بات کا مجھے آج اندازہ ہوا ہے اگر اس کا پہلے سے اندازہ ہو جاتا تو میں کبھی تاخیر نہ کرتا اور ارباب ثروت کی فاضل دولت لے کر فقراء اور مہاجرین میں بانٹ دیتا۔ ۹

حافظ ابن قیم نے زاد المعاد مین اسی قسم کا ایک واقعہ لکھا ہے جہاں سیدنا فاروق اعظمؓ نے ایک نادار شخص کے ورثاء کو بلا کر اس کی کفالت پر مجبور کر دیا اور فرمایا اگر تم بطیب خاطر اپنے بھائی کی کفالت نہ کرو گے تو میں جبراً وصول کر کے حاجت مندوں میں تقسیم کر دونگا۔

(۳) حضرت ابو عبیدہؓ اور تین سو صحابہؓ سے متعلق یہ روایت صحت کو پہنچ چکی ہے کہ ایک موقعہ پر ان کا سامان خورد و نوش قریب الاختتام ہوا تو ابو عبیدہؓ نے حکم دیا کہ جس کے پاس جو کچھ ہے وہ حاضر کرے۔ پھر سب کو

Marfat.com

یک جا جمع کر کے ان میں برابر تقسیم کر دیا اور یوں ان کو قوت لا یموت کا سامان فراہم کیا۔ ۱۰

۴۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ دولت کے اموال پر ان غریبوں کی معاشی حاجت کو بدرجہ کفایت پورا کرنا فرض کر دیا ہے۔

پس اگر وہ بھوکے ننگے، مصائب میں مبتلا ہوں گے تو محض اسلیئے کہ اہلِ ثروت اپنا حق ادا نہیں کرتے اور اس لیے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان سے باز پرس کرے گا اور ان کی کوتاہی پر ان کو عذاب دے گا۔

(ما سلکم فی سقر .قالو الم نک من المصلین و لم نک نطعم المسکین) ۱۱

یہ اور اس قسم کی دوسری آیات اور احادیث کو دلیل میں پیش کرتے ہوئے صاحب محلّیٰ یہ مسئلہ تحریر فرماتے ہیں:۔ ''اور ہر ایک بستی کے ارباب دولت کا فرض ہے کہ وہ فقراء اور غرباء کی معاشی زندگی کے کفیل ہوں اور اگر مالِ فےء سے (بیت المال کی آمدنی سے) ان غرباء کی معاشی کفالت پوری نہ ہوتی ہو تو سلطان (امیر) ان ارباب دولت کو اس کفالت کیلئے مجبور کر سکتا ہے یعنی انکے مال سے لیکر فقراء کی ضروریات میں صرف کر سکتا ہے اور انکی زندگی کے اسباب کیلئے کم از کم یہ انتظام ضروری ہے کہ ان کی فوری حاجت کے مطابق روٹی مہیا ہو، پہننے کیلئے، گرمی اور سردی دونوں کے لحاظ سے لباس میسر ہو اور رہنے سہنے کیلئے ایک ایسا مکان ہو جو ان کو بارش، گرمی، دھوپ اور سیلاب جیسے امور سے محفوظ رکھ سکے۔

اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت پر بحث کرتے ہوئے ابنِ حزم لکھتے ہیں

''اس بات پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے اگر کوئی بھوکا، ننگا یا ضروریاتِ رہائش سے محروم ہے تو مالدار کے فاضل مال سے اسکی کفالت کرنا فرض ہے اور اگر ارباب ثروت ایسے عادل نظام کو منظور نہ کریں اور اس پر عمل پیرا نہ ہوں تو امیر کا فرض ہے کہ وہ اسلام کے اجتماعی معاشی نظام کے مطابق ارباب ثروت کو مجبور کرے اور اگر بیت المال میں مال کافی نہ ہو اور اس سے بھی قلمرو خلافت میں محروم المعیشت انسان باقی رہ جائیں، تو اہل دولت کے سرمائے سے حاصل کر کے ''حق معیشت کی مساوات'' کو بروئے کار لائے۔ خواہ وہ اہل معیشت اپنے مال میں سے تمام 'عائد شدہ مالی حقوق وفرائض ادا کر چکے ہوں''۔

جہاں تک میں نے کتاب وسنت کا مطالعہ کیا ہے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ناگریز و جو بات کو

Marfat.com

چھوڑ کر جو مال جمع کیا جائے اسے اپنے پاس جمع رکھنے کیلئے کوئی اخلاقی جواز نظر نہیں آتا۔ یسئلونک ماذا ینفقون قل العفو کی روح یہی ہے کہ ناگزیر ضروریاتِ زندگی سے زائد مال اللہ کی راہ میں صرف کر دیا جائے۔ حضرت علامہ اقبالؒ نے اس کی روح کو یوں پیش کیا ہے

با مسلمان گفت جاں بر کف بنہ ہر چہ از نہ حاجت فزوں داری بدہ

اور اس کے ساتھ ان خلقکم و بعثکم کنفس واحدہ اور مشہور حدیث الخلق عیال اللہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلامی معاشرے میں کوئی حاجت مند باقی نہ رہے۔

حضور ﷺ کو اس دعا الھم انی اسئلک فعل الخیرات و ترک المنکرات وحب المساکین الخ.... اللھم احینی مسکینا و ایاکم مسکینا اور اباکم و صغفاء کم انکم ترزقون و تنصرون بضعفاء کم کا عملی نتیجہ یہی نکلتا ہے

کس دریں جا سائل و محروم انیست عبد و مولا حاکم و محکوم نیست

اور سہ آب و نانِ ما است از یک مائدہ دودۂ آدم، کنفس واحدہ

آج کل کے معاشرے میں مالی ترجیحات اور ملازمت میں مراتب کا غیر معقول فرق و امتیاز مساواتِ محمدیؐ کی روح کو کچل کے رکھ دیتا ہے۔ کیمونسٹ ''کام کے مطابق معاوضہ'' کے علمبردار ہیں اور اسلام ضرورت کے مطابق معاوضہ'' کا اصول پیش کرتا ہے! حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے اپنے دور خلافت میں مساوات ہی کو ''اسوہ'' بنایا۔ بعض مسلمانوں نے عرض کیا: ''یا خلیفۃ الرسول ﷺ! آپ نے اس تقسیم میں سب کو برابر کر دیا۔ کاش آپ اہل سوابق و قدوم کو فضیلت دیکر زیادہ دیتے۔'' اس پر حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا: ''تم نے جو اہل سبقت، قدوم اور اہل فضیلت کی سبقت اسلام اور فضیلت کا ذکر کیا ہے، یہ تو مجھے تم سے زیادہ معلوم ہے، مگر وہ تو ایسی چیز ہے جس کا ثواب اللہ جل ثناء کے پاس ہے اور یہ معاش کا معاملہ ہے۔ اس میں ترجیح کے مقابلہ میں مساوات ہی بہتر ہے''۔ ۱۲

علیٰ ھذا القیاس سیدنا فاروق اعظمؓ نے ارشاد فرمایا: ''اگر میں آئندہ سال وظائف کے دنوں میں زندہ رہ گیا تو سابقون الاوّلون اور بعد میں آنیوالوں کو باہم ملا دوں گا اور عطایا و وظائف میں سب کو مساوی دوں گا''۔

Marfat.com

مزید برآں آپ کے یہ ارشاد لو استقبلت من امری ما استدبرت لا خذت فضول مال الاغنیاء قسمتھا علی فقراء المھاجرین ۱۳
(میری خلافت کا جو وقت گزر چکا ہے اگر وہ واپس آ سکتا تو میں دولتمندوں کے تمام فالتو مال پر قبضہ کر لیتا اور اسے مفلس مہاجرین پر تقسیم کر دیتا) سے کفالتِ عامہ کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔

اگر آپ غور کریں تو اپنی ضروریات اور اپنی اہل وعیال کی حاجاتِ اصلیہ اور مالی فرائض وواجبات کی ادائیگی کے بعد جو بچے اسے اگرچہ "قانونی طور پر پس انداز کرنے کی ممانعت نہیں، مگر بھوکے، ننگے محتاجوں کی موجودگی میں اس کیلئے کوئی اخلاقی جواز موجود نہیں اور اسے بنظر استحسان نہیں دیکھا جا سکتا۔ افضل واُولیٰ یہی ہے کہ اسے پس انداز کرنے کے بجائے حاجت مندوں میں بانٹ دیا جائے۔

والذین یکنزون الذھب والفضۃ الخ کی تفسیر میں مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ حضرت ابوذر غفاریؓ اور بعض علماء اسلام مال جمع کر کے رکھنے کو حرام بتاتے ہیں۔

کان من مذھب ابی ذر تحریم ادخاراد الا نفقۃ الاعیال و کان یفتی بذلک و یحسنھم علیہ یامرھم بہ ۱۴

ترجمہ: حضرت ابوذر غفاریؓ کا مذہب یہ تھا کہ اہل وعیال کے نفقہ سے زیادہ روپیہ جمع رکھنا حرام ہے۔ وہ اسی کا فتویٰ دیتے، اسی کی تبلیغ کرتے اور اسی کا سب کو حکم دیتے تھے۔ فی اموالھم حق السائل والمحروم ۱۵ کے بعد جمع کرنے کے حق میں کوئی دلیل باقی نہیں رہ جاتی۔

پھر اسی پر اکتفا نہیں۔ قرآن کریم نے بار بار اس پر زور دیا ہے کہ جو مالدار محتاجوں اور مسکینوں کی ضروریات پوری نہیں کرتا، اسکے لئے یہ چیلنج موجود ہے:

قرآن کی وعید:۔(۱) وذرنی والمکذبین اولی النعمۃ ،مھلھم قلیلاً وان الدین انکلا و جحیماo وطعما ذاغصۃ و عذاباً علیماً ۱۶

ترجمہ: "اور مجھ پر چھوڑ وان جھٹلانے والے مالداروں کو۔ اور انہیں بہت مہلت دو بیشک ہمارے پاس بھاری بیڑیاں ہیں اور بھڑکتی آگ اور گلے میں پھنستا کھانا اور دردناک عذاب"۔

Marfat.com

(۲) سورۃ الفجر کی مندرجہ ذیل کی آیات: کلا بل لاتکرمون یتیم و لا تحاذون الا طعام المسکین ٥وتقلونتراث اقل لما ٥و تحبون الجبال حبا جما٥ کلا اذ دکت الارض دکا دکا ٥ ے ۱۷

ترجمہ: "یوں نہیں بلکہ تم یتیم کی عزت نہیں کرتے اور آپس میں ایک دوسرے کو مسکین کے کھلانے کی رغبت نہیں دیتے اور میراث کا مال ہپ ہپ کھاتے ہو اور مال کی نہایت محبت رکھتے ہو، ہاں ہاں جب زمین ٹکرا کر پاش پاش کردی جائے تو اس وقت کیا جواب دو گے"۔

(۳) انہ کان لایوئمن باللہ العظیم ٥و لا یحض علی طعام المسکین ٥و لیس لہ الیوم ھھنا ھمیم٥و لا طعام الدمن غسلین٥ و لا یا ککمہ الخاطئون٥ ے ۱۸

ترجمہ: "بیشک وہ عظمت والے اللہ پر ایمان نہ لاتا تھا۔ اور مسکین کو کھانا دینے کی رغبت نہ دیتا، تو آج یہاں اس کا کوئی دوست نہیں، اور نہ کچھ کھانے کو، مگر دوزخیوں کا پیپ، اسے نہ کھائیں مگر خطار کار"۔

(۴) فلا اقتھم العقبہ٥وما ادرک ما العقبہ ٥فک رقبہ ٥او طعام فی یوم ذی مسقبۃ٥یتما ذا مقربۃ٥او مسکینا ذا متربۃ ۱۹

ترجمہ "پھر بے تامل گھاٹی میں نہ کودا، اور تو نے کیا جانا وہ گھاٹی کیا ہے، کسی بندے کی گردن چھڑانا یا بھوک کے دن کھانا دینا، رشتہ دار اور یتیم کو یا خاک نشین مسکین کو"۔

(۵) فلما احسو اباسنا اذاھم منھا یر کضون ٥لا تر کضو او ارجعو الی ما اترفتم فیہ و مساکنکم و لعلکم تسئلون٥ ۲۰

ترجمہ: ۔ جب انہوں نے اس تباہی کو اپنے سامنے محسوس شکل میں دیکھا تو وہ اس سے بھاگنے لگے لیکن ہمارے فرشتوں نے للکار کر پکارا اور کہا یہیں ٹھہرے رہو۔ اب تم کہاں بھاگ کر جا سکتے ہو۔ تم نے جو دوسروں کی کمائی سے سامانِ عیش فراہم کر رکھا تھا اور ایسے ایسے سر بفلک محلات تعمیر کر رکھے تھے، تا کہ تم سے پوچھا جائے کہ تم نے یہ کچھ کہاں سے لیا تھا اور تمہیں کہاں سے حق پہنچتا تھا کہ دوسروں کی کمائی پر عیش اڑاؤ"۔

Marfat.com

(۶)الا اصحاب الیمین ○فی جنت ط یتساء لون ○عن المجرمین ○ما سلککم فی سقر ○قالو الم نک من المصلین ○ولم نک نعطم المسکین ○وکنا تخوض مع الخائضین ○وکنا تکذب بیوم الدین ○ حتی اتنا الیقین ○ ۲۱ے

ترجمہ: ''مگر داہنی طرف والے (جنتی) باغوں میں پوچھتے ہیں مجرموں سے، تمہیں کیا بات دوزخ میں لیگئی۔ وہ بولے ہم دنیا میں نماز نہ پڑھتے تھے اور مساکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے اور بیہودہ فکر والوں کے ساتھ بیہودہ فکریں کرتے تھے اور ہم انصاف کے دن کو جھٹلاتے رہے یہاں تک کہ ہمیں موت آئی''۔

(۷)ویل لکل ھمزۃ المزۃ ○الذی جمع مالا وعددہ ○ایحسب ان مالہ اخلدہ ○کلا لینبذن فی الحطمۃ ○ ۲۲ے

ترجمہ: ''خرابی ہے اس کیلئے جو لوگوں کے سامنے (اہل حق کے خلاف) زبان طعن دراز کرے اور غیبت کرے۔ جس نے مال جوڑا اور گن گن کر رکھا، کیا یہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال اسے دنیا میں ہمیشہ رکھے گا، ہرگز نہیں، ضرور وہ روندنے والی (یعنی جہنم) میں پھینک دیا جائے گا''۔

(۸)الھکم التکاثر ○حتی زرتم المقابر ○کلا سوف تعلمون ○ثم کلا سوف تعلمون ○کلا لو تعلمون علم الیقین ○لترون الجحیم ○ثم لترونھا عین الیقین ○ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم ○ ۲۳ے

ترجمہ: ''تمہیں غافل رکھا زیادہ مال کی طلبی نے، یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا۔ ہاں، ہاں، جلد جان جاؤ گے، ہاں ہاں جلد جان جاؤ گے اگر یقین کا جاننا جانتے تو مال کی محبت نہ رکھتے۔ بے شک ضرور جہنم دیکھو گے، پھر بیشک اسے یقینی دیکھنا دیکھو گے پھر بیشک ضرور اس دن تم سے نعمتوں کی پرسش ہوگی''۔

(۹)ارایت الذی یکذب بالدین ○فذالک الذی یدع الیتیم ○ولا یحض علی طعام المسکین ○فویل للمصلین ○الذین ھم عن صلاتھم ساھون ○الذین ھم یراءون ○و یمنعون الماعون ○ ۲۴ے

ترجمہ: ''بھلا دیکھو تو جو دین کو جھٹلاتا ہے، پھر وہی ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے، اور مسکین کو نہ خود کھانا دیتا ہے اور نہ کھانا کھلانے کی ترغیب دیتا ہے، تو ان نمازیوں کیلئے خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں، وہ جو دکھاوا کرتے ہیں، اور برتنے کی چیز مانگے نہیں دیتے''۔

Marfat.com

(۱۰) فاما من اعطی و اتقی ٥و صدق بالحسنی ٥فسنلسیرہ للیسری ٥و اما من بخل و استغنی ٥و کذب بالحسنی ٥فسنیسرہ للعسری ٥و ما یغنی عنہ مالہ اذا تردی ٥ ۲۵

ترجمہ: ''تو وہ جس نے اپنا مال راہ خدا میں دیا، اور پرہیز گاری کی (ممنوعات ومحرمات سے بچا) اور سب سے اچھی یعنی ملت اسلام کو سچ مانا تو بہت جلد ہم اسے آسانی مہیا کردیں گے (جنت میں داخل کریں گے) اور جس نے بخل کیا اور بے پروا بنا اور سب سے اچھی کو (یعنی ملت اسلام کو) جھٹلایا تو بہت جلد ہم اسے دشواری (یعنی جہنم) مہیا کردیں گے اور اس کا مال اس کے کام نہ آئے گا۔ جب ہلاکت (یعنی جہنم) میں پڑے گا۔

ان آیات میں قرآن کی انقلابی روح جلوہ گر ہے اور اسلامی نظام معشیت کے ہر پہلو کو واضح کردیا گیا ہے۔ حضرت علامہ اقبالؒ نے مسلمانوں کو تعلیمات قرآنی کی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

دل بآیات مبیں دیگر بہند　　تا بگیر عصر نو را در کمند
داستانِ کہنہ شستی باب باب　　فکر را روشن کن از ام الکتاب
با مسلماں گفت جاں بر کف بنہ　　ہر چہ از حاجت فزوں داری بدہ
ہیچ خیر از مردکِ زر کش مجو　　لن تنالوا البر حتی تنفقوا
جز بقرآں ضیغمی روباہی است　　فقرِ قرآں اصل شاہنشاہی است
آں کتاب زندہ قرآن حکیم　　حکمتِ او لایزال است و قدیم
نسخہ اسرار تکوین حیات　　بے ثبات از قوتش گیرد ثبات
نوع انساں را پیام آخریں　　حامل او رحمۃ للعالمین
رہزناں از حفظ او رہبر شدند　　از کتاب صاحب دفتر شدند
گر تو میخواہی مسلماں زیستن　　نیست ممکن جز بقرآں زیستن

مذکورہ بالا آیات کے علاوہ قرآن پاک میں بار بار مسکین اور حاجت مند و انسانوں کی خود خدا نے وکالت کی ہے اور ایک لحاظ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ قرآن سرمایہ داری کے لئے موت ہے۔

چیست قرآں خواجہ را پیغام مرگ　　دستگیر بندہ، بے ساز و برگ

Marfat.com

بلکہ روحِ قرآن تو یہ ہے کہ کوئی کسی کا محتاج نہ رہے

کسی نباشد در جہاں محتاجِ کس　　　نکتۂ شرعِ مبیں ایں است و بس

اس روحِ قرآنی کی مزید وضاحت شارع علیہ الصلوۃ والسلام نے مندرجہ ذیل الفاظ میں جسدِ واحد کی مثال دیکر افرادِ امت کو ایک دوسرے کیلئے ایثار، اخوت، اخلاص، اعتماد اور سراپا وفا بن جانے میں فرمائی ہے۔

(۱) المومنون کرجل واحد اذا اشتکی عینه اشتکی کله وان شتکی راسه اشتکی کله۔

ترجمہ: "مومنوں کی جماعت ایک فردِ واحد کی طرح ہے کہ جب اسکی آنکھ کو تکلیف ہوتی ہے تو تمام کا تمام تکلیف میں ہوتا ہے اور جب اس کا سر دکھتا ہے تو تمام جسم تکلیف ہوتا ہے"۔

(۲) تراعومنون الذیں فی تراحمم و توادهم و تعاطعنهم کمثل الجسد، اذا شتکی عضو تراعی سائر الحبد یالسهر و الحمی[26]

ترجمہ: "تو دیکھے گا کہ مومن آپس کی محبت، ہمدردی اور مہربانی میں تن واحد کی طرح ہیں کہ جب اس کا ایک عضو بیمار ہوتا ہے تو تمام جسم بیداری اور بخار سے سراپا احتجاج بن جاتا ہے"۔

(۳) المومن للمومن بنیان یشد بعضه بعضا[27]

ترجمہ: "ایک مومن دوسرے مومن کیلئے ایسا ہے جیسے دیوار کی ایک اینٹ دوسری اینٹ کو سہارا دیتی ہے"۔

آپ نے مزارعت کی حرمت پر زور دیا ہے۔ نبی پاک ﷺ اور آپ کے خلفائے راشدین کے طرزِ عمل کو دیکھنے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ مزارعت کی موجودہ شکل جس میں زمیندار اور جاگیردار ایک آمر مطلق ہے اور کاشتکار غلامِ بے دام، کہیں بھی نظر نہیں آتی۔ جن بزرگوں نے مزارعت کے جواز کا فتویٰ دیا ہے وہاں وہ کاشتکار اور زمیندار کے مابین اسے مضاربت کی سطح پر لے آتے ہیں بلکہ نفع و نقصان میں دونوں کی شرکت اور ذمہ داری کو لازم گردانتے ہیں۔ پھر اس کے ساتھ ہی زمیندار کو پابند کرتے ہیں کہ وہ تخمِ ارضی، آلاتِ کشاورزی اور بیلوں کی فراہمی اور موجودہ دور میں ٹریکٹر وغیرہ جدید مشینی آلات کاشت و برداشت فصل کا بار بھی مالکِ زمین پر ڈالتے ہیں۔

Marfat.com

جہاں تک میرے نقطہ نگاہ کا تعلق ہے میں نے "خلافت پاکستان" کے منشور میں اس امر کی تصریح کردی تھی کہ ۱۸۶۸ء کے بعد نہ تو عشر اور زکوۃ کی وصولی کا باضابطہ اہتمام کیا گیا ہے اور نہ سارے برصغیر میں وراثت شرعی پر عمل درآمد ہوا ہے اور اس فروگزاشت کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اگر عشر زکوۃ کی وصولی کو "موثر بہ ماضی" (WITH RETROSPECTIVE EFFECT) کیا جائے تو نہ کوئی شخص ایک پائی کا مالک رہ جاتا ہے اور نہ ایک مرلے کا زمیندار۔ بہرحال جب زرعی اصلاحات کا ذکر چل پڑا ہے اور قانون وراثت پر بھی عملدرآمد شروع ہو چکا ہے تو وہ وقت قریب ہے جب مالک اور مزارع کا مسئلہ ہی ختم ہو جائے گا۔

ارضِ موات کی بابت شرعی احکام پر عمل درآمد کیا جائے۔ اس وقت لاکھوں ایکڑ اراضی جو زمینداروں اور حکومت کے پاس غیر آباد پڑی ہے، بلا تاخیر آباد کرنے والے کی ملکیت بن سکتی ہے۔ من احی ارضاً متیتا فھی لہ (جو کسی غیر آباد زمین کو آباد کریگا، اس کی ہوگی) کی بنا پر علامہ مقدسیؒ نے المغنی میں تمام آئمہ اسلام کا اجماع نقل کیا ہے۔ ھذا اجماع عامۃ الفقہا الا مصاران الموات علیک بالا حیاء۔ فقہائے امصار کا اس امر پر اتفاق ہے کہ احیاء کی وجہ سے زمین آباد کرنیوالے کی ملک بن جائیگی۔ یہی امام مالکؒ اور امام ابوحنیفہؒ کا مذہب ہے۔ من احی الارض الموات فھی لہ کو مدنظر رکھ کر علماء نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ اجازت قیام قیامت تک نافذ رہیگی اور مواتِ اراضی کو آباد کر کے اپنی ملک بنا لینے میں مسلم اور ذمی اور غیر مسلم رعایا میں کوئی فرق نہیں ہے امام ابوحنیفہؒ کا یہی مذہب ہے۔ قاضی ابو یوسفؒ "کتاب الخراج"، رقمطراز ہیں: جنگل نیستاں ہو یا تری کا علاقہ ہو یا خشکی کا، اگر کسی خاص انسان کی ملک میں نہیں ہے تو محنت مشقت کر کے جس شخص نے اسے ہموار کیا اور آباد کیا تو اس کا وہی مالک ہو جائیگا۔ جیسے مواتِ اراضی کا حال ہے۔ علاوہ ازیں حضرت جابر بن عبداللہؓ کی روایت طحاوی میں موجود ہے کہ "رسولؐ کے زمانے میں بعض لوگوں کے پاس زائد از ضرورت زمینیں تھیں۔ عموماً نصف یا چوتھائی پر اپنی زمینوں کا معاملہ کر دیتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "جس کے پاس زمین ہو اور اس میں وہ خود کاشت کرے ورنہ پھر اپنے بھائی کو دے دے۔ اگر وہ اس سے انکار کریں تو اپنے پاس سنبھال رکھے"۔ (اللہ اس سے خود نمٹ لے گا)

مزارعہ کی بحث تو وہاں ہوگی جہاں زمین کی حیثیت عشری ہو یا خراجی، مگر برصغیر پاک وہند کی اراضی کی حیثیت اس سے بالکل جدا ہے۔ دورِ مغلیہ میں زمیندار کی حیثیت "سرکاری ایجنٹ" کی تھی۔ مغل بادشاہ

Marfat.com

سارے ملک کی اراضی خود اپنے کنٹرول میں رکھتے تھے۔کبھی ضبط کر لیتے تھے۔اور کبھی اراضی کا تبادلہ کر دیتے۔ خاندان مغلیہ کے آخری دور میں مغل تاجدار شاہ عالم اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے جو معاملات اور معاہدات طے ہوئے ان میں بھی ملکیت مغلوں کی تسلیم کی گئی اور زمیندار کو حکومت اور کاشتکار کے درمیان ایجنٹ کی حیثیت حاصل تھی۔جب ہندوستان پر انگریزوں کا تسلط ہوگیا تو اراضی ہند کے بارے میں علماء کی جماعت نے قرار دیا کہ اب جب اس امر کی تعیین نہیں ہوسکتی کہ زمینوں کی حیثیت کیا ہے اور جس خریدار کو معلوم نہ ہو کہ اس زمین کی اصل حیثیت کیا ہے اس کی مملوکہ ہی سمجھی جائے گی اور جس کو یقین ہو کہ اب بھی اسی حیثیت میں ہے جو سلطنت مغلیہ میں تھی تو اس کا معاملہ جدا ہوگا۔پہلی کا نہ عشر واجب ہوگا نہ خراج اور دوسری قسم پر عشر واجب ہوگا۔

۱۹۵۱ء میں پنجاب اسمبلی میں زرعی اصلاحات پر بحث کرتے ہوئے میں نے شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے فتوی کی روشنی میں ثابت کیا تھا کہ اراضی ہند نہ عشری ہے نہ خراجی بلکہ ارضِ حوزہ کی ذیل میں آتی ہے فتاوی عزیزی کی متعلقہ عبارت کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

"اور حضرت شیخ جلال تھانیسروی قدس اللہ سرہ نے ایک رسالہ اراضی ہند کے احکام" کے بارے میں لکھا ہے اور اس میں انہوں نے اس مذہب کو کہ "ہندوستان کی زمین زمینداروں کی ملک ہے۔بہت سے دلائل اور شواہد کے ذریعے باطل قرار دیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ ہندوستان کی اراضی آج بھی بدستور عراق کی اراضی کی طرح عامۃ المسلمین کیلئے وقف ہے۔کسی شخص کی ملکیت نہیں اور نہ زمینداروں کی ملکیت ہے۔زمینداروں کا چوہدری اور نگران ہونے سے زیادہ کوئی دخل نہیں۔[۲۸]

فارسی متن درج ذیل ہے۔

"حضرت شیخ جلال تھانیسروی قدس اللہ سرہ العزیز رسالہ در احکام اراضی ہند قلمی وفرمودہ اند دراں رسالہ ایں مذہب را بشواہد ودلائل بسیار ابطال فرمودہ، تحقیق فرمودہ اند کہ اراضی ہند بدستو ر اراضی سواد عراق موقوف بر ملک عامہ المسلمین بے تخصیص اس یعنی در ملک بیت المال است و زمینداران را بیش از قیم بودن دخلے نیست" (فتاوی عزیزی جلد ا ۱۳۱ مطبع مجتبائی۔

قاضی محمد اعلیٰ تھانیسروی نے اس بارے ایک رسالہ تصنیف کیا ہے اور انہوں نے شیخ جلال ہی کے مسلک کو ترجیح دی ہے۔شیخ جلال تھانیسروی نے اس رسالے میں یہ مسلک اختیار کیا ہے کہ ہندوستان کی زمین

Marfat.com

ابتدائے فتح میں عراق کی طرح (جو حضرت عمرؓ کے زمانے میں فتح ہوا تھا) "بیت المال" ہی کی ملیت ہے اور زمینداروں کی اس کے سوا کہ وہ اس اراضی کے متولی اور داروغہ ہیں اور کاشتکاروں کو تلاش کرنے، زمین دینے اور زراعت میں امانت بہم پہنچانے اور اسی ذمہ داری کی تر دد میں رہنے کے اور ذمہ داری کی تردید کوئی حق حاصل نہیں ہے اور نہ انکی ملکیت کا کوئی دخل ہے۔ چونکہ لفظ زمیندار بھی اسی کی خبر دیتا ہے اور زمینداری میں تغیر و تبدل اور عزل و نصب اور بعض کا اخراج اور بعض کیلئے اثبات مثلاً افغان، بلوچ، سادات، مشائخ وغیرہ کو زمینداری کے اصول پر زمین دینا اس دعویٰ کی صریح تائید کرتے ہیں اور مولانا قاضی محمد اعلیٰ نے اپنے رسالہ میں ذکر کیا ہے یہ اراضی ہند نہ عشری ہے نہ خراجی، بلکہ اراضی حوزہ ہیں یعنی بیت المال اور حکومت کی ملکیت ہیں، شخصی ملکیت نہیں ہیں۔

اس فتویٰ کے بعد موجودہ زرعی اصلاحات اور بتقاضائے حالات مزید انقلابی اصلاحات کیلئے قانونی جواز موجود ہے۔ البتہ یہ امر ملحوظ خاطر رہے کہ خود مزارعین میں قانون وراثت کیوجہ سے ایک ایسا وقت آئیگا جب زمین پرزے پرزے ہو جائے گی اور اس طرح زرعی معیشت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچے گا۔ احتیاطاً ہمیں زرعی یونٹ کی حد مقرر کرنا ہوگی، چاہے وہ پچیس ایکڑ ہو یا بارہ ایکڑ۔ ماضی قریب کا تجربہ بتاتا ہے کہ زرعی اصلاحات سے جہاں محنت کش کاشتکاروں کو فائدہ پہنچا، وہاں زرعی پیداوار میں زبردست کمی آ گئی۔ اس کا مداوا یہ ہے کہ حکومت ایسے مزارعین کی مدد کرے جو اپنے مالی وسائل اور ذرائع کی بنا پر زمین کو ترقی نہیں دے سکتے۔

آپ نے یہ صحیح فرمایا ہے کہ "ظالم جاگیرداروں شقی القلب سرمایہ داروں معاشرے کے دشمنوں، عیاشوں، بدمعاشوں، مترفین، ظالمین اور بے عمل شریعت فروشوں کے خلاف مصروف جہاد رہا ہوں اور مجھے غریبوں کی مشکلات کا احساس ہے"۔ میرے بزرگوں نے اپنی اراضی خود آباد کی تھی اور اس کی ترقی میں پوری دلچسپی لیتے رہے۔ میں بخوبی جانتا ہوں کہ بقول آپ کے یہاں کا غریب انسان مظلوم اور آفت زدہ ہے۔ دیہاتوں میں استحصال پسندوں نے بے پناہ ظلم ڈھائے ہیں۔ قیام پاکستان سے لیکر آج تک کسی نے مجبور اور مظلوم کاشتکاروں کی طرف توجہ نہیں دی۔ ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ کے بعد جمہوریت اور مذہب کے علمبرداروں نے اخلاقی دیوالیہ پن کا ثبوت دیا اور گھٹیا مفادات کی خاطر قوم کی قربانیوں کو رائیگاں جانے دیا، مگر ہمیں اتنا تو انصاف کریں کہ جو لوگ ان استحصال پسندوں کے خلاف نبرد آزما رہے، نامزد وزارتوں کے

Marfat.com

پند میں نہ پڑے اور جمہوریت کی بحالی کیلئے کوشاں رہے اور ہر مقام پر اپنی بساط سے بڑھکر اسلام کی اعلیٰ وارفع قدار حیات کیلئے مصروف جہاد رہے، ان کو استحصال پسندوں کے ساتھ ایک لاٹھی سے ہانکنا ناانصافی ہے۔

آپ نے ایک مصیبت زدہ، مفلوک الحال انسان کا جو نقشہ کھینچا ہے وہ آپ کی مومنانہ بصیرت کے ساتھ ساتھ بے مثال انسانی ہمدردی اور مواخات کی دلیل ہے اور یہ بالکل صحیح صورت حال ہے کہ استحصال پسندوں نے جہاں عوام کا استحصال کیا، وہاں اسلام کو بھی تختہ مشق بنا چکے ہیں۔اس کی ساری قباحتوں کا علاج صرف معاشی مسلے کا حل نہیں بلکہ نظام حکومت کے اندر بھی انقلابی تبدیلیاں لانا ہوں گی۔

کاد الفقران یکون کفراً اور الفقر سوا دالوجه فی الدارین میں فقر و فاقہ کے تباہ کن اثبات کو مدنظر رکھ کر حضور ﷺ نے یہ دعا سکھائی: اقض عن الدین واغنی من الفقر (مجھ سے میرے قرض کے بار کو اتروایئے اور محتاجی سے مجھے بے نیاز کیجئے) جس حدیث میں حضورؐ نے اپنے مالک و خالق رزاقِ مطلق کی زبانی کہلوایا:

''اے ابن آدم! میں نے تم سے کھانا مانگا، تو نے مجھے کھانا نہ کھلایا۔ بندہ کہے گا مالک، میں آپ کو کیسے کھلا سکتا ہوں، آپ تو سارے جہاں کے پالنہار ہیں۔ تب رب العلمین فرمائیگا تجھے کیا اس کی خبر نہ تھی کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا طلب کیا، تو نے اسے نہ کھلایا اور اسی طرح علاج، لباس وغیرہ کی بابت بھی اپنے رب کی زبانی تاکید کی گئی۔

ان حالات میں نظام حکومت کا نقشہ بدلنا، خلافتِ راشدہ اور خود شارع علیہ اسلام کی حیاتِ طیبہ کو سامنے رکھنا ہوگا۔

حضرت عمرؓ نے میدے کی روٹی اس لیے چھوڑی تھی کہ سب کو میسر نہ تھی اور فرماتے تھے میں بہت ہی بُرا حاکم ہوں گا اچھا اچھا تو خود کھاؤں اور لوگوں کو خراب خستہ چیزیں کھلاؤں، قحط والے سال میں آپ کا طرز عمل ساری دنیا کے سامنے ہے کہ جب ایسی غذا جو اچھی طرح ہضم نہ ہوتی تھی اور پیٹ پھولتا تھا تو اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھتے ہوئے فرماتے ''تیرا جی چاہے تو گڑگڑا، تیرا جی چاہے تو نہ گڑگڑا اگر تیرے لیئے میرے پاس سالن اس وقت تک نہیں جب تک قحط کی مصیبت مسلمانوں کے سر سے ٹل نہ جائے''۔ ۲۹

حمص کے گورنر نے جب بالا خانہ بنوایا اور اس پر رہنے لگے تو حضرت عمرؓ نے بلا کر ڈانٹا اور

Marfat.com

پوچھا: ''تم نے بالا خانہ بنوایا ہے اور عام مسلمانوں، بیواؤں، یتیموں پہ بلندی حاصل کی ہے'' اس لیئے گرا دیا گیا۔۳۰

حضرت علی کرم اللہ وجہہ، اپنے کپڑوں میں پیوند لگاتے تھے۔ لوگوں نے کہا آپؓ امیر اور خلیفہ ہیں، آپ کرتے میں پیوند کیوں لگاتے ہیں، آپ نے جواب دیا اس سے دل میں نرمی پیدا ہوتی ہے اور مسلمان اس کو نمونہ بنا سکتے ہیں۔۳۱

آپؓ نے یہ بھی فرمایا: ''دنیا سے تیرے لیئے یہ کافی ہے جس سے تیری بھوک کا ... اور ... پوشی ... انہی کے ساتھ ایسی چیز مل جائے جس کے سائے میں ... تم کا ... کے ساتھ سواری بھی مل جائے تو پھر کیا کہنے۔۳۲

یہ سب اس لیے تھا کہ خلفائے راشدین ... مشہور حدیث کو ہر وقت سامنے رکھتے تھے ''بندے اس وقت تک اپنی ٹانگوں پہ کھڑے رہیں گے جب تک ان سے محاسبہ اور مواخذہ نہ ہو جائے۔ ان سے یہ بھی پوچھا جائیگا کہ یہ مال تم نے کن ذرائع سے حاصل کیا اور کیسے خرچ کیا''۔

اپنے گورنروں کو بھی ہر وقت اس جانب متوجہ کرتے رہتے تھے حسن کہتے ہیں ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو ایک خط لکھا جس میں مذکور تھا: ''بلا شبہ رعایا کے اعمال اس وقت تک امیر کی طرف راجع رہیں گے جب تک امیر خدا کی طرف رجوع کرتا رہے اور نیابت الٰہی کی ذمہ داریوں کو ادا کرتا رہے گا''۳۳

اس معاشرے میں اس کا واضح اعلان **لا طاعة لمخلوق فی معصية الخالق لا طاعة عن لم يطيع الله** کے ارشادات میں موجود ہے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں حضرت معاذ بن جبلؓ نے عرض کی یارسول اللہؐ! آپؐ یہ فرمائیں کہ اگر ہم پر ایسے امیر مسلط ہو جائیں جو نہ آپؐ کی سنت پر عمل کرتے اور نہ آپؐ کے ارشادات کی پرواہ کرتے ہوں، ان کے متعلق آپؐ کا کیا ارشاد ہے۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا: ''**جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہیں کرتا مخلوق پر اسکی اطاعت** نہیں رہتی''۳۴

حضرت علیؓ فرماتے ہیں ''چند کلمات ہیں جن میں حق کہا گیا ہے۔ فرمانے لگے امام پر واجب ہے کہ قرآن عزیز کے مطابق فیصلے دے اور امانت کو شعار بنائے۔ پس اگر اس نے ایسا کر لیا تو لوگوں پر واجب

Marfat.com

ہے کہ اس کی سنیں اور اطاعت کریں اور اگر کسی امر کے متعلق وہ لوگوں کو بلائے تو اسے قبول کریں ورنہ نہیں"۔

رسول ﷺ نے فرمایا: "میری امت میں سے اگر کوئی شخص لوگوں کے معاملات کا والی بنا اور اس نے ان کے معاملات کی اسطرح حفاظت نہ کی جس طرح وہ اپنے اہل وعیال کی کرتا ہے تو جنت کی بو بھی نہ پا سکے گا"[۳۵]

سیدنا صدیق اکبرؓ نے سر پر خلافت متمکن ہونے کے بعد جو خطبہ دیا اور جس کا ذکر آج کل کے حکمران بھی اکثر کیا کرتے ہیں، وہ ہمارے نظام حکومت کیلئے ایک واضح نشان راہ اور مینارہ نور ہے۔ آپ نے فرمایا: میں تمہارا امیر بنا دیا گیا ہوں، حالانکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔ (یعنی مجھے تم پر کوئی قانونی ترجیح نہیں ہے) قرآن عزیز نازل ہوا اور نبی ﷺ نے اپنی سنت کو بیان فرمایا: ہم نے سیکھا اور عمل کیا۔ انہی کے مطابق میرا اعلان ہے بلاشبہ تمہارے زبردست میرے لئیے اس وقت تک کمزور ہیں جب تک میں ان سے واجب شدہ حقوق نہ لے لوں اور تمہارے زیردست اس وقت تک زبردست ہیں جب تک ان کا حق نہ دلا دوں۔

اے لوگو! میں احکام الٰہی کا پابند ہوں، کسی بدعت کا موجد نہیں ہوں۔ پس اگر میں نیکی کی زندگی اختیار کروں، کتاب وسنت کے مطابق حکم دوں تو میری اتباع کرو اور میری مدد کرو"[۳۶]

حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں: صحیح معنوں میں خلیفہ وہی ہے جو کتاب اللہ یعنی قرآن کے مطابق فیصلے کرے اور رعیت پر اس طرح شفقت کرے جس طرح اہل وعیال پر شفقت کرتا ہے[۳۷]

اسلامی حکومت کے اندر اہل اسلام کا مشورہ نہایت ہی اہمیت رکھتا ہے اسلئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بغیر مشورے کے خلافت کا تصور ہی نہیں"۔

خود نبی اکرم ﷺ کو جن کی ہر ادا اللہ تعالی کی رضا، قضا اور منشا کے مطابق ہے، حکم دیا گیا ہے: وشاورھم فی الامر۔ امور سلطنت میں مشورہ لے لیا کریں۔ امت محمدیہ کی امتیازی شان یہ بتائی گئی ہے: وامرھم شوریٰ بینھم۔ ان کے امور سلطنت باہم مشورے سے طے ہوتے ہیں۔

بلکہ حضور ﷺ نے اسکی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: "جب تمہارے امراء نیک ہوں گے، دولت مند سخی رہیں گے اور امور سلطنت باہم مشورے سے طے کرو گے تو روئے زمین کی سلطنت تمہیں سزاوار ہے، لیکن جب تمہارے امراء شریر نفس اور بدباطن ہو جائیں گے، دولتمند بخیل اور خسیس ہو جائیں گے

Marfat.com

اور امور سلطنت میں فسق و فجور آ جائے گا تو تمہارے لئیے قبر بہتر ہے بجائے اس کے کہ تم حکومت کرو''۔

یہ سب آیات اور احادیث امت محمدیہ ﷺ کے سیاسی مزاج کو واضح کرتی ہیں۔ حضور ﷺ نے اہم امور میں بار بار شوریٰ طلب کیں۔ حتیٰ کہ حضورؐ نے اپنے بالکل ذاتی اور نجی معاملہ واقعہ افک کے متعلق بھی مجلس شوریٰ کا اجلاس طلب کیا۔ مجلس شوریٰ کا رکن کون ہو سکتا ہے، اس کی صفات کیا ہیں، یہ ایک علیحدہ مضمون کا متقاضی ہے۔

حضور ﷺ کے دور اقدس میں اصحاب بدر، انصار اور مہاجرین سب اسمیں شامل تھے۔ شوریٰ خاص اور شوریٰ عام کے الگ الگ معیار ہیں۔ بتانا یہ مقصود ہے کہ امت محمدیہؐ کے تمام امور باہم مشورے سے طے ہوتے ہیں۔ سیدنا فاروق اعظمؓ نے اراضیٔ عراق کی بابت شوریٰ طلب کی اور فرمایا ''میں نے تم کو خواہ مخواہ تکلیف نہیں دی بلکہ اسلیئے جمع کیا ہے کہ آپ بھی میری اس امانت میں شریک ہوں جو ان امور سے متعلق ہے جس کا بوجھ میرے کاندھوں پر ڈالا ہے۔ بلاشبہ میں بھی تمہاری طرح ایک فرد ہوں (عقل کل نہیں ہوں) اور تم جو آج حق کا اعلان کرو گے، مجھے اس کی سخت ضرورت ہے۔ جس کو مجھ سے اختلاف ہے وہ بلاخوف وخطر صاف صاف اپنی رائے ظاہر کرے اور جس کو اتفاق ہے، اتفاق ظاہر کرے۔ میں یہ ہرگز نہیں چاہتا کہ آپ میری رائے اور خواہش کی پیروی کریں، تمہارے پاس خدا تعالیٰ کی دی ہوئی کتاب (قرآن) موجود ہے۔ وہ حق کیلئے ناطق ہے۔ بخدا میں اگر کوئی بات کہتا ہوں تو میرا ارادہ اس گفتار میں حق کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا''۔

حضرت عمر فاروق اعظمؓ نے ہر شہری میں حریت فکر کی روح پھونک دی تھی اور جب کبھی بڑے سے بڑے حاکم سے اس معاملے میں زیادتی ہوتی، فوراً اسکی جواب طلبی کرتے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے ایک مصری قبطی سے جھگڑتے ہوئے اسے کوڑا مارا تو سیدنا فاروق اعظمؓ نے فوراً مواخذہ کیا اور فرمایا: متی استعبدتم الناس قد ولدتھم امھاتھم احرارا۔ ۳۸

ترجمہ: ''تم نے لوگوں کو کب سے غلام بنالیا حالانکہ ان کی ماؤں نے ان کو آزاد جنا ہے''۔ گورنر مصر نے عرض کی! ''امیر المومنین! مجھے اس واقعہ کی مطلق خبر نہیں ہوئی اور نہ یہ مصری میرے پاس آیا''۔ اس پر حکم دیا کہ قبطی بدلہ لے۔ گورنر مصر نے کہا ''آپ ایسا نہ کریں ورنہ عاملین میں بددلی پیدا ہوگی۔ آئندہ کیلئے ہر شخص مطالبہ کریگا''۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: الا اقیدہ منہ وقد رایت رسول اللہ ﷺ یقید من نفسہ۔ قم فاستقد۔ ۳۹

Marfat.com

ترجمہ: "میں کس لئے اس سے بدلہ دلا کر انصاف نہ کروں جبکہ میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ وہ اپنی ذات اقدس کو بدلہ کیلئے پیش فرما دیتے تھے۔ اے شخص کھڑا ہو اور بدلہ لے"۔

اس میں سیدنا عمر فاروق ؓ نے اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا جب غزوہ احد میں ایک صحابی حضرت سواد بن غزیہ صف بندی کے موقع پر ذرا آگے کھڑے ہوئے۔ حضور ﷺ نے تیر کے اشارے سے فرمایا: استو یا سواد۔ سواد اپنی لائن میں سیدھے کھڑے رہو۔ نادانستہ تیر کی نوک ان کے پیٹ میں لگ گئی۔ سواد فوراً کھڑے ہو گئے اور کہا "یا رسول اللہ آپ نے مجھے تکلیف دی حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حق و انصاف کیلئے مبعوث کیا ہے۔ پس آپ اجازت دیجئے کہ میں آپ سے بدلہ لوں۔" رسول اللہ ﷺ نے فوراً اپنا بطن مبارک کھول دیا اور فرمایا "سواد، اپنا بدلہ ضرور لو" سواد نے تیر ایک طرف رکھ دیا، اور فوراً آپ ؐ کے گلے سے چمٹ گئے اور بدن مبارک چوم لیا۔[40]

خیال رہے یہ واقع عین میدان جنگ میں پیش آیا۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ایمرجنسی ہو سکتی ہے۔ جنگی ایمرجنسی میں بھی کسی انسان کے بنیادی حقوق نہ معطل ہوئے ہیں نہ منسوخ۔ اور یہ وہ خصوصیت ہے جو حضور ﷺ کی امت کو خیر الامم کے مقام پر فائز کرتی ہے۔ چونکہ ہم ایک اہم عوامی اہمیت کے مراسلے پر گفتگو کر رہے ہیں اس لئے یہاں مزید تفصیلات کی گنجائش نہیں۔ ہم صرف یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ معاشی انصاف کیلئے مسلمانوں کے امیر کو مسئولیت کا احساس ہو اور وہ اپنے آپ کو ہر آن، ہر لحظہ خدا کا ایک عاجز بندہ اور حضور ﷺ کا ادنی خادم تصور کرے۔ معاشی انصاف، معاشرتی انصاف، سیاسی انصاف حتیٰ کہ زندگی کے ہر پہلو میں انصاف کی ضرورت ہے اور ہم یہی چاہتے ہیں کہ اگر تبدیلی آئے تو ہمہ گیر تبدیلی آئے۔

بدلنا ہے تو مے بدلو نظام مے کشی بدلو
وگرنہ جام و مینا کے بدل جانے سے کیا ہوگا

اب آخر میں ہم یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ خلفائے راشدین کی معاشرتی زندگی کا ایک مختصر نقشہ پیش کر دیں۔

سیدنا فاروق اعظم ؓ نے اپنی معاشی ضروریات کیلئے مجلس شوریٰ طلب کی اور ان سے سوال کیا کہ خلیفہ کیلئے بیت المال سے کس قدر لینا جائز ہے۔ اس پر بالاتفاق کہا: اس کو صرف اپنی ضروریات اور اپنے اہل و عیال

Marfat.com

کی ضروریات کیلئے قوت لایموت لینا چاہیے جس میں کسی قسم کی کمی زیادتی نہ ہونے پائے۔ اپنے لیئے اور اپنے عیال کے لیے سردی اور گرمی کے کپڑے، اور جہاد، روزانہ کی ضرورت، نماز، حج، عمرہ کیلئے دو سواری کے جانور اور شب و روز کیلئے ایک تمام آدمی کی خوراک اور مال غنیمت وغیرہ میں سب مسلمانوں کے برابر اس کا حصہ ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں'' ۴۱

یہ فیصلہ سننے کے بعد حضرت عمرؓ نے فرمایا: مجھ کو تمہارے مال (بیت المال) میں اتنا ہی حق ہے جس قدر یتیم کے متولی کو یتیم کے مال میں۔ اگر میں رفاہیت میں ہوں گا تو کچھ نہ لوں گا۔ اگر حاجت مند ہوں گا تو دستور کے مطابق کھانے کیلئے لوں گا۔

آپؓ نے محتاجوں، مسکینوں، بیوگان، یتامیٰ حتی کہ شیر خوار بچوں کی کفالت کا بندوبست کر دیا۔ خاص طور پر آپؓ نے اعلان فرمایا: جزیرہ العرب تو اپنی جگہ رہا، مین ساری مملکت حتی کہ سارے عراق تک ایک مثالی کفالت عامہ کا نقشہ قائم کرونگا۔ اصل الفاظ یہ ہیں ''قسم بخدا، اگر میں زندہ رہا تو اہل عراق کی بیوگان کا ایسا بندوبست کر جاؤنگا کہ میرے بعد وہ کسی امیر کے پاس حاجت مند بنکر پیش نہ ہوگی۔ ۴۲

مسئولیت کا احساس اس قدر شدید تھا کہ ایک بار آپؓ نے فرمایا ''اگر دریائے فرات کے کنارے ایک کتا بھی بھوکا رہ گیا تو خدا مجھ سے مواخذہ کرے گا۔ اے خطاب کے بیٹے! اسکے لئے تم نے مناسب بندوبست کیوں نہیں کیا شائد اسی تصور کو علامہ اقبالؒ نے اپنے مندرجہ ذیل شعر میں پیش کرنا چاہا ہے۔

جہاں بانی سے ہے دشوار تر کار جہاں بینی
جگر خُوں ہو تو چشم دل میں ہوتی ہے نظر پیدا

جب سیدنا فاروقؓ خلیفہ بنائے گے تو حضرت علیؓ نے فرمایا:

ان اردت ان تلحق صاحبک فارقع اقمیص و تلس الازادو اکلات النعل وارقع الحف و قصرا لا ملو کل دون الشبع ۴۳

''اے عمرؓ! اگر تم چاہتے ہو کہ اپنے رفیق عتیق یعنی ابو بکرؓ کی رفاقت نصیب ہو تو کرتے پر پیوند ہوں، ازار خستہ ہو، جوتیوں پر بھی پیوند ہوں، موزے پھٹے پرانے ہوں، امید کوتاہ ہو جائے اور کھانا پیٹ بھر کر نہ کھایا جائے''۔

Marfat.com

کیا بلاغت ہے اس ارشاد میں اور کس طرح افصح الفصحاء، خطیب بے بدل سیدنا علیؓ نے اپنے دونوں ساتھیوں کو شاندار انداز میں خراج تحسین پیش کیا ہے۔

سیدنا فاروق اعظمؓ نہ صرف خود ایک مومن کامل کا نمونہ بنے بلکہ اپنے تمام کارکنانِ سلطنت کو اسی معیار پر پورا اترنے کیلئے تلقین فرماتے تھے۔ آپؓ نے اپنے گورنر ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط لکھا:

''بعد حمد و صلوٰۃ یہ واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہتر والی وہ ہے جس کی رعایا خوش حال اور مامون ہو۔ اور سب سے بدبخت والی وہ ہے جس کی رعایا بدحال اور پریشان ہو۔ تم کو کجی سے بچنا چاہیے تاکہ تیرے کارندے (ماتحت افسر) بھی ظلم وزیادتی نہ کرسکیں''۔

یہی تصور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ تھا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ جیسا ناز ونعم میں پلا ہوا درویش صفت انسان بن گیا۔ ان کا سابقہ شاہانہ ٹھاٹھ اور فاخرانہ انداز ختم ہوگیا اور زندگی کے سارے طور طریقے بدل گئے۔ کتاب الخراج صفحہ ۷۲ پر ان کے متعلق یہ تاثر پیش کیا گیا۔

''پھر میں نے خلافت کے بعد ان (عمر بن عبدالعزیز) کو دیکھا تو ان کی حالت درویشوں کی سی ہوگئی تھی''

اس وقت تک جو کچھ بیان ہوا اس میں مرکزی کردار اُمت محمدیہ اور اُس کے افراد کو حاصل رہا۔ ازبس کہ اسلامی تعلیمات کا مقصد حریت انسانی، اخوت بشری اور مساوات محمدی ﷺ ہے۔

اس لیئے اسلام ایسی ہیتِ اجتماعیہ وجود میں لانا چاہتا ہے جہاں۔

آدمیت احترام آدمی باخبر شو از مقام آدمی

کی چھاپ لگی ہوئی ہو۔

حجتہ الوداع کے موقع پر حضور ﷺ نے اپنے جانباز غلاموں کو اخوت ومحبت کیساتھ ساتھ وحدت انسانی کا سبق دیا۔ کلکم ابناء آدم وآدم من تراب فرما کر یہ انقلابی اعلان فرمایا۔ عباد اللہ اخوۃ۔ یوں عملاً الخلق عیال اللہ احبھم الی اللہ انفعھم لعیالہ' (ترجمہ) تمام مخلوق اللہ کا کنبہ ہے، پس اللہ کے نزدیک پسندیدہ شخص وہ ہے جو کنبہ کے لیئے سب سے زیادہ مفید ہو۔

یہ ایسی صداقت کبریٰ ہے جو امتیاز رنگ وبو کو مٹا کر ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم کے مطابق عالمگیر معاشرہ قائم کرسکتا ہے۔

Marfat.com

الغرض اسلام نے سوسائٹی کا جو نقشہ بنایا ہے اگر اپنی صحیح شکل میں قائم ہو جائے تو صرف چند گوشے ہی نہیں بلکہ بساط زندگی کے تمام پہلوؤں کو اپنے اپنے مقام پر مستحکم بنا دیتا ہے اور اس طرح ایک ایسا اجتماعی نظام وجود میں آنے کا راستہ ہموار ہو جاتا ہے جہاں پر فرعونیت، قارونیت اور یزیدیت کا سارا طلسم پاش پاش ہو جاتا ہے اور سے

بندۂ حق بے نیاز از ھر مقام
نے غلام اُو را نہ کس را اُو غلام

کا معاشرے میں عملی رنگ بھر جاتا ہے۔

آپ نے اپنے اس مفصل خط میں عصرِ حاضر کے جن تقاضوں کو بے نقاب کیا ہے اس سے آئیندہ کا نقشہ مرتب کرنے میں بڑی مدد مل سکتی ہے۔ ہم استحصال کی تمام شکلوں کو مسترد کرتے ہیں اور محسوس کرتے ہیں کہ بقول حکیم الامتؒ

گفتند جہانِ ما آیا بتو می سازد
گفتم کہ نمی سازد گفتند کہ برہم زن

کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ اس وقت حکومت کی جانب سے جو پابندیاں عائد ہیں ان کی موجودگی میں کام کرنے کیلئے زیادہ یکسوئی، مستعدی اور دلسوزی کی ضرورت ہے اور اگر ہم نے اس وقت کمیونزم کے سیلاب کا مقابلہ کرنے کیلئے موثر لائحہ عمل مرتب نہ کیا تو پھر کوئی مہلت نہ مل سکیگی۔ زمانہ کسی کیلئے "مے شبانہ" بچانے کیلئے نہیں رکھتا۔ جو شریک محفل ہے وہی شاد کام ہے اور جو غیر حاضر ہے اس کو زمانے کا یہ جواب ہے کہ

نہ تھا اگر تو شریک محفل قصور تیرا ہے یا کہ میرا
میرا طریقہ نہیں ہے رکھ لوں کسی کی خاطر مے شبانہ (اقبالؒ)

Marfat.com

آپ کے تجویز کردہ تمام نکات اپنی جگہ درست ہیں وران کو اپنائے بغیر ہم فردوس گم گشتہ کو واپس نہیں لا سکتے۔ تاہم بعض مقامات پر ضروری تبدیلیوں کی ضرورت ہے۔ انشاء اللہ آئندہ ملاقات میں ان پر تفصیلی گفتگو ہوگی۔

فقط والسلام مع الاکرام

مخلص

محمد عبدالستار خان نیازی

حوالہ جات

۱؎ المختار الکونین ص ۴۴ قلمی ۲؎ بدائع الصنائع ج ۴ ص ۳۸ ، ۳؎ البقرہ ۳۰ ، ۴؎ الحجر ۲۰ ، ۵؎ البقرہ ۲۹ ، ۶؎ حم السجدہ ۱۰ ، ۷؎ النحل ۱۷ (روح المعانی ، ابن کثیر ، ابن جریر) ۸؎ مشکوٰۃ ۳۳۸/۲ ، ۹؎ المحلی ابن حزم ۱۵۸/۶ ، ۱۰؎ المحلی ۶ ، ۱۱؎ المحلی ۱۵۸ ، ۱۲؎ کتاب الخراج ۴۲ ، ۱۳؎ کتاب الاموال ۲۶۳ ، ۱۴؎ ابن کثیر التوبہ ، ۱۵؎ سورۃ الذاریات ، ۱۶؎ سورۃ المزمل آیت ۱۱ تا ۱۳ ، ۱۷؎ سورۃ الفجر آیت ۱۷ تا ۲۱ ، ۱۸؎ سورۃ الحاقہ آیت ۳۲ تا ۳۷ پارہ ۲۹ رکوع ۵ ، ۱۹؎ سورۃ البلد آیت ۱۱ تا ۱۶ ، ۲۰؎ سورۃ الانبیاء آیت ۱۲ تا ۱۳ رکوع ۱ ، ۲۱؎ سورۃ مدثر آیت ۳۹ تا ۴۷ رکوع ۲ ۔ ۲۲؎ سورۃ التکاثر آیت ۱ تا ۸ ، ۲۳؎ سورۃ الھمزہ آیت ۱ تا ۴ ، ۲۵؎ سورۃ الماعون آیت ۱ تا ۷ رکوع ۱ ، ۲۵؎ سورۃ اللیل آیت ۵ تا ۱۰ ، ۲۶؎ متفق علیہ ، ۲۷؎ بخاری و مسلم ، ۲۸؎ فتاوی عزیزی ۴۳/۱ ، ۲۹؎ طبری جلد ۲ صفحہ ۵۳ ، ۳۰؎ طبری ۲ ۔ ۵۳ ، ۳۱؎ طبری ۲ ۔ ۲۲۰ ، ۳۲؎ کنز العمال ، ۳۳؎ کتاب الاموال ، ۳۴؎ رواہ احمد : مجمع الزوائد ، ۳۵؎ طبرانی ، ۳۶؎ کتاب الاموال ۵ ، ۳۷؎ کتاب الاموال ، ۳۸؎ حسن المحاضرہ جلد ۱ ، ۳۹؎ کتاب الخراج ۱۱۶ ، ۴۰؎ البدایۃ والنہایۃ ، ۴۱؎ الطعام الحضارۃ العربیہ ، ۴۲؎ الحضارۃ العربیۃ ۲ ۔ ۱۸۸ ، ۴۳؎ کتاب الخراج ۱۵

Marfat.com

صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر

صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر بن مفتی محمد محمود الوریؒ بن حضرت شاہ رکن الدین الوریؒ (مصنف رسالہ ''رکن دین'') ۲۴ مارچ ۱۹۵۴ء کو حیدر آباد سندھ میں پیدا ہوئے۔ سندھ یونیورسٹی سے ۱۹۷۷ء میں ایم اے کیا۔ دینی تعلیم والد ماجد و دیگر اساتذہ سے حاصل کی۔ ۱۹۸۶ء میں جامعہ ازہر (مصر) سے بھی سند فراغت حاصل کی۔ ۱۹۹۱ء میں ''سندھ کے صوفیائے نقشبند'' کے عنوان پر ایک ضخیم مقالہ پی ایچ ڈی کیلئے سندھ یونیورسٹی میں جمع کروایا، نتیجہ کا انتظار ہے۔ (ڈگری مل گئی ہے)

جنوری ۱۹۸۴ء میں جمعیت علماء پاکستان میں شامل ہوئے۔ نومبر ۱۹۸۴ء میں سندھ شاخ کے جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔ نامساعد حالات کے باوجود مذہبی اور سیاسی محاذ پر ڈٹ کر کام کیا۔ ۱۹۸۹ء میں جمعیت علماء پاکستان، نورانی گروپ اور نیازی گروپ میں تقسیم ہوگئی تو آپ نے نورانی گروپ کا ساتھ دیا اور مئی ۱۹۹۰ء میں نورانی گروپ سندھ کے نائب صدر منتخب ہوئے۔

صاحبزادہ صاحب نے بہت سی کتابیں بھی لکھی ہیں جن میں ''بزم جاناں'' جو ان کے جدامجد حضرت شاہ رکن الدین الوریؒ کی سوانح حیات ہے، بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ پاکستان کے نامور ادیب، ماہر تعلیم اور بزرگ مصنف حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد آپ کے حقیقی ماموں ہیں

صاحبزادہ صاحب ابتداء ہی سے مولانا شاہ احمد نورانی کے زیر اثر رہے ہیں بدیں وجہ وہ مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی سے مستفیض نہیں ہو سکے اور نہ ہی حقائق کا ادراک کر سکے۔ درج ذیل خط و کتابت سے صاحبزادہ صاحب اور مجاہد ملت کے خیالات وسوچ اور فہم وفراست کا موازنہ فرمائیے اور مجاہد ملت کی بزرگانہ اور قائدانہ سیاسی بصیرت کی داد دیجئے۔

Marfat.com

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی بنام صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر

دفتر جمعیت علماء پاکستان فون:۸۷۴۷۸۳

۷۔سکندر روڈ عقب انٹرنیشنل ہوٹل اپر مال لاہور

۲۸/نومبر ۱۹۸۷ء

محبی! السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

مورخہ ۱۵، دسمبر ۱۹۸۷ء بروز منگل جمعیت علماء پاکستان کی مرکزی شوریٰ اور عاملہ کا مشترکہ اجلاس مرکزی دفتر واقع ۷۔سکندر روڈ عقب انٹرنیشنل ہوٹل اپر مال لاہور میں منعقد ہونا قرار پایا ہے۔اس اجلاس میں ملک کی عمومی سیاسی صورت حال کے علاوہ بلدیاتی انتخابات اور ان انتخابات میں موصول شدہ دھاندلیوں، ناجوازیوں اور سرکاری اثر ورسوخ کے ناجائز استعمال کی بابت غور کیا جائے گا اور آزادانہ، منصفانہ اور غیر جانبدارانہ انتخابات کی رٹ لگانیوالی حکومت کا زبردست احتساب کرنیکی تدابیر سوچی جائیں گی۔

علاوہ ازیں ''مشائخ کانفرنس'' اور ''نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس'' کو کامیاب بنانے کیلئے لائحہ عمل تیار کیا جائے گا۔نیز صاحب صدر اور جنرل سیکرٹری اپنے بیرونِ ملک دورہ کے تاثرات بیان کریں گے۔

آپ سے درخواست ہے کہ اپنے حلقہء اثر میں بلدیاتی انتخابات میں ہونیوالی دھاندلیوں اور ناجوازیوں کی مکمل رپورٹ تیار کر کے ہمراہ لائیں۔یہ اجلاس بیحد اہم ہے کیونکہ اس اجلاس میں ''نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس'' اور ''مشائخ کانفرنس'' کی کامیابی کیلئے تدابیر سوچی جائیں گی اور پروگرام مرتب کیا جائیگا۔لہٰذا آپ سے درخواست ہے کہ اپنی تمام تر مصروفیات کو موخر یا ملتوی کر کے اس اجلاس میں ضرور شرکت فرمائیں۔

فقط والسلام مع الاکرام

مخلص

محمد عبدالستار خان نیازی

سیکرٹری جنرل جمعیت علماء پاکستان

Marfat.com

صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر بنام مولانا محمد عبدالستار خان نیازی

دفتر جمعیت علمائے پاکستان صوبہ سندھ

حیدرآباد سندھ

۶۔دسمبر ۱۹۸۷ء

محترمی حضرت قبلہ نیازی صاحب، دامت برکاتہم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

نامہ گرامی موصول ہوا۔الیکشن سیل کے سلسلہ میں جو معلومات آپ نے طلب فرمائی ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

(الف) جمعیت علماء پاکستان کی یوں تو سندھ کے تمام اضلاع میں تنظیمیں ہیں لیکن اندرون سندھ کے اضلاع میں کیونکہ کوئی وڈیرہ ہمارے ساتھ نہیں اسلیئے الیکشن میں کامیابی کے ہمارے امکانات نہیں۔یہی وجہ ہے کہ وہاں اکثر اضلاع میں ہماری طرف سے کوئی امیدوار کھڑے نہیں ہوئے۔اگر کسی جگہ کھڑے کرنیکی ہمت بھی کی تو وہاں کے بااثر وڈیروں نے انہیں اپنے ڈیروں میں بلاکر ماں بہن کی عزتوں کی دھمکیاں دیں اورانکو بردستی بیٹھنے پر مجبور کردیا جیسے سانگھڑ ضلع کے سنجھورکی بلدیہ میں ہمارے جمعیت کے صدر عبدالکریم سنجھورو کے صاحبزادے کے ساتھ بھی کیا گیا ہے اور الیکشن نہیں لڑنے دیا۔

(ب) صرف چند شہروں میں جہاں ہمارا اثر تھا ہم نے امیدوار کھڑے کیے مثلاً کراچی، حیدرآباد، سکھر، نواب شاہ، میرپور خاص (ضلع تھرپارکر)۔جس میں سے کراچی میں مختلف سیاسی جماعتوں اور گروپوں کی پوزیشن درج ذیل رہی۔

مہاجر قومی موومنٹ	۹۲	آزاد	۲۳	پنجابی پختون انتخاب	۴
پاکستان مسلم لیگ	۳۱	جمعیت علماء پاکستان	۵	--------------	
پاکستان پیپلز پارٹی	۲۲	جمعیت علماء	۱	کل	۲۰۴

Marfat.com

		اسلام			
جماعت اسلامی	۲۰	سواد اعظم	۱		
جبکہ حیدرآباد میں پوزیشن یہ رہی		**بلدیہ نواب شاہ کی پوزیشن**		**بلدیہ سکھر**	
ایم کیو ایم	۳۱	این پی پی	۱۰	پی پی پی	۱۲
جمعیت علماء پاکستان	۱۲	سیّد گروپ	۷	مسلم لیگ	۱۴
پی پی پی	۲	پی پی پی	۳	منور خان گروپ	۳
مسلم لیگ	۴	آزاد	۸	جے یو پی	۲
آزاد	۱۱				
کل	۶۰		۲۸		۳۱

نوٹ:۔ صوبہ سندھ میں مجموعی طور پر مسلم لیگ اور پی پی پی تقریباً برابر رہے بلکہ مسلم لیگ کا کچھ تھوڑا سا پلہ بھاری رہا۔

جبکہ بلدیہ میر پور خاص کی ۲۶ نشستوں میں سے ۲۰ پر امیدوار ہم نے کھڑے کیے جن میں سے ایک بھی کامیاب نہ ہو سکا۔

بلدیہ نواب شاہ میں ایک بھی کامیاب نہ ہو سکا جبکہ ۱۴۔ امیدوار کھڑے کیے تھے۔ بلدیہ سکھر میں صرف ہمارے دو امیدوار کامیاب ہو سکے۔

Marfat.com

ہماری ناکامی کے اسباب مندرجہ ذیل ہیں:۔

(۱) دیہاتوں کی سطح پر جیتنے کیلئے وڈیروں کی ضرورت ہے جو ہمارے پاس نہیں۔

(۲) شہری سطح پر ہماری جماعت کی ضلعی، علاقائی اور ڈویژنل اور صوبائی تنظمیں کمزور ہیں۔

(۳) بعض مقامات پر ہماری تنظیم میں آپس کے اختلافات بھی ہیں جو رنگ لائے۔

(۴) گذشتہ الیکشن میں نظام مصطفیٰ گروپ (حنیف طیب گروپ) کیلئے میدان کھلا چھوڑ کر اس کو ایک مضبوط سیاسی قوت بنا کر ہم نے کراچی میں اپنے پیروں پر خود کلہاڑی ماری۔

(۵) جمعیت کے بیوروکریٹ جو علماء اور باصلاحیت سیاسی شخصیتوں کو جمعیت میں شامل کرانے کیلئے کبھی کوشاں نہ ہوئے بلکہ اس کیلئے مانع ہی بنے رہے اور قائدین کے سامنے ''سب ٹھیک ہے'' کا راگ الاپتے رہے۔

(۶) اہلِ سنت و جماعت کا جمعیت، جماعت اہلسنت اور اے ٹی آئی (انجمن طلباء اسلام) کی سطح پر اختلاف، افتراق اور انتشار۔

(۷) جمعیت علمائے پاکستان میں ''علماء'' ہی کی کمی اور ہر علاقہ کے بااثر امقتدر علماء، مشائخ اور آئمہ سے رابطہ کا فقدان ہے۔

(۸) عصبیت کا وہ سیلاب جس نے مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش بنادیا تھا اب وہی سیلاب صوبہ سندھ کو ''سندھو دیش'' بنانے پر تلا ہوا ہے، ''مہاجرازم'' کے سیلاب نے بڑی بڑی پارٹیوں کے ستونوں کو اس انتخاب میں گرادیا۔ جماعت اسلامی کو حیدرآباد سے صاف کردیا۔ مسلم لیگ کے اہم عہدیدار ہرادیئے۔ ایسی صورت حال میں جمعیت کی حیدرآباد میں یہ زبردست کامیابی ہے کہ اس کے تمام عہدیدار اس سیلاب کے باوجود کامیاب ہوگئے۔ اور جو ناکام ہوئے وہ صرف چند ووٹوں سے، سیکنڈ پوزیشن پر رہے۔ یہ اس بات کا ثبوت بھی ہے کہ حیدرآباد میں پارٹی کی تنظیم بہرحال مضبوط ہے اگر کراچی میں اتنی بھی مضبوط ہوتی تو جماعت اسلامی کی طرح ہم بھی ایم کیو ایم (مہاجر قومی موومنٹ) کا اچھا خاصا مقابلہ کرلیتے۔

(۹) جمعیت کے خادمین اور کارکنوں میں تربیت کا فقدان۔

Marfat.com

تجاویز:

(۱) چاروں صوبائی تنظیمیں توڑ دی جائیں اور فعال افراد پر مشتمل آرگنائزنگ کمیٹی ہر صوبہ میں بنادی جائے جو ایک ماہ کے اندر اندر تمام اضلاع میں فعال تنظیمیں قائم کریں۔ اور اس میں اس علاقہ کے فعال خادمین کے علاوہ معروف علماء، مشائخ خطباء، آئمہ اور معروف سیاسی شخصیات کو نمائندگی دی جائے۔

(۲) ناراض علماء اور مشائخ کو راضی کیا جائے اور جمعیت میں شامل کیا جائے۔

(۳) نظام مصطفیٰ ﷺ گروپ، جماعت اہلسنت اور اے ٹی آئی سے اختلافات ختم کرنے کی کوشش کی جائے۔ جب ہم نے نظام مصطفیٰ ﷺ گروپ کو خود سیاسی قوت بنا کر غلطی کر ہی لی ہے تو اب اس کو نظر انداز کرنے کی دوسری غلطی نہیں کرنی چاہیئے۔

(۴) فنڈ کی کمی کا ہر ہر قدم پر شدت سے احساس ہوتا ہے۔ خادمین کے ایک ایک روپیہ کے چندہ سے گاڑی نہیں چلے گی۔

(۵) عصبیت کے سیلاب کا مقابلہ کرنے کیلئے چاروں صوبوں میں سنی کانفرنس اور مشائخ کانفرنسیں منعقد کی جائیں۔ دوسری طرف تمام قومی سوچ رکھنے والی سیاسی جماعتوں کے ساتھ مل کر اتحاد بنایا جائے اور لسانی گروپوں کی غنڈہ گردی اور دہشت گردی کے مقابلہ کے لیے اپنے خادمین کو جدید اسلحہ سے مسلح کیا جائے، اس کے بغیر کامیابی تو بہت دور کی بات رہی ہماری بقا بھی ممکن نہیں۔ آج ہمارے نومنتخب ۱۲ کونسلروں میں سے بعض کو کلاشنکوف دکھا کر ایم کیو ایم اپنے کیمپ میں لے جارہی ہے اس کا کیا علاج؟

(۶) جمعیت کا ہر عہدیدار جمعیت کے مفاد کی خاطر اپنی انا کو ختم کرے اور خادمین جمعیت کی غلطیوں سے درگزر کرنے کی عادت ڈالے ورنہ اکبر ساقی جیسے مخلص ساتھی نامعلوم کتنے ضائع ہو جائیں گے۔

(۷) مندرجہ بالا تجاویز پر عمل کرنے سے قبل اگر مشائخ کانفرنس اور سنی کانفرنس منعقد کی گئی تو اس کے نتائج بلدیاتی انتخابات کے نتائج سے مختلف نہیں ہونگے بلکہ یہ کانفرنسیں مزید بدنامی کا باعث ہونگی۔ موجودہ صورت حال کے پیش نظر خدارا ان کانفرنسوں کو ملتوی کر دیا جائے۔

چونکہ حیدرآباد میں بلدیہ کے اپنے گروپ (غلامان مصطفیٰ ﷺ گروپ) کو منظم کرنے اور ریزرو

Marfat.com

سیٹیں اور میئر، ڈپٹی میئر کے الیکشن میں بے پناہ مصروفیت ہے۔ اسلئیے اپنے خیالات اور مشوروں کو اس خط کے ذریعہ تحریر کر کے ارسال کر رہا ہوں، ۱۵۔ دسمبر کے اجلاس میں شائد حاضر نہ ہوسکوں امید ہے کہ میرے ان خیالات سے شرکائے اجلاس کو بھی آگاہ کر دیا جائے گا۔ سب کی خدمت میں سلام۔ فقط

صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر

جنرل سیکرٹری جمیعت علماء پاکستان (صوبہ سندھ)

صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر بنام مولانا محمد عبدالستار خان نیازی

دفتر جمیعت علماء پاکستان صوبہ سندھ

تلک چاڑی حیدرآباد (سندھ)

۶۔ نومبر ۱۹۸۹ء

فون: ۳۴۶۹۳

۶۱۲۸۰۳

محترمی ومکرمی مجاہد ملت حضرت علامہ عبدالستار خان نیازی صاحب زید مجدکم

سیکرٹری جنرل۔ جمیعت علمائے پاکستان

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ۔ امید ہے مزاج گرامی مع الخیر ہونگے

بھیگی پلکوں اور زخم رسیدہ دل کے ساتھ چند گزارشات پیش کرنیکی جسارت کر رہا ہوں، امید ہے ان زخموں پر مرہم رکھنے کی ضرور کوشش فرمائیں گے:۔

(۱) گزشتہ مرکزی مجلس عاملہ وشوریٰ کے اجلاس میں اس فقیر نے عرض کیا تھا کہ آپکے اور نورانی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ کے درمیان انڈرسٹینڈنگ نہیں، دونوں کے متضاد بیانات اور عمل سے پارٹی کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ رہا ہے۔ آپ نے اسکی زبانی تردید کی لیکن عملی طور پر یہ ہوا کہ آپ باہر کھل کر آئی جے آئی (اسلامی جمہوری اتحاد) کا ساتھ دیتے رہے اور حضرت قائد اہلسنت (مولانا شاہ احمد نورانی) ان کو ضیا (جنرل

Marfat.com

محمد ضیاء الحق) کا ایجنٹ فرما کر ان سے ہمیشہ نفرت کا اظہار فرماتے رہے، آپ عورت کی حکمرانی کے خلاف اعلانیہ جہاد کا اعلان کرتے رہے جبکہ حضرت قائد اہلسنت ہمیشہ اس سے احتراز فرماتے رہے اور آج تک انہوں نے اس موضوع پر کوئی بیان نہیں دیا، اور اب عدم اعتماد کی تحریک کے موقعہ پر یہ اختلافات اور کھل کر سامنے آگئے، آپ نے یہاں تک فرما دیا کہ "اگر آئی جے آئی نے بھی یہ قرارداد پیش نہ کی تو میں اکیلا ہی پیش کردوں گا"۔ جبکہ شاہ صاحب قبلہ (مولانا نورانی) نے واشگاف الفاظ میں فرمایا کہ "میں اس موقع پر اس کے خلاف ہوں اور اس کے پیش کرنے کے حق میں نہیں" ڈان (روزنامہ ڈان کراچی) اور دیگر اخبارات اور رسائل نے آپ کے اس اختلافات پر کارٹون اور تبصرے تک شائع کیے ہیں۔

یہی الیکشن ۱۹۸۹ء سے قبل بھی ہوا کہ آپ کی وجہ سے پی پی پی (پاکستان پیپلز پارٹی) کے ساتھ اشتراک عمل نہ ہوسکا اور شاہ صاحب قبلہ کی وجہ سے آئی جے آئی کیساتھ نہ ہوسکا۔ اسطرح پارٹی کا بیڑا غرق ہو گیا۔ ملک میں اس وقت دو حکومتیں ہیں لیکن "اس دفعہ ہمارے بغیر کوئی حکومت نہیں بن سکتی" کا دعوی کرنے والی جمعیت علمائے پاکستان کہیں بھی نہیں اور کسی حکومت میں بھی شامل نہیں۔ سب کے برے ہیں۔ جبکہ وہابی اور دیوبندی دونوں جگہ مزے لے رہے ہیں۔ مرکز اور صوبہ دونوں میں وزارتِ مذہبی امور انہی کے تابع ہے۔

(۲) الیکشن میں آئی جے آئی کے ساتھ تعاون نہ کرنے کے اعتراض پر آپ کا یہ فرمانا کہ "ہم نے آخر تک کوشش کی لیکن اس طرف سے کوئی جواب نہ آیا"، اس جواب سے عوام کالانعام کو تو شائد خاموش کیا جاسکے لیکن سیاسی بصیرت رکھنے والوں کو مطمئن نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ وہ لوگ آپ کے جواب میں لفظ "تک" کو "میں" سے بدل کر آپ کو خاموش کردیں گے کہ آپ نے "آخیر تک" نہیں بلکہ "آخیر میں" کوشش کی جبکہ وقت نکل چکا تھا۔ اس کا وقت وہ تھا جب نواز شریف کراچی میں آپ کے دروازے پر تعاون کی بھیک لینے آیا تھا لیکن آپ لوگوں نے "استعفی دو" کی مہمل اور ایک ناممکن شرط رکھ کر اس کو دھکے دے دیئے۔ اس وقت پندرہ کیا پچیس پچاس سیٹیں بھی آپ مانگتے تو دیتا، لیکن جب اس نے اپنے اتحادی تلاش کر کے اپنی پوزیشن مستحکم کر لی، ان سے وعدے وعید کر لئے اور حالات نے ایسا پلٹا کھایا کہ آپ "استعفی" والا اپنا "سنہری اصولی موقف" بھی پس پشت ڈال کر اس کا ادنی سا تعاون حاصل کرنے کیلئے (بقول آپ کے) ساری رات تگ دو کرتے رہے۔ لیکن ظاہر ہے اب اسکو آپ کے ساتھ وہی سلوک کرنا تھا جو آپ نے شروع دن اس کے ساتھ کیا تھا۔ اب

Marfat.com

ظاہر ہے دھکہ دینے والوں کی خاطر وہ سینے سے لگانے والوں تو نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ بہر حال یہ سب کچھ آپ کے اندرونی اختلافات کی کرشمہ سازیاں ہیں۔ خدارا! اس حقیقت کو اب جھٹلانے کی بجائے عملی طور پر اس کو ختم کرنیکی کوشش فرمائیں ورنہ اس کے نقصانات کے اہل سنت متحمل نہیں ہو سکیں گے۔

(۳) وزیر اعظم کے خلاف عدم اعتماد کے اہم ترین اور نازک مسئلہ پر مرکزی مجلس عاملہ وشوریٰ تک سے مشورہ لینا ضروری نہیں سمجھا گیا۔ ویسے بھی اگر اجلاس بلالیا جاتا تو اس سے کیا فرق پڑتا، ہونا تو وہی تھا جو آپ چاہتے جیسا کہ اس سے قبل کئی بار ہو چکا ہے۔ جیسے افغانستان جانے کے بارے میں مجلسِ عاملہ کے اکثر اراکین کی رائے جانے کی تھی صرف آپ مخالفت کر رہے تھے اور آخیر بات آپ ہی کی رہی۔ ۱۹۸۵ء کے الیکشن میں حصہ لینے کے حق میں اکثر اراکین کی رائے تھی لیکن عمل آپ ہی کے ''حکم'' پر ہوا۔ جب ہوتا وہی ہے جو آپ چاہتے ہیں اور اراکین کی رائے کو کوئی اہمیت حاصل نہیں تو پھر ''عاملہ وشوریٰ'' کی تشکیل کا کیا فائدہ؟

(۴) آپ نے تحریک عدم اعتماد کی حمایت کرتے وقت یہ بھی نہیں سوچا کی خدانخواستہ اگر یہ تحریک کامیاب ہو گئی تو پھر ملک پر وہی ضیاء آمر کے سیاسی جانشین برسرِ اقتدار آجائیں گے اور وہی پالیسیاں ہوں گی جن کے خلاف آپ دس سال تک جدوجہد کرتے رہے ہیں اگر انہی کے ساتھ اب ملنا تھا تو دس سال تک ان کو کیوں برا کہتے رہے؟ اس وقت ان کے ساتھ مل کر کیوں نہ مسلک کو فائدہ پہنچایا؟ اس وقت جمعیت کے کسی عہدیدار نے ان سے ملنے کی کوشش کی تو اس کو اس جرم میں جمعیت سے نکال کر پارٹی کو کیوں ٹکڑے ٹکڑے کیا؟ کیا ضیاء کے جانشینوں نے اب ضیاء کی پالیسیوں سے توبہ کر لی ہے جو اب ان کیساتھ ملنا جرم نہیں رہا، یا وہ ضیاء کی برسیاں منا کر اس میں ان کے مشن کو زندہ اور جاری رکھنے کا اعلان کر رہے ہیں؟ ایسا ہے تو پھر ان کے ساتھ ملنے کا کیا جواز باقی رہ جاتا ہے؟

(۵) کیا آپ کے علم میں ہے یہ بات کہ آپ کے اس اقدام سے جمعیت پر کیا اثر پڑا ہے؟ آپ کی اطلاع کیلئے عرض ہے کہ کل سکھر میں سکھر ڈویژن کے تمام اضلاع کے عہدیداروں کا ایک بھرپور اجلاس تھا جس میں شرکاء اجلاس نے بیک زبان اس فیصلہ پر اظہار ناپسندیدگی کرتے ہوئے کہا کہ جمعیت نے مارشل لاء کی باقیات اور ضیاء کے ایجنٹوں کے ساتھ تعاون کر کے مارشل لاء کے خلاف اپنی دس سالہ جدوجہد کے بے داغ کردار کو داغدار کر دیا ہے اور ہمارے لیئے اس فیصلہ کے بعد سے اندرون سندھ تنظیم سازی کے معاملات میں سخت

Marfat.com

مشکلات پیش آرہی ہیں حتیٰ کہ ضلع شکار پور کی ایک اہم روحانی شخصیت پیر عبدالحی مدظلہ نے بتایا کہ ضلع شکار پور کی جمعیت کی تنظیم نے عوام کے ردعمل سے پریشان ہوکر استعفےٰ تک دے دیئے تھے۔

(۶) آپ نے یہ بھی نہیں سوچا کہ اس تحریک کی کامیابی کے نتیجہ میں فضل الرحمن ،سمیع الحق ،نصراللہ خان اور جماعت اسلامی جیسے دیوبندی گروپ پورے ملک پر چھا جائیں گے اور سنیوں کا اسی طرح قیمہ بنائیں گے جسطرح ضیاء کے دور میں بناتے رہے ہیں جبکہ اس کیساتھ تو صرف چند دیوبندی تھے جبکہ آئی جے آئی پورا ''دیوبند'' بنا ہوا ہے۔

آپ کو عورت کی حکمرانی کے بارے میں حدیث تو اکثر یاد رہتی ہے لیکن وہابیوں کے بارے میں ''قرن الشیطان'' اور ''لا تواکلوھم ولا تجالسوھم'' والی احادیث ایسے مواقع پر کبھی یاد نہیں آتیں جبکہ تحریک نظام مصطفیٰ میں ان سے سخت دھوکہ کھاچکے ہیں اور سخت نقصان اٹھاچکے ہیں لیکن پھر بھی ہم نے کوئی سبق حاصل نہیں کیا۔

(۷) پریس کانفرنس کے دوران جے یو پی کے صوبہ سندھ میں قاتل ،اس کے عہدیداروں اور کارکنوں کے قاتل ،عصبیتوں کی آگ میں پورے سندھ کو جلا کر راکھ کردینے والے جی ایم سید اور راجیو گاندھی کے ایجنٹ قائد اہلسنت پر گولیوں کی بوچھاڑ کرنے والے ،جلسہ عام میں ان کی نقلیں اتار کر ان کی توہین کرنے والے ،شہروں میں ڈکیتی ،چوری ،اغواء اور دہشت گردی کی کاروائیاں کرنے والے ایم کیو ایم (مسلم قاتل موومنٹ) کے درندہ عمران فاروق کو آپ کے پہلو میں بیٹھا دیکھ کر سنیوں کی آنکھیں چھلک پڑیں ،کیا عصبیتوں کیخلاف جہاد میں سنیوں نے اس لیے قربانی دی تھی؟ ''کیا نثار شہید'' کے خون کے ساتھ یہ وفا کی گئی ہے؟ کیا جمعیت کی یہی اصول پسندی ہے؟

پیپلز پارٹی سے تعاون کرنے کیخلاف اور الیکشن کے بعد بینظیر کو ووٹ نہ دینے کے حق میں آپ بڑے پرزور انداز میں یہی دلیل دیا کرتے تھے کہ پی پی پی نے ایم کیو ایم سے اتحاد کرلیا ہے اس لئے ہمارا ان سے تعاون نہیں ہوسکتا۔ اب آئی جے آئی کیساتھ تعاون کرتے وقت آپ کو یہ دلیل یاد نہیں آئی؟

(۸) کیا آپ نے ان عواقب پر بھی غور نہیں فرمایا کہ آئی جے آئی کی کامیابی کی صورت میں سندھ کے اندر آئی جے آئی کی بڑی حلیف اور ''محسن جماعت'' شیعوں کی ایجنٹ ایم کیو ایم کا راج ہوتا اور ایران کے اشارے پر''

Marfat.com

"کردوں" کی طرح یہاں سنیوں اور جمعیت کے کارکنوں کا قتل عام ہوتا، مسلک کیخلاف لوگوں کیساتھ ساتھ ان کے لسانی حریف گروپ یعنی پنجابیوں، پٹھانوں اور سندھیوں کا بھی بے دریغ خون بہایا جاتا (جسطرح انہوں نے اب تک اقتدار نہ ہونے کے باوجود کیا ہے) اس وقت نہتے معصوم سُنیّوں، پنجابیوں، پٹھانوں اور سندھیوں کو کیا آپ بچا سکتے تھے؟ اور اس وقت ملک کی تقسیم کو کیا آپ روک سکتے تھے؟

(۹) کامیابی تو بعد کی بات ہے صرف عدم اعتماد کی تحریک پیش کرنے کی وجہ سے سندھ میں نفرتوں اور عصبیتوں کی آگ مزید بھڑک گئی ہے، مسلمانوں کا قتل عام شروع ہو گیا، آج کی تاریخ تک سندھ کا ایک بڑا شہر کراچی کرفیو کی لپیٹ میں آ چکا ہے، آئندہ کے حالات کا خدا حافظ ہے۔ کیا مسلمانوں کے درمیان نفرت کے ابھار اور قتل عام کے عظیم گناہ میں سب سے زیادہ "جمعیت" شریک نہیں جس کے نمائندہ نے تحریک پر سب سے پہلے دستخط کیے ہیں۔

(۱۰) آپ اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ آئی جے آئی کی حکومت میں آپ کو بڑی پذیرائی ملتی لیکن میں پوچھتا ہوں کہ جن وہابی اور لسانی تنظیموں کے پاس ۸۔۸۔۱۴۔۱۴۔ اسمبلی ووٹ ہونگے ان کے مقابلہ میں صرف دو ووٹ رکھنے والی جماعت کو کون اہمیت دے گا؟ جبکہ اس کا اظہار ابھی سے ہونا شروع ہو گیا تھا۔

اخبارات میں آئی جے آئی کی حکومت بننے کی صورت میں جن متوقع وزراء کے نام آرہے تھے اس فہرست میں جمعیت کے کسی آدمی کا دور دور نام ونشان نہ تھا، حتیٰ کہ اسمبلی میں تحریک پر بحث کے دوران آپکو تقریر کا موقع تک نہیں دیا گیا۔ اور اگر بفرض محال آپکو اقتدار میں شریک بھی کرلیا جاتا تو کیا "دیوبند" میں بیٹھ کر "بریلی کا نظام" چل سکتا تھا؟ کیا وہابیوں کے جھرمٹ میں مسلک اہلسنت کی کوئی خدمت ہوسکتی تھی؟ ایں خیال است ومحال است وجنوں۔

(۱۱) اس کے برخلاف اس مشکل وقت میں جبکہ کوئی وہابیوں کی بڑی جماعت پی پی کیساتھ نہیں تھی اس کا ساتھ دے کر ملک میں وہابیت کے خاتمہ اور سندھ میں لسانی عصبیت کے خاتمہ کیلئے بہت کچھ کیا جاسکتا تھا۔ لیکن ہمارا تو یہ دستور اور منشور بن گیا ہے کہ ہر اقتدار میں آنے والے کے ڈانڈا لے کے پیچھے پڑ جاؤ اور جب وہ اقتدار سے ہٹ جائے تو اب اس کیساتھ مل جاؤ۔ جب تک وہ اقتدار میں ہوگا دنیا بھر کے عیوب ہمیں اس میں نظر آئیں گے اور جوں ہی وہ اقتدار سے ہٹے گا یکدم تمام عیوب ونقائص سے مبرا اور منزہ ہو جائے

Marfat.com

گا۔ ہماری نظر میں سب سے بڑا جرم ''اقتدار'' ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے وہ آمر بھی ہے، ظالم بھی ہے، فاسق بھی ہے، فاجر بھی ہے، ملک کا لوٹنے والا بھی ہے، ملک ٹکڑے ٹکڑے کرنے والا بھی ہے لیکن اقتدار کا جرم ختم ہوتے ہی سارے جرم ہماری نظر میں یک لخت ختم ہو جاتے ہیں اور وہ یکدم معصوم بن جاتا ہے۔ اس خود ساختہ اصول پر جمعیت برسہابرس سے عمل کر رہی ہے اور نہ جانے کب تک عمل کر کے سنیوں کی آرزوؤں کا خون کرتی رہے گی۔

خدارا! اب بھی وقت ہے، پی پی پی کیساتھ مذکرات کھلے دل سے کیجئے اس نے تعاون کا ہاتھ بڑھایا ہے آپ بھی بڑھائیے اور اسطرح ملک وملت اور سنیت کیلئے کچھ کر جائیے، سنی آپ کو دعائیں دیں گے ورنہ سنیت کی تباہی و بربادی پر کل قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ کے سامنے آپ سے جواب طلب کریں گے۔

امید ہے درد میں ڈوبی ہوئی اس آواز کو جو شدتِ کرب کے باعث بے ہنگم سی ہوگئی ہے درگزر فرما کر ممنون فرمائیں گے۔

جواب کا منتظر

صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر

جنرل سیکرٹری جمعیت علماء پاکستان (صوبہ سندھ)

آزاد میدان، ہیرآباد، حیدرآباد (سندھ)

۶۔ نومبر ۱۹۸۹ء، ۶ ربیع الثانی ۱۴۱۰ھ

Marfat.com

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی بنام صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر

۲۲۔اونکار روڈ، اسلام پورہ لاہور

مورخہ نومبر ۱۹۸۹ء

عزیزم! السلام علیکم ورحمتہ اللہ علیہ وبرکاتہ

آپ کا مرسلہ پیش نظر ہے جس جذبہ کے ماتحت آپ نے شکوک وشبہات کا اظہار کیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ اسی کے مطابق ان کا ازالہ کیا جائیگا۔مولانا نورانی صاحب سے ہمارے نقطہ نگاہ میں اختلافات کی بابت جو کچھ آپ نے تحریر کیا ہے وہ مبنی بر حقیقت وانصاف نہیں ہے۔آئی جے آئی اور پی پی دونوں کے مقابلہ میں ہم نے حزب اختلاف کا پارٹ ادا کیا ہے اور دونوں پر تنقید کی ہے۔آپ کا یہ کہنا کہ ''کھل کر آئی جے آئی کا ساتھ دیتے رہے'' بے بنیاد ہے۔قائد اہلسنت کی طرح ہم نے بھی ان پر سخت تنقید کی اور نفرت کا اظہار کرتے رہے، اخباری بیانات اس کے شاہد عادل ہیں۔

(۲) ایوان اسمبلی میں بلوچستان اسمبلی کی تنسیخ ،سلمان رشدی ملعون کی پلید کتاب پر احتجاج اور مجلس تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے پرامن جلوس پر فائرنگ کے خلاف جو اقدامات ہوئے ہم نے مستقل اور قائم بالذات اپوزیشن کی حیثیت میں حصہ لیا۔اس طرح عدم اعتماد کی تحریک میں بھی ہمارا انفرادی موقف واضح تھا۔اسکی تفصیلات آپ مورخہ ۱۰۔۱۱،نومبر ۱۹۸۹ء کے ''نوائے وقت'' (روزنامہ) میں دیکھ سکتے ہیں۔

(۳) اگرچہ اسمبلی پارٹی لیڈر کی حیثیت میں ہم آزادانہ فیصلے کرنے کا حق رکھتے ہیں اور کسی کے مشورے کے محتاج نہیں تاہم اس سلسلہ میں مورخہ ۱۹، ستمبر ۱۹۸۹ء کو اسلام آباد میں قائد اہلسنت (مولانا نورانی) سے مشورہ ہوا تھا۔انہوں نے حمایت کے ساتھ ساتھ متحدہ حزب اختلافات کی قیادت سے معاملات طے کرنیکی ہدایت کی تھی۔ہم نے قائم مقام صدر پیر سید برکات احمد شاہ صاحب سے درخواست کی کہ وہ مذکرات کریں۔چنانچہ انہوں نے متحدہ حزب اختلافات کے قائد مسٹر غلام مصطفیٰ جتوئی اور دیگر اہم شخصیات سے بات چیت کی۔بعد میں جمیعت علماء پاکستان کے اہم عہدیداران جنرل کے ایم اظہر، جنرل حافظ محمد حسین انصاری، مولانا جمیل احمد نعیمی، جناب صدیق ارٹھور، پروفیسر شاہ فرید الحق، صاحبزادہ محمد اکرم شاہ، خان محمد عصمت اللہ خان مستی خیل،

Marfat.com

پیر زادہ اعجاز احمد ہاشمی، پیر سید برکات احمد شاہ صاحب اور راقم الحروف کی موجودگی میں اس مسئلہ پہ تبادلہ خیالات ہوا۔ قرار پایا کہ پروفیسر صاحب ایک فارمولا مرتب کریں جسکی روشنی میں معاملات طے کئے جائیں۔ بعد میں میری عدم موجودگی میں انھوں نے ایک فارمولا مرتب کیا۔ جنرل انصاری صاحب اور پروفیسر صاحب کی اس مقصد کیلئے جتوئی صاحب سے ملاقات بھی ہوئی۔ آپ نے تحریک عدم اعتماد میں میری سرگرمی کو محل نظر ٹھہرایا۔ امید ہے کہ میرے پندرہ نکاتی چارج شیٹ مطبوعہ ''نوائے وقت'' کو دیکھنے کے بعد میرے موقف سے آپ اتفاق کریں گے۔

(۴) عورت کی حکمرانی کے سلسلہ میں میرے اور قائد اہلسنت کے نقطہ نگاہ میں آپ نے اختلافات کا تذکرہ کیا۔ اعلانیہ جہاد اور احتراز کو آپ نے اس اختلاف کا مظہر قرار دیا چونکہ یہ ایک شرعی مسئلہ ہے اسلیئے ہم دونوں کو اسکی پابندی کرنی ہوگی۔ اعتدال اور تشدد ہر شخص اپنی صوابدید کے مطابق فیصلہ کر سکتا ہے۔ اخبارات کے تبصرے ایک خاص مقصد کے پیش نظر کئے جاتے ہیں۔

(۵) حالیہ الیکشن میں آپ نے پی پی پی سے معاہدہ نہ کرنے کی ذمہ داری ہم پہ ڈالی۔ افسوس ہے کہ آپ پی پی پی کے خلاف ملک وملت کردار سے واقف نہیں جس طرح اس جماعت نے پاکستان کو دولخت کیا، جھوٹے مقدمات میں ہمیں پابند سلاسل کیا، ایک مقدمہ میں ضمانت کے بعد دوسرے میں گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ ۲۷، رمضان المبارک لیلۃ القدر کے مبارک موقع پر گرفتار کر کے ملتان، خانیوال اور وہاڑی کی جیلوں میں پھرایا اور عید الفطر بھی جیل میں رکھ کر گزاری۔ ایک دو نہیں اسی (۸۰) مقدمات میں مبتلائے عذاب کیا گیا۔ ۱۷، ستمبر ۱۹۷۶ء کو قاتلانہ حملہ کیا گیا۔ اور اسی طرح قائد اہلسنت کو گڑھی خیرو جیل کے جہنم میں ڈالا گیا۔ قاتلانہ حملے ہوئے، دستار مبارک پرزے پرزے کی گئی، تحریک تحفظ ختم نبوۃ ۱۹۷۴ء، تحریک نظام مصطفٰے ۱۹۷۷ء میں ظلم، جبر، بربریت، قتل وغارت اور سفاکیت کا مظاہرہ کیا گیا اور اب جس طرح اسلامی شریعت اور اسلامی معاشرت کو تباہ کرنے اور ملک وملت کو غارت کرنیکی خوفناک سرگرمیاں جاری ہیں اس کی موجودگی میں پی پی پی کے متعلق حسنِ ظن باعث صد حیرت واستعجاب ہے۔

(۶) حالیہ انتخابات میں تحریک استقلال، مسلم لیگ جونیجو گروپ اور مسلم لیگ نواز شریف گروپ سے جو مذکرات ہوئے اور جس طرح معاہدہ ہوا اس کی تفصیلات سے آپ قطعاً بے خبر نظر آتے ہیں۔ جنرل کے ایم

Marfat.com

اظہر، جنرل انصاری اور قائد اہلسنت سے آپ تفصیلات معلوم کریں گے تو آپ پر واضح ہو جائے گا کہ خطا کہاں ہے اور کون اس کا ذمہ دار ہے۔ کراچی اور لاہور دونوں مقامات پر ہم نے مصالحت کیلئے پوری کوشش کی جو جونیجو صاحب کے درمیان میں آجانے سے الیکشن کے موقع پر چند روز پہلے وزارت سے استعفیٰ کی بات بھی طے پا گئی تھی عملدرآمد کیوں نہیں ہوا اس کی وجوہات ہمارے ہی احباب بتا دیں گے۔ خدارا اس حقیقت النفس الامری کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

(۷) تحریک عدم اعتماد کے متعلق آپ نے صفحہ تین اور چار پر بڑی بحث کی ہے اس کا جواب آپ کو ہماری مطبوعہ تقریر سے مل جائے گا۔ ۱۹۸۵ء کے الیکشن کے بائیکاٹ کی ذمہ داری ہم پر ڈال کر آپ نے زیادتی کی ہے۔ یہ آپ کی عاملہ اور شوریٰ کا فیصلہ تھا۔ ریکارڈ سے آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ آپ کا یہ کہنا کہ یہ بائیکاٹ میرے اصرار پر ہوا، انتہائی بے خبری کی دلیل اور سراسر زیادتی ہے۔ تحریک عدم اعتماد کی کامیابی اور ناکامی کے تذکرے میں آپ نے گیارہ سالہ ''ضیائی دور'' میں ہمارے موقف پر اعتراض کیا ہے۔ اس وقت جو کچھ ہوا شوریٰ اور عاملہ کے فیصلوں کے مطابق ہوا۔ اب بھی جو موقف اختیار کیا گیا ہے اس کی بابت عاملہ اور شوریٰ میں علی الاعلان بحث کی جائیگی آپ ایک طرف تو اصول کی بات کرتے ہیں اور دوسری طرف مصلحت اور ابن الوقتی کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ آپ ٹھنڈے دل سے دونوں پہلوں کو دیکھیں حسبِ منشاء نتائج حاصل نہ ہونے پر جزع فزع اور واویلا قرین دانش مندی نہیں ہے۔ آپ نے اس پریشان نظری میں ظہور الحسن بھوپالی مرحوم اور اُن کے رفقاء کیلئے بھی وجہ جواز نکال دی ہے جو اپنی جماعت کے مؤقف کی صریحاً تغلیط و تردید ہے۔ آپ نے اپنی جماعت کی پالیسی پروگرام اور منشور کیلئے جدوجہد کے علیحدہ میدانِ عمل کو اسمبلی کی کاروائی سے ملا دیا ہے۔ متحدہ حزبِ اختلاف میں اس امر کو واضح کر دیا گیا تھا کہ جماعتی تشخص کو برقرار رکھتے ہوئے ہم تحریکاتِ التواء، استحقاق، سوالات، بجٹ، قانون سازی وغیرہ میں شش نکاتی پروگرام کے مطابق تعاون کریں گے۔ تحریک عدم اعتماد ہمارے دو ووٹوں سے نہ کامیاب ہو سکتی ہے اور نہ ہی ناکام۔ ہم اس سے علیحدہ رہیں تو یہ کھلم کھلا پیپلز پارٹی کی حمایت ہے اور جماعت کی موت ہے۔ اس لئے جب ہم دیکھتے ہیں کہ اسمبلی کی کاروائی میں اپوزیشن اپنے قانونی و آئینی حق کو استعمال کر رہی ہے تو نہ ہم تماشائی رہ سکتے ہیں اور نہ غیر جانبدار، ہمیں تلخ حقائق کا سامنا کرنا ہوگا۔ ایم کیو ایم کے ساتھ صرف آئی جے آئی کا معاہدہ ہوا ہے ہمارا معاہدہ

Marfat.com

نہیں ہوا۔ ہمارے اور آئی جے آئی کے مستقل تعاون میں آئی جے آئی اور ایم کیو ایم مستقل رکاوٹ ہیں، متحدہ حزب اختلاف سے تعاون بھی مشروط ہے۔

(۸) صفحہ ۴ پر آپ نے ایک روحانی شخصیت پیر عبدالحی مدظلہ العالی کی دل برداشتگی کا اظہار کیا ہے۔ افسوس ہے کہ پیر صاحب کو پیپلز پارٹی کی خلاف اخلاق و معاشرت تخریب کاریوں پر غصہ نہیں آیا اور محترمہ بے نظیر نے اپنی یازدہ ماہی وزارت عظمیٰ میں ملک وملت کی جس بربادی کا سامان کیا ہے اور غیر محرموں کے ساتھ خلد ملد اور ربط و اختلاط کا مظاہرہ کیا ہے۔ پیر صاحب نے اس کے لیئے کونسا شرعی جواز تلاش کیا ہے علاوہ ازیں آپ کا یہ کہنا کہ ''فضل الرحمٰن، سمیع الحق، نصر اللہ خان اور جماعت اسلامی جیسے دیو بندی گروپ پورے ملک پر چھا جائیں گے۔ الخ'' انتہائی بزدلی، بے یقینی اور بے تدبیری کی دلیل ہے۔ جمعیت پہلے بھی اپنے منشور کی تبلیغ و تعمیل کیلیے جدو جہد کرتی رہی ہے اور آئندہ بھی انشاء اللہ جرات و بساطت کے ساتھ اپنی منزل کی طرف گامزن رہے گی۔ حیف ہے کہ آپ موجودہ حکومت کے مظالم خلاف اسلام قہر مانیوں کو کوئی وقعت نہیں دیتے۔ اسمبلی کے اندر اپنے دو ووٹوں پر سارا بوجھ ڈال دیا ہے۔ اپوزیشن عدم اعتماد کی تحریک میں صرف دو ووٹوں کی محتاج نہیں اور جس جماعت نے ہمارا ایک ممبر نائب وزارت کا لالچ دے کر توڑ لیا اور ہر شعبہ میں ہمارے جانی دشمن کو آگے لانے کا پرگرام بنایا ہے حتی کہ ہمارے منصوبہ کے مطابق خلق خدا کی خیر خواہی کے کاموں کو روک کر ہمارے دشمنوں کے کام کر رہی ہے بے دینوں کو کلیدی آسامیوں پر مقرر کر رہی ہے اس خطرے سے آپ شتر مرغ کی طرح آنکھیں کیوں بند کر کے بیٹھے ہیں ہم بفضل تعالیٰ دین وملت کے دشمنوں سے مقابلہ کرتے رہے ہیں اور آئندہ بھی کرتے رہیں گے۔

؎ رہے ہیں اور ہیں فرعون میری گھات میں ابتک
مجھے کیا غم کہ میری آستیں میں ہے ید بیضا

(۹) آپ نے قرن الشیطان اور ''لا تواکلوھم ولا تجالسوھم'' والی حدیث سے غلط مفہوم مرتب کیا ہے۔ کیا ایوان اسمبلی میں بیٹھنا، سرکاری اہتمام سے منعقد ہونیوالے عشائیوں یا ظہرانوں میں شریک ہونا متحدہ حزب اختلاف میں شامل ہونے کے بعد اجتماعی تقریبات میں شامل ہونا جرم ہے تو نیشنل اسمبلی، پراونشل اسمبلی ڈسٹرکٹ کونسل وغیرہ میں حصہ لینا بھی جرم ہے۔ حدیث کے مفہوم کو سمجھنے کی کوشش کریں تو آپ پر واضح ہو جائے گا کہ

Marfat.com

مخالفین کی جانب مرتبہ اجتماع یا اپنے خالص اجتماع میں ان سے خلد ملد کو ہم نے کبھی پسند نہیں کیا اور نہ نے ہم ان میں کبھی حصہ لیا "تحریک نظام مصطفےٰ ﷺ" میں ہم ان کی خاطر شامل نہیں ہوئے تھے بلکہ اپنے مثبت موقف کیلئے قربانیاں پیش کی تھیں، دھوکہ دینے کی بات بے بنیاد ہے آپ کو بھی نامزد وزارتوں میں حصہ مل رہا تھا، آپ شامل نہیں ہوئے وہ ہو گئے۔ انہوں نے ہمیں کیا دھوکہ دیا اپنے ایمان ضمیر اور اصول کو دھوکہ دیا۔

(۱۰) ایم کیو ایم کی وجہ سے پیپلز پارٹی نے وزارت مرتب کی اور محترمہ بینظر صاحبہ تحریک اعتماد میں ۹۳ ووٹوں کی اکثریت سے کامیاب ہوئی۔ آپ نے میری صریح مخالفت کے باوجود تین ووٹ انہیں دلائے اور ساری جماعت کو بدنام کیا۔ آج یہ لوگ آئی جے آئی سے معاہدہ کے بعد اپوزیشن میں آگئے ہیں تو کیا ہم ان کے آنے کے بعد اپنا موقف بدل لیں اور حکومتی پارٹی کے ہمنوا بن جائیں۔ دشمن کے دشمن سے نقصان نہیں پہنچتا۔ پھر ہم آئی جے آئی کے معاہدہ کے پابند نہیں۔ آج اپوزیشن میں ایم کیو ایم کو دیکھ کر سینوں کی آنکھیں چھلک پڑیں تو کل روشن کیوں ہو گئیں تھیں۔ میں نے بقول جناب درندہ عمران فاروق سے کبھی بات نہیں کی بلکہ آئی جے آئی کو علی الاعلان کہہ دیا ہے کہ ان کی موجودگی میں تمہارے ساتھ تعاون نہیں ہوگا۔ جہاں تک اپوزیشن میں رہنے کا تعلق ہے وہ ہمارا ذاتی طے شدہ موقف ہے۔ پچھلے دنوں الطاف (الطاف حسین قائد ایم کیو ایم) کی دعوت پر جب اپوزیشن کے بعض ارکان کراچی گئے اور مجھے بھی رفاقت کیلئے کہا تو میں نے ان پر واضح کر دیا کہ وہ ہمارے جانی دشمن ہیں، ہمارے قاتل ہیں اور ہم پر فائرنگ کی ہے اس لیے ان کی دعوت کو میں ہرگز قبول نہیں کر سکتا۔ آپ نے یہ بھی کہا ہے کہ دو ووٹ رکھنے والی جماعت کو کون اہمیت دیگا۔ یہ ایوان اسمبلی کے اصول وضوابط اور طریقہ کار سے ناواقفیت کی دلیل ہے ہم نے گیارہ ماہ کے عرصہ میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ برسر اقتدار پارٹی اور اپوزیشن دونوں اس کا انکار نہیں کر سکتے۔ تحریک پر بحث کے دوران اپوزیشن نے دس (۱۰) ارکان کے نام دیئے تھے۔ میرا پانچواں نمبر تھا۔ نوابزادہ نصر اللہ خان چھٹے نمبر پر تھے۔ سپیکر نے عین موقع پر تعداد محدود کر دی اور برسر اقتدار پارٹی کی جانب سے صرف وزیر اعظم کو خطاب کرنیکا موقع دیا۔ ہم نے اس کا متوثر حل تلاش کر لیا ہے اور مجوزہ تقریر بالتفصیل "نوائے وقت" (روزنامہ لاہور) کی ۱۱،۱۲ نومبر کی اشاعت میں شامل کرا دیا۔ اسمبلی کے ماحول میں نہ دیوبندی نظام کیلئے دروازے کھلے ہیں اور نہ کسی دوسرے نظام کیلئے۔ ہم نے اپنی ہمت سے ادھر اپنے نصب العین کے حصول کیلئے جدوجہد کرنی ہوگی۔

Marfat.com

(۱۱) آپ نے کراچی، حیدرآباد اور سندھ میں قتل و غارت کا تذکرہ کیا ہے اور کرفیو راج کا بھی شکوہ کیا ہے، یہ ظلم وستم تو دو تین سال سے جاری ہے عدم اعتماد کی تحریک سے کمی پیشی آپ کی غلط فہمی ہے۔ آپ کا یہ کہنا کہ ''جبکہ کوئی وہابیوں کی بڑی جماعت پی پی کے ساتھ نہیں تھی اس کا ساتھ دیکر ملک میں وہابیت کے خاتمہ اور سندھ میں لسانی عصبیت کے خاتمہ کیلئے بہت کچھ کیا جا سکتا تھا۔ یہ سراسر سیاسی سوجھ بوجھ سے تہی دامن ہونے کے باعث کہا جا رہا ہے۔ آپ نے اس پارٹی کا ساتھ دیکر گیارہ ماہ میں کیا حاصل کر لیا ہے جو آئندہ نہیں کر سکو گے۔ ایک رافضیہ وزیراعظمی کی موجودگی میں سنیت کی خیر خواہی کی کون سی علامات ہیں جن سے آپ آئندہ محروم ہو جاؤ گے۔

(۱۲) آپ نے افغان مسئلہ کی بابت بھی لب کشائی کی ہے اور یہ ظاہر کیا ہے کہ مولانا (نورانی) کو ہم نے (افغانستان) جانے سے روک دیا تھا۔ یہاں پر بھی آپ کی حقائق و واقعات سے لاعلمی اور بے خبری ظاہر ہو رہی ہے۔ افغانی قونصل جنرل کی مولانا (نورانی) سے ملاقات ہوئی۔ میری موجودگی میں مولانا نے ان پر اعتراض کیا کہ جب تک تم روس کے آلہ ءکار اور گماشتے رہو گے ہم اعتماد نہیں کر سکتے۔ ازاں بعد مجاہدین کے ایک وفد نے بھی ہم سے ملاقات کی اور اپنا نقطہ ءنگاہ ہمارے سامنے پیش کیا۔ مولانا نے حمایت کا یقین دلایا تھا۔ ویسے آپ غور کریں کہ روسی کٹھ پتلی نجیب انتظامیہ کے علماء کی دعوت پر کابل کا دورہ ہمارے لئیے کیسے باعث عز وشرف ہو سکتا تھا۔ ائر مارشل اصغر خان کے دورہ کے بعد ان کی جو ''نیک نامی'' ہوئی ہے وہ ہر کہ ومہ پر روشن ہے میں اب بھی سمجھتا ہوں کہ جس انتظامیہ نے روس کی مدد سے اپنے پندرہ لاکھ بھائیوں کو شہید کیا ہے، تین لاکھ کو مجروح کر کے اپاہج و معذور بنا دیا ہے۔ کھتیاں، کھلیان، کارخانے برباد کر دیئے ہیں اور ۵۰ لاکھ کو جلا وطن کر دیا ہے ان سے میل ملاپ اور مذاکرات کہاں تک ہمارے لئے مفید ہو سکتے ہیں۔ آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ اصولی طور پر الیکشنی اتحاد کے حق میں نہ تھا صرف مفاہمت کے ذریعہ بعض نشستوں میں ردو بدل کیا جا سکتا تھا۔ چونکہ اکثر احباب اس کے حق میں تھے اس لئے میں نے ساتھ دیا۔ بہر حال اب الیکشن میں ناکامی پر واویلا یا وامصیبتا کہنے کی بجائے آئندہ کیلئے تیاری کی جائے۔ آپ نے پارلیمانی پارٹی کو جماعتی مشورے کا پابند بنانے پر بڑا زور دیا ہے حالانکہ ورکنگ کمیٹی نے اسے اپنے داخلی امور میں آزاد و خود مختار بنا دیا تھا۔ اس کے باوجود ہم نے ہر مرحلے پر مشورے کئے۔ آپ ذرا اپنے طرز عمل کو بھی تو دیکھیں کہ طاہر القادری کی دعوت پر

Marfat.com

زائرانِ حریم مغرب کی رفاقت کا آپ نے پہلے فیصلہ کرلیا تھا۔ آپکی سیٹیں محفوظ ہو چکی تھیں۔ ہمارے مشورے پر آپ نے وعدہ کیا کہ کانفرنس میں نظام مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کی شرح وبسط کے ساتھ وضاحت کریں گے مگر وہاں جا کر آپ نے جو "وضاحت" کی وہ ہر ایک کو معلوم ہے۔

افسوس ہے کہ آپ کا انداز تحریر طنز و تعریض اور جرح و احتساب کا رنگ لئے ہوئے ہے۔ یہ درد میں ڈوبی ہوئی تحریر نہیں ہے بلکہ شکوہ و شکایت کے نشتر ہیں۔ ہم نے آپ کی نا تجربہ کاری، سیاسی ناپختگی اور مغلوب اور تعصب جذباتی مذہبیت کو مد نظر رکھ کر فراخدلانہ وسعتِ قلبی کا مظاہرہ کیا ہے، جس کے آپ مستحق نہیں تھے۔ بوجہ عدیم الفرصتی دیر سے جواب دے رہا ہوں، امید ہے اس سے آپ کے شکوک و شبہات کا کافی ازالہ ہو جائیگا۔ فقط والسلام مع الاکرام

مخلص

محمد عبدالستار خان نیازی

جنرل محمد ضیاء الحق

جنرل محمد ضیاء الحق (۱۹۲۴ء۔۱۹۸۸ء) ۱۹۷۷ء میں ذوالفقار علی بھٹو کا تختہ الٹ کر ملک میں مارشل لاء نافذ کر کے سربراہ مملکت بنے۔ انہوں نے اپنے بارہ سالہ دور حکومت میں "نفاذِ اسلام" کے لیے خوب پروپیگنڈا کیا مگر عملی طور پر کچھ بھی نہ کیا۔ اگر یہ کہا جائے کہ جنرل صاحب نے اپنی کرسی کی حفاظت اور استحکام کیلئے "اسلام" کے نام کو خوب استعمال کیا تو بے جا نہ ہوگا۔

ان کے طویل آمرانہ دور حکومت میں مجاہد ملت حضرت مولانا عبدالستار خان نیازی اور ان کے سرفروش ساتھیوں نے "مقامِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کے تحفظ" اور "نظام مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کے نفاذ" کیلئے مجاہدانہ، مومنانہ اور عاشقانہ کردار ادا کیا۔ مگر افسوس کہ جنرل صاحب کے دور میں اسلام کو جتنا نقصان پہنچا اس کی تلافی مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔

جنرل صاحب کے دور میں اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلویؒ کے ترجمۂ قرآن پاک (کنزالایمان) پر سعودی عرب، کویت اور متحدہ عرب امارات وغیرہ میں پابندی لگا دی گئی اور اسطرح عالم اسلام کے سوادِ اعظم کی دل آزاری کی گئی۔ مگر افسوس کہ جنرل صاحب نے اپنے مخصوص مذہبی نظریات کی وجہ سے اس طرف کوئی توجہ نہ فرمائی۔ جنرل صاحب سے مجاہد ملت کی خط و کتابت اسی سلسلہ میں تھی جو درج ذیل ہے۔

Marfat.com

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی بنام جنرل محمد ضیاء الحق صدر پاکستان

۲۲۔اونکارروڈ، اسلام پورہ لاہور

۲۷، مارچ ۱۹۸۲ء

محبی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کئی مسائل کے بارے میں آپ کی خدمت میں کچھ لکھنا چاہتا تھا۔ مگر سردست صرف ایک اہم معاملہ کی جانب آپکی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ امید ہے آپ کامل یکسوئی کیساتھ ان معروضات کا مطالعہ کریں گے اور پاکستان کے سواد اعظم اہل سنت و جماعت کے عقائد ونظریات سے کما حقہٗ آگاہی حاصل کریں گے۔ مورخہ ۷، مارچ کے اخبارات سے معلوم ہوا کہ حکومت عرب امارات کے وزیر انصاف، اوقاف وامورِ مذہبیہ نے رابطہ عالم اسلامی کے سیکرٹری جنرل جناب محمد علی الحرکان کی تائید وحمایت سے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہلسنت مولانا احمد رضا خان بریلویؒ کے ترجمۂ قرآن (کنزالایمان) اور صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادیؒ (داعیٔ بنارس سنی کانفرنس منعقدہ ۲۷۔۲۸۔۲۹، اپریل ۱۹۴۶ء برائے پاکستان) کے تفسیری حاشیہ (خزائن العرفان) کی ضبطی اور تلفی کے احکام جاری کئے ہیں، جس سے پوری دنیائے اہلسنت کے دینی جذبات مجروح ہوئے ہیں۔

جمعیت علمائے پاکستان کی مجلس شوریٰ اور مرکزی مجلس عاملہ کے مشترکہ اجلاس منعقدہ ۱۴۔۱۵ مارچ ۱۹۸۲ء کی قراداد منسلکہ ہذا میں تفصیلی کوائف درج ہیں۔

آپ سے درخواست ہے کہ اس کا بنظر غائر مطالعہ فرما کر عالم اسلام کے اتحاد استحکام اور آزادی فکر و نظر کی حفاظت کیلئے عرب امارات کو اس فرقہ وارانہ، متعصبانہ اور تنگدلانہ اقدام سے باز رکھیں۔

ہماری خواہش ہے کہ کتاب الٰہی قرآن حکیم کا ایک متفق علیہ معیاری ترجمہ پیش کیا جائے۔ (جس طرح روئے زمین پر بائیبل (عہدنامہ قدیم وجدید کا صرف ایک ہی ترجمہ موجود ہے) جس پر پوری امت مسلمہ کا اجماع ہو۔ اس مہتم بالشان کام کیلئے جملہ اسلامی مکاتب فکر کے سرکردہ ونمائندہ علماء، مفسرین کی ایک عالمی مؤتمر منعقد کی جائے۔ اس کانفرس میں علمی وتحقیقی انداز سے واحد اور معیاری ترجمہ مرتب کر کے ساری دنیا میں اس کی

Marfat.com

اشاعت کا بندو بست کیا جائے۔ جب تک کسی ایک ترجمہ پر اجماع امت نہیں ہو جاتا، کوئی شخص ادارہ فرقہ، گروہ یا حکومت اپنی مرضی اور پسند کا ترجمہ مسلط نہیں کر سکتی۔

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلویؒ کا ترجمہ اور صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادیؒ کا تفسیری حاشیہ سلف صالحین کی تفاسیر کے عین مطابق ہے۔ کسی جگہ تفسیر بالرائے سے کام نہیں لیا گیا۔

اپنے اس دعوے کے ثبوت میں مروجہ تراجم کے تقابلی مطالعہ کی جانب آپ کی توجہ مبذول کرتا ہوں۔

(۱) ذلک الکتب لا ریب فیہ۔ (البقرہ آیت نمبر ۱)

ترجمہ: ''مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی۔ اس کتاب میں کوئی شک نہیں۔

''مولانا اشرف تھانوی: ''یہ کتاب ایسی ہے جس میں کوئی شبہ نہیں۔

''مولانا احمد رضا خان بریلوی: ۔وہ بلند مرتبہ کتاب (قرآن) جس میں کوئی شُبہ نہیں۔

ان تراجم کو دیکھیں تو واضح ہو گا کہ کوئی شک نہیں، خلافِ واقعہ ہے۔ کفار و مشرکین اس میں شک کرتے تھے۔ اسلیئے قرآن نے ان کو چیلنج دیا۔ نفی کی وجہ سے جگہ لکھا گیا ہے۔ مثلاً آپ کہہ سکتے ہیں کہ مسجد کی کوئی ناپاک جگہ نہیں۔ ہاں اس میں ناپاک چیز داخل ہو سکتی ہے۔

(۲) لنعلم من یتبع الرسول ممن ینقلب علی عقبیہ۔ (البقرہ آیت: ۱۴۳)

ترجمہ: مولانا محمود حسن۔ مگر اس واسطے کہ معلوم کریں کہ کون تابع ہوتا ہی رہیگا رسول کا اور کون پھر جائے گا۔ الٹے پاؤں۔

ترجمہ: مولانا اشرف علی تھانوی ''کہ ہم کو معلوم ہو جائے کہ کون رسول اللہ کا اتباع اختیار کرتا ہے اور کون پیچھے کو ہٹتا جاتا ہے۔

ترجمہ: مولانا احمد رضا خان بریلوی ''کہ دیکھیں کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے ''معلوم ہو جائے اور معلوم کریں'' کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کسی طرح درست نہیں ہے کیونکہ اسے سب کچھ معلوم ہے۔ وھو بکل شیءٍ علیم اس کی بجائے دیکھیں یا ظاہر کریں شان الوہیت کے موافق اور محاورہ لغت کے عین مطابق ہے۔

Marfat.com

(۳) آیت: انما حرّم علیکم و لمیتة والدم ولحم الخنزیر وما اھل بہ بخیر اللہ

(پارہ نمبر ۲ رکوع نمبر پانچ)

ترجمہ: مولانا اشرف علی تھانوی: ''اللہ تعالی نے تو تم پر حرام کیا ہے مراد کو اور خون کو (جو بہتا ہو) اور خنزیر کے گوشت کو (اسی طرح اس کے سب اجزا کو بھی) اور ایسے جانوروں کو جو (بقصد تقرب) غیر اللہ کے نامزد کر دیا گیا ہو''۔

مولانا عبدالماجد دریابادی نے بھی ''اہلال'' کے معنی نامزد کرنا لکھے ہیں جو کہ عربی لغت کے اعتبار سے غلط ہیں۔ امام احمد رضا خان بریلوی کا ترجمہ یہ ہے: ''اس نے یہی تم پر حرام کئے ہیں مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لیکر ذبح کیا گیا۔ آپ کا ترجمہ عربی لغت کے اعتبار سے بھی درست ہے اور حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور سلف صالحین کے تراجم و تفاسیر کے عین مطابق ہے۔

(۸) و مکروا و مکر اللہ واللہ خیر الماکرین (پارہ:۳، رکوع ۱۳۶)

ترجمہ: مولانا محمود حسن دیوبندی: ''اور مکر کیا ان کافروں نے اور مکر کیا اللہ نے اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے۔

''مولانا احمد رضا خان بریلوی:۔ ''اور کافروں نے مکر کیا اور اللہ نے ان کے ہلاک کرنے کی خفیہ تدبیر فرمائی اور اللہ سب سے بہتر چھپی تدبیر والا ہے۔

لغت عربی میں ''مکر'' خفیہ تدبیر کو کہتے ہیں۔ اردو میں یہ لفظ دھوکہ اور فریب جیسی متبذل صفات کے اظہار کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کیلئے ''مکر'' اور ''داؤ'' جیسے الفاظ کا استعمال صریح گستاخی اور دریدہ ذہنی کا مظاہرہ ہے۔ اعلی حضرت بریلویؒ کا ترجمہ شان الوہیت کے مطابق ہے۔

(۵) و لما یعلم اللہ الذین جاھدوا منکم و یعلمالصبرین (پارہ ۴، رکوع ۵)

ترجمہ: ''مولانا محمود حسن: اور ابھی تک معلوم نہیں کیا اللہ نے جو لڑنے والے ہیں تم میں اور معلوم نہیں کیا ثابت رہنے والوں کو''۔

ترجمہ: امام احمد رضا خان: ''اور ابھی اللہ نے تمہارے غازیوں کا امتحان نہ لیا اور نہ صبر والوں کی آزمائش کی''

مولانا محمود حسن صاحب کے ترجمہ میں خدا تعالیٰ کیلئے لاعلمی کا اظہار ہے۔ جو صریحاً صوءادب ہے۔ اعلی حضرت کا ترجمہ شان خداوندی کے مطابق ہے۔

Marfat.com

(۶) ان المنفقين يخدعون الله و هو خادعهم (النساء ۱۴۲، پارہ ۵، رکوع ۱۸)

ترجمہ: مولانا محمود حسن: ''البتہ منافق دغابازی کرتے ہیں اللہ سے اور وہی انکو دغا دے گا۔

اعلیٰ حضرت بریلوی: بے شک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو فریب دیا چاہتے ہیں اور وہی انہیں غافل کر کے مارے گا۔

(۷) افامنوا مکر الله فلا يا من مکر الله الا القوم الخسرون (پارہ ۹، رکوع ۲)

ترجمہ: مولانا محمود حسن: ''کیا بے ڈر گئے ہو اللہ کے داؤ سے۔ سو بے ڈر نہیں ہوتے اللہ کے داؤ سے مگر خرابی میں پڑنے والے اعلیٰ حضرت بریلوی: ''کیا اللہ کی خفی تدبیر سے بے خبر ہیں تو اللہ کی خفی تدبیر سے نڈر نہیں ہوتے مگر تباہی والے''۔

(۸) و یمکرون و یمکر الله و الله خير الماکرين (پارہ ۹، رکوع ۱۸)

ترجمہ: مولانا محمود حسن اور وہ بھی داؤ کرتے تھے اور اللہ بھی داؤ کرتا تھا اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے۔

اعلیٰ حضرت بریلویؒ:۔ اور وہ اپنا سا مکر کرتے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا۔ اور اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے بہتر ہے۔

(۹) نسو الله فنسيهم (پارہ ۱۰: رکوع ۱۵)

ترجمہ: مولانا محمود حسن:۔ ''بھول گئے اللہ کو سو وہ بھول گیا ان کو''

مولانا اشرف علی تھانوی: ''انہوں نے خدا کا خیال نہ کیا۔ پس خدا نے ان کا خیال نہ کیا''

اعلیٰ حفرت بریلوی: ''وہ اللہ کو چھوڑ بیٹھے تو اللہ نے انہیں چھوڑ دیا''

نَسُی'' کے معنی بالا ارادہ اور بے ارادہ بھول جانے کے بھی ہیں اور نظر انداز کرنے اور چھوڑ دینے کے بھی۔ بھول جانے کے الفاظ خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا سوء ادب اور خلاف شان الوہیت ہے۔

(۱۰) قل الله اسرع مکرا، (پارہ ۱۱، رکوع ۸)

ترجمہ: مولانا محمود حسن کہہ دے اللہ سب سے جلد بنا سکتا ہے حیلے

اعلیٰ حضرت بریلویؒ: ''تم فرما دو اللہ کی خفیہ یدبیر سب سے جلد ہوتی ہے''۔

اللہ تعالیٰ کیلئے حیلہ سازی کی نسبت انتہائی گستاخانہ ہے۔

Marfat.com

(۱۱) ولقد همت بہ وھم بھا (پارہ ۱۲، رکوع ۱۴)

ترجمہ: مولانا اشرف علی تھانوی ''اور اس عورت کے دل میں تو ان کا خیال جم ہی رہا تھا اور ان کو بھی اس عورت کا کچھ خیال ہو چلا تھا''

مولانا محمود حسن ''اور البتہ عورت نے فکر کیا اس کا اور اس نے فکر کیا عورت کا''

مولانا احمد رضا خان بریلوی: ''اور بے شک عورت نے اس کا ارادہ کیا اور وہ بھی عورت کا ارادہ کرتا اگر اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتا۔

پہلے دو تراجم میں عصمت انبیاء مجروح ہوئی ہے۔ اعلیٰ حضرت نے صرف شرط کو متصل کر کے عصمت انبیاء کے تحفظ کا سامان کیا ہے۔

(۱۲) کذالک کدنا لیوسف (پارہ ۱۳، رکوع ۳)

ترجمہ: مولانا محمود حسن: ''یوں داؤ بتا دیا ہم نے یوسفؑ کو۔

اعلیٰ حضرت بریلویؒ: ''ہم نے یوسفؑ کو یہی تدبیر بتائی۔

''کید'' کا لفظ عربی زبان میں ''خفیہ تدبیر'' کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اسے ''داؤ'' اور ''فریب'' کے معنوں میں بھی لیا جاتا ہے۔ مگر جب اس کی نسبت خدائے قدوس کی طرف ہو تو اس کا ترجمہ داؤ یا فریب کرنا سراسر توہینِ باری ہے۔

(۱۳) قالوا تاللہ انک لفی ضللک القدیم (پارہ ۱۳، رکوع ۵)

ترجمہ: مولانا محمود حسن: ''لوگ بولے قسم اللہ کی تو اپنی اسی قدیم غلطی میں ہے''۔

مولانا اشرف علی تھانوی: ''وہ (پاس والے) کہنے لگے کہ بخدا آپ تو اپنے اسی پرانے غلط خیال میں مبتلا ہیں''

اعلیٰ حضرت بریلویؒ: ''بیٹے بولے خدا کی قسم! آپ اپنی اسی پرانی خودرفتگی میں ہیں''۔

عربی زبان میں ضلال کئی معنوں میں مستعمل ہے۔ اس کے معنی مغلوب ہونا اور گمراہ ہونا کے بھی ہیں۔ اور لفظ ضلالت محبت و وارفتگی کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

(۱۴) ووجدک ضالا فھدی (والضحیٰ آیت ۷)

ترجمہ: مولانا محمود حسن: ''اور پایا آپکو بھٹکتا ہوا اور پھر راہ سمجھائی''

Marfat.com

مولانا اشرف علی تھانوی: ''اور اللہ تعالیٰ نے آپکو (شریعت سے) بے خبر پایا، سو آپکو (شریعت کا راستہ) دکھلایا''۔

ترجمہ: مولانا مودودی: ''اور تمہیں ناواقف راہ پایا اور پھر ہدایت کی''

حاشیہ میں رقمطراز ہیں کہ (معاذ اللہ) آپ ﷺ جاہل معاشرہ میں گم ہو کر رہ گئے تھے۔

ترجمہ: مولانا احمد رضا خان بریلوی ''اور تمہیں اپنی محبت میں خودرفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی''۔

خیال رہے کہ وما ضل صاحبکم وما غوی کے اعلان کے بعد ناواقفیت وگمراہی کا وہم وگمان بھی پیدا ہو سکتا ہے؟

(۱۵) حتی اذا استیئس الرسل و ظنوا انهم قد كذبو (پارہ ۱۳، رکوع ۶)

ترجمہ: ''مولانا اشرف علی تھانوی'' یہاں تک کہ پیغمبر (اس بات سے) مایوس ہو گئے اور ان پیغمبروں کو گمان غالب ہو گیا کہ ہمارے فہم نے غلطی کی''

ترجمہ: مولانا محمود حسن: ''یہانتک کہ جب ناامید ہونے لگے رسول اور خیال کرنے لگے کہ ان سے جھوٹ کہا گیا ہے۔''

ترجمہ: اعلیٰ حضرت بریلوی: ''یہاں تک جب رسولوں کو ظاہری اسباب کی امید نہ رہی اور لوگ سمجھے کہ رسولوں نے ان سے غلط کہا تھا''۔

(۱۶) قال هولاء بنتي ان كنتم فاعلين (پارہ ۱۴، رکوع ۵)

ترجمہ: ''مولانا محمود حسن'' بولا یہ حاضر ہیں میری بیٹیاں اگر تم کو کرنا ہے''۔

ترجمہ: ''مولانا اشرف علی تھانوی: ''لوطؑ نے فرمایا کہ یہ میری (بہو) بیٹیاں موجود ہیں اگر تم (میرا کہنا) کرو''

ترجمہ: اعلیٰ حضرت بریلویؒ: ''کہا یہ قوم کی عورتیں میری بیٹیاں ہیں اگر تمہیں کرنا ہے''۔

اس آیت کا پس منظر یہ ہے کہ جب فرشتے حضرت لوط علیہ السلام کے پاس خوبصورت لڑکوں کی شکل میں آتے ہیں اور کفار اپنے شوق لواطت میں ان کے پیچھے دوڑتے آتے ہیں اور ان کے حصول کا تقاضا کرتے ہیں تو لوط علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں۔ ھو لاء بنتی ان كنتم فاعلين اس آیت کے پہلے ترجمے جو مولانا محمود حسن اور مولانا اشرف علی تھانوی صاحبان نے کئے ہیں ان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جناب لوط علیہ السلام نے اپنے مہمانوں کو بچانے کیلئے اپنی بیٹیاں پیش کر دی تھیں۔ یہ بات ایک اولوالعزم پیغمبر خدا کو تو

Marfat.com

کجا کسی شریف آدمی کو زیب نہیں دیتی۔ اعلیٰ حضرت بریلویؒ کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے کہ آپ نے حسن ادا سے تمام اعتراضات ترجمہ ہی میں ختم فرما دیئے۔

(۱۷) و عصی ادم ربہ فغوی (پارہ۱۶، رکوع۱۶)

ترجمہ: مولانا عاشق الٰہی میرٹھی: ''اور آدمؑ نے نافرمانی کی اپنے رب کی پس گمراہ ہوئے''۔

نافرمانی اور گمراہی کی نسبت نبی علیہ السلام کی طرف انتہائی گستاخی ہے اور عصمتِ انبیاء پر حملہ کرنے کے مترادف ہے۔

اعلیٰ حضرت بریلویؒ کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

''اور آدمؑ سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی تو جو مطلب چاہا تھا اس کی راہ نہ پائی''۔

(۱۸) فظن ان لن نقدر علیہ (پارہ۱۷۔ رکوع۶)

ترجمہ: مولانا محمود حسن ''پھر سمجھا کہ ہم نہ پکڑ سکیں گے اس کو''

مولانا محمود حسن کے ترجمہ سے یہ گمان پیدا ہوتا ہے کہ غالباً یونس علیہ السلام کا خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ ان پر قابو نہ پا سکے گا۔ یہ انتہائی مضحکہ خیز بات ہے اور اس کو ایک پیغمبر خدا کی طرف منسوب کرنا دریدہ ذہنی ہے۔

اعلیٰ حضرت بریلویؒ کا ترجمہ دیکھئے: ''تو گمان کیا (یونسؑ نے) کہ ہم اس پر تنگی نہ کریں''۔

(۱۹) و استغفر لذنبک وللمومنین والمومنت (پارہ۲۶، رکوع۶)

ترجمہ: مولانا محمود حسن ''اور معافی مانگ اپنے گناہ کے واسطے اور ایمان دار مردوں اور عورتوں کیلئے''

مولانا اشرف علی تھانوی ''اور آپؐ اپنی خطا کی معافی مانگتے رہیے اور سب مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کیلئے بھی''۔

ان تراجم سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضور ﷺ معاذ اللہ خطا کار و گنہگار تھے۔ (معاذ اللہ)

ترجمہ: مولانا احمد رضا بریلوی ''اور اے محبوبؐ! اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو''

(۲۰) ما کنت تدری ما الکتب ولا الایمان (پارہ۲۵، سورہ الشوریٰ آیت۵۲)

ترجمہ: عبدالماجد دریا آبادی ''آپ کو نہ یہ خبر تھی کہ کتاب کیا چیز ہے اور نہ یہ کہ ایمان کیا چیز ہے۔

Marfat.com

''مولانا اشرف علی تھانوی ''تم نہیں جانتے تھے کہ کتاب اللہ کیا چیز ہے اور نہ خبر تھی کہ ایمان کمال کیا چیز ہے۔
امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ: ''اس سے پہلے نہ تم کتاب جانتے تھے نہ احکام شرع کی تفصیل''

نوٹ: سرکار دو عالم ﷺ فداہ ابی وامی کو شرف نبوت کا تاج تخلیق آدم سے قبل ہی عطا کر دیا گیا تھا۔ پھر یہ ترجمہ کرنا کہ تو کتاب جانتا ہی نہیں تھا نہ ایمان۔ یہ صاف اور صریح عصمت انبیاء پر حملہ ہے کیونکہ نبوت اللہ تعالیٰ نے اپنے منتخب بندوں کو عطا فرمائی ہے۔ اور یہ انتخاب لوح وقلم میں محفوظ ہے۔ پھر یہ کہنا کس قدر گستاخی ہے کہ اس سے قبل آپ مومن نہ تھے۔ جبکہ ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ دنیا تشریف لائے تو اللہ رب العزّت کو سجدہ کیا اور فرمایا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ تو خود ہی فیصلہ کریں کہ حقیقت کیا ہے۔

(۲۱) انا فتحنا لک فتحامبیناo لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر (پارہ ۲۶ رکوع ۹)

ترجمہ: مولانا اشرف علی تھانوی ''بیشک ہم نے آپ کو ایک کھلم کھلا فتح دی'' تا کہ اللہ تعالیٰ آپکی سب اگلی پچھلی خطائیں معاف فرمادے''۔

: مولانا محمود حسن دیوبندی ''ہم نے فیصلہ کر دیا تیرے واسطے صریح فیصلہ تاکہ معاف کر دے تجھ کو اللہ جو آگے ہو چکے تیرے گناہ اور جو پیچھے رہے''۔

اس آیت میں مترجمین نے خطاؤں اور گناہوں کو حضور ﷺ کی ذات پاک معصوم عن الخطاء سے منسوب کر دیا ہے جو صریحاً عصمت انبیاء پر حملہ ہے۔

اعلیٰ حضرت بریلویؒ کا ترجمہ ملاحظ فرمائیے۔

''بیشک ہم نے تمہارے لیئے روشن فتح فرمادی تا کہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور پچھلوں کے''۔

(۲۲) ولئن اتبعت اھو آءھم من بعد ما جاءک من العلم مالک من اللہ من ولی ولا نصیر (سورہ بقرہ آیت ۱۲۰)

ترجمہ: مولانا عبدالماجد دریابادی ''اور اگر آپ بعد اس علم کے جو آپ کو پہنچ چکا ہے ان کی خواہشوں کی پیروی کرنے لگے تو آپ کیلئے اللہ کی گرفت کے مقابلے میں نہ کوئی یار ہوگا نہ مددگار''

ڈپٹی نذیر احمد ''اور اے پیغمبرؐ! اگر تم اس کے بعد کہ تمہارے پاس علم یعنی قرآن آچکا انکی خواہشوں پر چلے تو پھر تم

Marfat.com

کو خدا کے غضب سے بچانے والا نہ کوئی دوست ہوگا نہ کوئی مددگار"

مولانا اشرف علی تھانوی: "اور اگر آپ اتباع کرنے لگیں ان کے غلط خیالات کا علم قطعی ثابت بالوحی آچکنے کے بعد تو آپ کا کوئی خدا سے بچانے والا نہ یار نکلے گا نہ مددگار"۔

اعلیٰ حضرت بریلویؒ "اور (اے سننے والے کسے باشد) اگر تو ان کی خواہشوں کا پیرو ہوا بعد اس کے کہ تجھے علم آچکا تو اللہ سے کوئی تیرا بچانے والا ہوگا اور نہ مددگار"۔

مندرجہ بالا تراجم میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ، کے ترجمہ کے سوا باقی تمام سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور پرنور ﷺ کو اس بات پر زجر و توبیخ کی جارہی ہے کہ تم قرآنی علم آجانے کے بعد ان کی پیروی کرو گے (نعوذ باللہ من ذلک) لہذا اگر ایسا کیا تو خبردار تمکو ایسی پکڑ کریں گے کہ کوئی چھڑا نہ سکے گا۔

حالانکہ تفسیر خازن میں ہے کہ انہ خطاب للنبیؐ و المراد بہ امتہ" یہ خطاب تو نبی ﷺ سے ہے لیکن اس سے مراد امتِ محمدیہ (علی صاحبھا الصلوۃ و السلام) ہے۔

اعلیٰ حضرتؒ نے ترجمہ میں کمال کیا کہ ترجمہ وہ کردیا جو منشائے مولا اور تقاضائے ادب تھا۔

(۲۳) فان یشا اللہ یختم علی قلبک (پارہ ۲۵، الشوریٰ: ۲۴)

ترجمہ: مولانا فتح محمد جالندھری: "اگر خدا چاہے تو اے محمد ﷺ تمہارے دل پر مہر لگادے"

مولانا عبدالماجد دریابادی: "تو اگر اللہ چاہے تو آپکے قلب پر مہر لگادے"

مولانا اشرف علی تھانوی: "سو خدا اگر چاہے تو آپ کے دل پر بند لگادے"

اعلیٰ حضرت بریلویؒ فرماتے ہیں:

"اور اگر اللہ چاہے تو تمہارے دل پر اپنی رحمت و حفاظت کی مہر لگادے"

(۲۴) یا معشر الجن و الانس ان استطعتم ان تنفذو امن اقطا السموت و الارض فا نفذو الا تنفذون الا بسلطن۔ (الرحمٰن، پارہ ۲۷، آیت ۳۳)

ترجمہ: مولانا اشرف علی تھانوی: "اے گروہ جن اور انسان کے اگر تم کو یہ قدرت ہے کہ آسمان اور زمین کی حدود سے کہیں باہر نکل جاؤ تو (ہم بھی دیکھیں) نکلو مگر بدوں زور کے نہیں نکل سکتے (اور زور ہے نہیں پس نکلنے کا وقوع بھی محتمل نہیں)۔

Marfat.com

امام احمد رضا خاں بریلوی:۔ ”اے جن وانس کے گروہ! اگر تم سے ہو سکے کہ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ تو نکل جاؤ۔ جہاں نکل کر جاؤ گے اسی کی سلطنت ہے۔“

اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کا مفاد یہ ہے کہ انسان زمین کے کناروں سے تو باہر نکل سکتا ہے لیکن اللہ کی سلطنت سے باہر نہیں نکل سکتا۔ پس انسان چاند سے گزر کر مریخ پر بھی جا پہنچے تو اس ترجمہ کی روشنی میں قرآن حکیم کے خلاف لازم نہیں آتا۔

آپ کے عدیم الفرصتی کے پیشِ نظر چوبیس ۲۴ آیات کے تراجم پر اکتفا کرتا ہوں۔ آپ خود اندازہ لگا سکیں گے کہ مولانا محمود حسن، مولانا اشرف علی تھانوی اور مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کے مقابلہ میں اعلیٰ حضرت امام اہلسنت شاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ کا ترجمہ زیادہ فصیح، بامحاورہ اور عصمت وعظمت رسالت کا حامل ہے۔

دولتِ خداداد پاکستان کی زمامِ اقتدار اس وقت آپ کے ہاتھ میں ہے۔ ساری ملت اسلامیہ پاکستانیہ آپ کی معرفت اپنے عقائد ونظریات کا تحفظ چاہتی ہے۔ اول تو آپ کو اس باوقار ترجمہ وحاشیہ (کنز الایمان وخزائن العرفان) کی کھلم کھلا تائید وحمایت کرنی چاہیے۔ بصورتِ دیگر ملک کی ۸۵ فیصد آبادی کے جذبات کی خاطر مخالفانہ اقدامات کو مسترد کر کے دوسرے اسلامی ممالک کو دین کی اجارہ داری اور اہلسنت کی دل آزاری سے روکنا چاہیے۔ فقط والسلام مع الاکرام

مخلص محمد عبدالستار خان نیازی

جنرل محمد ضیاء الحق بنام مولانا محمد عبدالستار خان نیازی

بسمِ اللہِ الرحمنِ الرحیم

۵۷/۱۔سی/۱۳/سی۔ایم۔ایل۔اے سیکرٹریٹ راولپنڈی

۱۲۔اپریل ۱۹۸۲ء

Marfat.com

مکرمی۔ السّلام علیکم

آپ کا خط مورخہ ۲۱ مارچ ۱۹۸۲ء ملا۔ جس کے ہمراہ آپ نے بسلسلہء پابندی کنزالایمان آیاتِ قرآنی کا تقابلی موازنہ کیا ہے۔ آپ کا مفصل خط میں نے وفاقی وزیر امور مذہبیہ کو بھیج دیا ہے تا کہ اس بارے میں مناسب اقدامات کریں۔

نیز اسے ہدایت کر دی گئی ہے کہ آپ سے اس معاملہ کی بابت میں رابطہ کریں۔

فقط والسلام

آپ کا خیر اندیش

عارف (لیفٹیننٹ جنرل کے، ایم عارف)

برائے صدر مملکت ہی۔ ایم۔ ایل۔ اے سیکرٹریٹ راولپنڈی

جنرل محمد ضیاء الحق

نوٹ: نواب محمد عباس خاں عباسی آف بہاولپور (ف ۱۹۸۸ء) ان دنوں وفاقی وزیر مذہبی امور تھے۔ افسوس کہ وعدوں کے باوجود موصوف نے کچھ بھی نہ کیا۔ (قصوری)

بشریٰ رحمٰن

بشریٰ رحمٰن (۱۹۴۲ء۔ زندہ) کی ولادت بہاولپور کے نامور طبیب اور ولی اللہ حضرت ابوالعرفان حکیم عبدالرشیدؒ (ف ۱۹۶۰ء) کے ہاں ہوئی۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور سے صحافت میں ایم اے کیا اور پھر علم وادب کو اوڑھنا بچھونا بنالیا۔ ''روزنامہ جنگ'' لاہور سے اپنے مشہور زمانہ کالم 'چادر، چاندنی اور چاردیواری'' کا آغاز کیا اور پھر جلد ہی ''روزنامہ نوائے وقت لاہور'' سے وابستہ ہو گئیں اور اب تک مسلسل یہ کالم لکھ رہی ہیں۔ شعر و شاعری سے بھی بھرپور دلچسپی ہے۔ بہترین مقررہ اور ادیبہ ہیں۔ اب تک ایک درجن سے زائد کتابیں چھپ کر دادِ تحسین حاصل کر چکی ہیں جن میں سے ''چادر، چاندنی'' اور ''چاردیواری'' سرفہرست ہے۔

Marfat.com

۱۹۸۵ء میں پنجاب اسمبلی کی رکن منتخب ہوئیں۔اپنی خداداد صلاحیتوں کا مظاہرہ کر کے''ایوان'' سے ''بلبل پاکستان'' کا خطاب حاصل کیا۔ان کی تقریریں بڑی دلچسپی سے سنی جاتی تھیں۔آج کل پنجاب مسلم لیگ شعبہ خواتین کی صدر ہیں اور کئی سال سے لاہور سے ایک ماہنامہ ''وطن دوست'' کے نام سے بھی نکال رہی ہیں۔دیانت،شرافت اور امانت ان کا طرۂ امتیاز ہے۔پورے ملک میں انکا احترام پایا جاتا ہے۔

بشریٰ رحمٰن کے والد حکیم عبدالرشید،حضرت مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی کے انتہائی قریبی دوستوں میں سے تھے۔دونوں میں پکی اور سچی محبت تھی کیونکہ دونوں کی آنکھ کا سرمہ خاک مدینہ ونجف تھا۔ حضرت مجاہد ملت نے اپنے دوست کی بیٹی کو ہمیشہ اپنی بیٹی سمجھا اور پیار سے نوازا۔جیسا کہ طرفین کی خط وکتابت سے ظاہر ہے

مولانا عبدالستار خان نیازی بنام بشریٰ رحمٰن

SENATE OF PAKISTAN

کمرہ نمبر۲۔ایم،این،اے گورنمنٹ ہوسٹل اسلام آباد

مورخہ ۱۲، جولائی ۱۹۹۵ء

محترمہ عزیزہ بشریٰ رحمان سلمک الرحمان الی یوم المیزان

سلام و رحمت۔ مجھے آج عزیزم صادق قصوری صاحب نے ''مکاتیب مجاہد ملت'' کا ایک نسخہ ارسال کیا ہے۔دیباچہ میں آپ کے تاثرات اور ''فلسفہ مکاتیب'' پر وقیع و پرمغز نظریات پڑھ کر بیحد مسرت ہوئی۔آپ نے خاکسار راقم الحروف کے بارے جو کچھ لکھا ہے اس کے لئے آپ کی عظمت اور عالی حوصلگی کا معترف ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ جن مقاصد کے لئے آپ نے میری جدوجہد کا ذکر کیا ہے۔اللہ تعالیٰ حقیقی معنوں میں مجھے اس کا اہل بنائے۔خاص طور پر آپ نے ایک درویش فقیر بینوا کی جو توقیر کی ہے اس کیلئے سراپا سپاس ہوں۔اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔

''نوائے وقت'' میں آپ کے مقالے شوق سے پڑھتا ہوں۔آپ کے والد ماجد مرحوم ومغفور نے

Marfat.com

آپ کی بہو احسن تربیت کی، آپ کی شخصیت اس کا مظہر جمیل ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے عزائم میں کامیاب نصیب فرمائے۔ فقط والسلام مع الاکرام مخلص محمد عبدالستار خان نیازی

بشریٰ رحمٰن بنام مولانا عبدالستار خان نیازی

۸۔سی احمد پارک نیوگارڈن ٹاؤن لاہور

۲۵، جولائی ۱۹۹۵ء

مشفق و محترم مولانا عبدالستار خان نیازی صاحب

تسلیم و نیاز۔ آپ کا خط میرے لیئے ایک روحانی مسرت لایا۔ آپ جب بھی ملے ہیں، آپ نے ایک پدرانہ مشفقت کا اظہار فرمایا ہے۔ اسی لیئے آپ کے سراپے میں سے ابا جی کی جھلک اور آپ کی گفتگو میں سے ابا جی کی مہک آتی رہی ہے۔

آپ خود تہذیب و شائستگی کی ایک ایسی درسگاہ ہیں کہ جو بھی نو آموز آپ کے پاس چند لمحے بھی گزارے گا۔ کچھ سیکھ کر ہی اٹھے گا۔

میں ایک کم علم اور بے مایہ سی ہستی ہوں۔ جب برادرم صادق قصوری نے مجھے "مکاتیب مجاہد ملت" کا دیباچہ لکھنے کو کہا تو میں نے معذرت پیش کر دی۔ عظم ہستیوں کے بارے میں عظیم تر لوگ لکھا کرتے ہیں۔ مگر ان کا اصرار جاری رہا، استدلال یہ تھا کہ "مجھے انہوں نے بیٹا بنایا ہے اور آپ کو اپنی بیٹی کہتے ہیں تو آپ اپنا حق ادا کیجیئے۔

محترم!

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔

پھر بھی آپ نے میری طفلانہ سی کاوش کو شرف قبولیت بخشا۔ میں ممنون بھی ہوں اور مسرور بھی کہ آپ کے تاریخ ساز عہد میں میرا نام بھی شامل ہوا۔

اللہ آپ کو سلامت رکھے اور صحت و عافیت سے رکھے آمین۔ آپ قوم کا گراں بہا سرمایہ ہیں۔ اور

Marfat.com

ابھی ہم نے آپ سے بہت کچھ سیکھنا ہے۔

میرے لیے بھی دعا کیا کیجئے۔ابا جی نے بہاولپور میں عیسائی مشنریوں کا زور توڑنے کیلئے ایک فلاحی منصوبہ شروع کیا تھا۔میں آجکل اس کی تکمیل میں مصروف ہوں۔ خدائے دو عالم مجھے اپنے قلم اور اپنے عمل سے اپنی قوم اور اپنے والدین کے آگے سرخرو کرے۔(آمین) میرے کالموں (چادر، چاندنی اور چاردیواری) کا پہلا انتخاب چھپ کر آگیا ہے۔آپ کی خدمت میں روانہ کر رہی ہوں۔لاہور تشریف لائیں تو شرف ملاقات بخشیں۔

بصد احترام۔خاک پائے بزرگاں

بشریٰ رحمٰن لاہور

Marfat.com

کتابیات

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف / مؤلف	جائے طباعت	سن طباعت
1	قائداعظم خطوط کے آئینے میں	خواجہ رضی حیدر	کراچی	1985ء
2	دی پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن	سرفراز حسین مرزا	لاہور	1978ء
3	اکابر تحریک پاکستان (جلد اول)	محمد صادق قصوری	گجرات	1976ء
4	قائداعظم اور ان کا عہد	رئیس احمد جعفری	لاہور	1966ء
5	تاریخ پاک وہند	قاری احمد پیلی بھیتی	کراچی	1976ء
6	پاکستانی ملت وشہریت کی رکنیت میں امتیاز کیلئے مسلمانوں کی تعریف کی ضرورت ہے	مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی	لاہور	1963ء
7	مکاتیب مجاہد ملت	محمد صادق قصوری	لاہور	1995ء
8	اسلام کا تصور ملکیت	سید ارشاد احمد عارف	لاہور	1983ء
9	دس پھول ایک کانٹا	خواجہ افتخار لاہور	لاہور	1985ء
10	وے صورتیں الٰہی	ڈاکٹر عبدالسلام خورشید	لاہور	1976ء
11	قائداعظم اور لائلپور	ڈاکٹر سید معین الرحمان	لاہور	1977ء

Marfat.com

12	پاکستان ناگزیر تھا	سید حسن ریاض	کراچی	1970ء
13	تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء	چوہدری حبیب احمد	لاہور	1966ء
14	شاہراہ پاکستان	چوہدری خلیق الزمان	کراچی	1967ء
15	مولانا ابوالاعلی مودودی	احمد منیر لاہور	لاہور	1986ء
16	(رموز) ماہنامہ	سلطان فیاض الحسن	مظفر آباد، آزاد کشمیر	جنوری 1990
17	الہام (ہفت روزہ) (مجاہد ملت ایڈیشن)	شہاب دہلوی	بہاولپور	28 مئی 1987ء
18	کنزالایمان کے خلاف سازش اور اسکا مثبت جواب	مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی	لاہور	1403ھ
19	مشاہیر بہاولپور	شہاب دہلوی	بہاولپور	1981ء
20	ہمارے اہل قلم	زاہد حسین انجم	لاہور	1988ء
21	پاکستانی اہل قلم کی ڈائریکٹری	مسیح الدین احمد صدیقی	اسلام آباد	1979ء

Marfat.com

مجاہد ملّت یادگاری ڈاک ٹکٹ

ضیغم اسلام مجاہد ملت حضرت مولانا محمد عبد الستار خاں نیازی رحمتہ اللہ علیہ کے عقیدتمندوں مداحوں اور پیروکاروں کو یہ جان کر قلبی مسرت ہوگی کہ محکمہ ڈاک حکومتِ پاکستان نے ''مجاہد ملت فاؤنڈیشن کی کوششوں سے تحریکِ پاکستان میں حضرت مجاہد ملت قدس سرہ العزیز کی خدمات جلیلہ کا اعتراف کرتے ہوئے ۱۴۔اگست ۲۰۰۳ء کو دو روپے کا نہایت ہی خوبصورت اور جاذبِ نظر یادگاری ڈاک ٹکٹ جاری کر دیا ہے جس کے لیئے ہم محکمہ ڈاک کے شکر گزار ہیں۔

ڈاک ٹکٹ کے اجراء کے سلسلہ میں حضرت مجاہد ملت قدس سرہ العزیز کے دیرینہ عقیدتمند اور جاں نثار حضرت قبلہ ڈاکٹر شیر محمد زمان صاحب دامت برکاتہم عالیہ چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان اسلام آباد نے بھرپور تعاون فرمایا ہے ہم ان کے تہہ دل سے شکر گزار ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ کریم انہیں سعادتِ دارین سے نواز ے اور دین و دنیا میں کامیابی و کامرانی سے سرفراز فرمائے اور ان کا سایہ ہما پایہ تادیر سلامت رکھے۔

پیر طریقت حضرت صاحبزادہ مفتی محمد محب اللہ نوری دامت برکاتہم عالیہ ایڈیٹر ماہنامہ ''نور الحبیب'' بصیر پور شریف ضلع اوکاڑا کے بھی شکر گزار ہیں کہ انہوں نے اکتوبر ۲۰۰۳ء کے شمارہ کے ادارتی صفحات میں یادگاری ٹکٹ کے اجراء کے سلسلہ میں محکمہ ڈاک حکومت پاکستان کو یوں خراج تحسین پیش کیا ہے:

''مجاہد ملت کی یاد میں ڈاک ٹکٹ کا اجراء''

یہ امر لائق تحسین ہے کہ محکمہ ڈاک نے ''تحریک پاکستان کے سرگرم مجاہد، نامور مبلغ اور تحریک ختم نبوت''، ''تحریک نظام مصطفےٰ ﷺ''، ''تحریکِ بحالی جمہوریت'' اور ''تحریک نفاذ شریعت'' کے ممتاز

Marfat.com

رہنما مجاہد ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی (رحمتہ اللہ علیہ) کی یاد میں ٹکٹ جاری کیا ہے۔۔۔۔
حضرت مجاہد ملت کو اللہ تعالیٰ نے جس مقبولیت اور عزت سے نوازا، وہ محتاج بیان نہیں۔۔۔۔۔
محکمہ ڈاک نے ان کی یاد میں ٹکٹ جاری کر کے اپنے وقار میں اضافہ کیا ہے۔۔۔۔۔

ہم اس اعتراف عظمت پر محکمہ ڈاک کو مبارکباد پیش کرتے ہیں نیز محترم محمد صادق قصوری اور ''مجاہد ملت فاؤنڈیشن'' کے جملہ متعلقین بھی ہدیۂ تبریک کے مستحق ہیں کہ اُن کی کوششوں سے یہ یادگاری ٹکٹ شائع ہوا۔۔۔۔۔''

وطن عزیز کے نامور صوفی منش شاعر حضرت فیض الامین فاروقی مدظلہ العالی آف مونیاں ٹھیکریاں ضلع گجرات نے یادگاری ٹکٹ کے اجراء کے سلسلے میں درج ذیل قطعۂ تاریخ کہا جس کے لیئے ''مجاہد ملت فاؤنڈیشن'' کے جملہ ارکان اُن کے شکرگزار ہیں۔

قطعہ تاریخ اجراء ڈاک ٹکٹ

بیادِ مجاہد ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمتہ اللہ علیہ

☆

''خوشا اوج وشان خان نیازی''

۲۰۰۳ء

''شوکت وحشمت مجاہد ملت''

۲۰۰۳ء

لو با مانا گیا اُس کی عظمت کا آج — تھا جو جنگِ حریت کا اک راہنما

Marfat.com

"وہ شہیرِ زماں عبدستار خاں" پیکر استقامت نجستہ لقا

۲۰۰۱ء

اس کا سینہ منور تھا ایمان سے اس کی دولت تھی عشقِ حبیبؐ خدا
اہلِ سنت کا تھا نابغہءِ باکمال اس سے خائف رہے اہلِ باطل سدا
کاوشیں لائیں صادق قصوری کی رنگ ہوگیا اعتراف اُس کی خدمات کا
نام سے اُس کے جاری ہوا ڈاک ٹکٹ کارنامہ حکومت کا یہ مرحبا
سال اس کارِ یکتا کا فیض الامین
"لطفِ ذات مقدس" خرد نے کہا

۱۴۲۴ھ

(خاکپائے مجاہد ملت
محمد صادق قصوری

Marfat.com

ذخیرہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی

اظہار تشکر

مندرجہ ذیل حضرات گرامی نے اس کتاب کی اشاعت وطباعت کیلئے مالی تعاون فرمایا۔ اللہ کریم ان سب کو جزائے خیر سے نوازے، دین ودنیا اور آخرت کی نعمتوں سے مالا مال فرمائے، حضرت مجاہد ملت قدس سرہ العزیز کی محبت سے مزید سرشار فرمائے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین ثم آمین) بجائے سید المرسلین ﷺ (قصوری)

- ☆ جناب محترم نوابزادہ محمد علی خان ہوتی، مردان (سرحد)
- ☆ جناب محترم ڈاکٹر خالد سعید شیخ (سیالکوٹ)
- ☆ جناب محترم رانا محمد صادق ادیب (اٹک)
- ☆ جناب محترم سردار سلطان سکندر (جھنگ ضلع اٹک)
- ☆ جناب محترم امانت علی ٹیلر ماسٹر (بُرج کلاں ضلع قصور)
- ☆ جناب محترم صوفی محمد دین چشتی (قصور)
- ☆ جناب محترم پروفیسر محمد الیاس اعظمی (قصور)
- ☆ جناب محترم ظفر اللہ رضا (باہمنی والا ضلع قصور)
- ☆ جناب محترم مہر محمد عالم (قصور)

Marfat.com

محترمہ بُشریٰ رحمٰن صاحبہ۔ لاہور

صدر پاکستان مسلم لیگ شعبہ خواتین پنجاب۔
ایڈیٹر ماہنامہ ”وطن دوست“ لاہور

لاہور
۱۰/مئی ۱۹۹۷ء

محترم بھائی صادق قصوری

تسلیمات: بہاول پور میں مجھے کچھ دن زیادہ رکنا پڑ گیا۔ جس کے لیے معذرت چاہتی ہوں۔ میں واقعی شاعرہ نہیں ___ یہ کسرِ نفسی نہیں ہے ___ یہ اور بات ہے کہ میری تک بندیوں کی کتاب بن گئی ہے۔ یونہی سفر میں ایک نظم سی بن گئی ___ بھیج رہی ہوں۔ یہ چھاپنے کے لائق نہیں ___ اگر اس سے بہتر شعر ہو گئے تو لکھ بھیجوں گی۔

والسلام
بشریٰ رحمٰن

”مولانا عبدالستار نیازی کی نذر“

اُن کے چہرے کی ضیاء دل میں اُتر جاتی ہے
بات کہنے کی ادا ، دل میں اُتر جاتی ہے

Marfat.com

دبدبہ اُن کا فرنگی کو جُھکا دیتا تھا
فلسفہ اُن کا مخالف کو جھکا دیتا ہے
لہجہ اُن کا میں بتاؤں تجھے کیا اے دوست

بحرِ اُلفت میں روانی جیسا!
سارے قصے میں کہانی جیسا!
دلربائی میں جوانی جیسا!
وہ کہ اک شخص "نشانی" جیسا!

Marfat.com

Marfat.com

اپیل

جملہ اہل اسلام سے اپیل ہے کہ اگر آپ کے پاس مجاہد ملّت حضرت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی رحمتہ اللہ علیہ کی کوئی تحریر، خط، حوالہ، یادداشت، رقعہ، اخباری مضمون یا تراشہ، کتاب، تاثرات و مشاہدات یا خطابات کی آڈیو/ ویڈیو کیسٹ ہو تو براہ مہربانی ہمیں ارسال فرمائیں تاکہ ہم ان چیزوں کو کتابی شکل دے کر حضرت مجاہد ملّت رحمتہ اللہ علیہ کے افکار و نظریات کو پھیلا سکیں۔

نیز ہمارے ساتھ بھرپور مالی تعاون بھی فرمائیں تاکہ یہ سلسلہ جاری و ساری رہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دین و دنیا میں سرفراز فرمائے۔

دعاگو

محمد صادق قصوری

بانی صدر مجاہد ملّت فاؤنڈیشن پاکستان
برج کلاں ضلع قصور
پوسٹ کوڈ: 55051

Marfat.com